نسیم ہدایت کے جھونکے

اسلام قبول کرنے والے نو مسلم بھائیوں بہنوں کی کہانی خود ان کی زبانی

افادات

داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مد ظلہم

سرپرست ماہنامہ ارمغان وناظم جامعۃ الامام ولی اللہ الاسلامیہ پھلت، مظفر نگر، یوپی

پیش لفظ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مد ظلہم

جلد ہفتم

۷

مرتب

مفتی محمد روشن شاہ قاسمی

مہتمم دارالعلوم سونوری ضلع اکولہ، مہاراشٹر

نام کتاب
نسیم ہدایت کے جھونکے (جلد ہفتم)
افادات: داعی اسلام حضرت مولانا کلیم صدیقی صاحب مدظلہم
مرتب: مفتی محمد روشن شاہ قاسمی
کمپوزنگ: محمد ساجد شاہ سونوری
صفحات: ۲۴۶
سن اشاعت: ۲۰۱۶
پہلا ایڈیشن: ۵۰۰۰
قیمت: ۱۵۰ روپئے

{مرتب کتاب سے خط و کتابت کا پتہ}
مفتی محمد روشن شاہ قاسمی
مہتمم دارالعلوم سونوری نیشنل ہائیوے نمبر ۶
ضلع اکولہ مہاراشٹر، انڈیا

MuftiMohdRoshanShahQasmi
MohtamimDaruUloomSonori
NationalHighwayNo.6
Dist.Akola,Pin444107
Maharashtr,INDIA
P(07258)42Mo09422162298
Email:darululoomsonori@gmail.com

Name of the Book
Nasim-e-Hidayat ke Jhonke (Part-VII)
Ifadat:
Daee Islam Hazrat Moulana Mohd.Kaleem Siddiqi Sahab
Compiled by
Mufti Mohd. Roshan Shah Qasmi
Pages: 246 Price: Rs. 150/- Size: 6/16

کتاب ملنے کے پتے

☆ مکتبہ دارالعلوم سونوری، ضلع اکولہ مہاراشٹر، انڈیا 444107
☆ جمعیت شاہ ولی اللہ، پھلت، ضلع مظفر نگر، یوپی، انڈیا
☆ مکتبہ شاہ ولی اللہ دہلی
☆ مکتبہ شاہ ولی اللہ دیوبند ☆ کتب خانہ نعیمیہ دیوبند 01336-223294

اللہ والوں سے آرڈر کے ساتھ درج ذیل موبائل پر رابطہ کریں

Mo:08624938053/Mo:09420186856-Ph-07256-244204

فہرست

شمار	فہرست مضامین	صفحہ
۱	عرض مرتب	۵
۲	مقدمہ: داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہم	۷
۳	پیش لفظ: شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم	۱۱
۴	تبصرہ: از حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہم شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند	۱۳
۵	تقریظ: محدث العصر شیخ محمد عوامہ حفظہ اللہ مدینہ منورہ	۱۷
۶	تبصرہ: از حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب سہارنپوری مدظلہم	۲۲
۷	تبصرہ: از حضرت مولانا مفتی محمد شعیب صاحب مدظلہم مظاہر علوم سہارنپور	۲۵
۸	تبصرہ: حضرت مولانا محمد حبیب الرحمن صاحب قاسمی مدظلہم	۲۶
۹	تبصرہ: از حضرت مولانا احمد میرٹھی قاسمی صاحب مدظلہم	۲۸
۱۰	تبصرہ: از حضرت مولانا مفتی گلزار احمد صاحب مدظلہم	۳۱
۱۱	تقریظ: مولانا وصی سلیمان صاحب ندوی مدظلہ العالی	۳۲
۱۲	آئیے عہد وفا تازہ کریں	۳۵

۱	مسلمانوں کا رہن سہن پسند آیا اور میں مسلمان ہوگئی۔ **محترمہ آرزو شاہ {رچنا سراگے} سے ایک ملاقات**	۳۹
۲	رمضان کی بہار دیکھ کر میں مسلمان ہوگیا۔ **جناب محمد عبداللہ {تیرن پیاری} سے ایک ملاقات**	۴۴
۳	مجاہدہ کی بھٹی میں تپ کر میرا ایمان نکھرا۔ **جناب حسن احمد {امت کمار} سے ایک ملاقات**	۵۳
۴	اللہ سے ملاقات کے دو عمل ہیں ایک نماز دوسرے قرآن کی تلاوت۔ **جناب محمد رضی صاحب سے ایک ملاقات**	۶۴
۵	وہ خدا کیسے ہوسکتا ہے! جس نے جھولے میں بندگی کا اقرار کیا **جناب محمد بلال {مسیح} سے ایک ملاقات**	۷۶
۶	اعجازِ قرآنی نے مجھے مسلمان بنادیا۔ **فرانسیسی موسیقار کے قبول اسلام کی دلچسپ روداد**	۸۷
۷	اے لوگو! تمہارا رب اور تمہارا باپ ایک ہے۔ **جناب بھائی سہیل احمد {سشیل کمار} سے ایک ملاقات**	۹۴
۸	رب سے بچھڑنے کے بعد اس سے تعلق نے بچھڑے بیوی بچوں کو ملادیا۔ **جناب بھائی بشیر احمد {مشرا جی} سے ایک ملاقات**	۱۰۴
۹	مذاق میں پڑھا ہوا کلمہ بھی حقیقی بن گیا۔ **جناب سلمان پٹیل سے ایک ملاقات**	۱۱۵

۱۰	ملک کا قانون یہ ہے کہ دین بدلنے والوں کو روکنا قانوناً جرم ہے۔ **جناب عبدالرحمن سے ایک ملاقات**	۱۲۸
۱۱	اللہ کے گھر کی خدمت اور اللہ کے کلام کے ادب نے ہمارے پورے گھرانے کو اسلام سے نواز دیا۔ **جناب بھائی شمیم احمد سے ایک ملاقات**	۱۳۹
۱۲	دعوت کا کام کرنے والوں میں سمندر جیسا دل چاہئے۔ **جناب بھائی عبدالرحمن سے ایک ملاقات**	۱۵۲
۱۳	**قادیانیوں کے تیسرے خلیفہ** **مرزا ناصر کے بیٹے مرزا احمد بلال کا قبول اسلام**	۱۶۶
۱۴	حضرت عمرؓ کی طرح اسلام کی دولت ملی۔ **جناب بھائی محمد عثمان سے ایک ملاقات**	۱۷۵
۱۵	کچرے میں ملی کتاب نے سیکڑوں کو جہنم سے بچا لیا۔ **جناب بھائی محمد ابراہیم سے ایک ملاقات**	۱۸۸
۱۶	اسلام ایک صاف ستھرا دین ہے۔ **جناب پرویز مسیح سے ایک ملاقات**	۱۹۶
۱۷	بھگوان شنکر کی تلاش میں نکلے ہوئے کو اذان سن کر ہدایت ملی۔ **جناب عبدالرحمن {اردن} سے ایک ملاقات**	۲۰۶

۱۸	آقا کا فرمان کہ جاؤ ہندوستان، ہو گیا تمہارے گھر کی ہدایت کا سامان **جناب محمد عمر سے ایک ملاقات**	۲۱۵
۱۹	ہمارے ملک کا قانون اسلام قبول کرنے والوں اور دعوت دینے والوں کے لئے بڑی رحمت ہے۔ **محترمہ خدیجہ بہن سے ایک ملاقات**	۲۲۹
☆	ماہنامہ ارمغان کا مختصر تعارف	۲۴۲
☆	دعوت و تبلیغ سے متعلق مفتی محمد روشن شاہ قاسمی کی مرتب کردہ کتابیں	۲۴۳

عرض مرتب

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پاک صلی اللہ وعلیہ سلم کے تعارف میں اپنے کلام فرمایا کہ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ”ہم نے آپ کو نہیں بھیجا لیکن تمام عالموں کے لئے رحمت بنا کر“ رحمت عالم صلی اللہ وعلیہ سلم کا رحمت والا پیغام ساری دنیا میں عام کرنا اب مسلمانوں کی ذمہ داری ہے، اس پیغام کے نہ پہنچانے کی وجہ سے دنیا زحمتوں میں مبتلا ہے، رحمت عالم صلی اللہ وعلیہ سلم کے سچے مطیع اور اللہ کے محبوب بننے کے لئے دعوت کی محنت یعنی نبی کے پیغام رحمت کو تمام انسانوں تک پہنچانا بہت ضروری ہے اس کے بغیر ہم اللہ کی مدد و نصرت کے حقدار نہیں بن سکتے۔

نسیم ہدایت کے جھونکے کی یہ ساتویں جلد ان خوش نصیب بندوں کی داستان ایمان وعزیمت پر مشتمل ہے جنہوں نے رحمت عالم صلی اللہ وعلیہ سلم کے پیغام رحمت سے متأثر ہوکر ان کے دامن رحمت میں پناہ لی اور آنے والی مصیبتوں کا صبر ورضا کے ساتھ مقابلہ کیا اس کتاب کا مطالعہ ایمان والوں کے دل کی سرد انگیٹھیوں کو گرمانے کا اور نومسلم بھائیوں کو حوصلہ وہمت عطا کرنے کا کام کرے گا، ملک وملت کی موجودہ بگڑتی ہوئی صورت حال میں اس فریضہ کو پورے عزم وحکمت کے ساتھ لیکر کھڑے ہونے کی ضرورت ہے اللہ اس کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

صاحب افادات داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہم کی

دعا و توجہ سے اس کی دیگر جلدوں کی طرح یہ جلد بھی منظر عام پر آئی ہے اللہ تعالیٰ حضرت والا مدظلہم کے سایہ عاطفت کو صحت و عافیت کے ساتھ قائم رکھے، ان انٹرویوز پر جامع متاثر کن عنوانات لگانے کا کام حضرت مولانا محمد الیاس صاحب بندے الہی مدظلہم نے باوجود اپنی گوناگوں مصروفیات کے انجام دیا ہم ان کے شکر گزار ہیں اور حضرۃ الاستاذ مولانا عبدالسلام صاحب پونوی مدظلہ اور مفتی عبدالمجید صاحب قاسمی ایوت محل نے کتاب کا بنظر غائر مطالعہ فرما کر اغلاط کی نشاندہی کی، کتاب کی تصحیح و ترتیب میں دارالعلوم سونوری کے مدرس مولانا محمد الطاف صاحب حسینی اور برادرم مولوی محمد یعقوب علی عادل آبادی اور عزیزم محمد ساجد شاہ سلمہٗ نے بندہ کا ساتھ دیا اللہ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کے نفع کو عام و تام فرمائے، آمین

فقط والسلام

بندہ محمد روشن شاہ قاسمی غفرلہٗ

09422162298

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ ۱۲ جولائی ۲۰۱۵ء بروز اتوار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُقدّمہ

محسنِ اخلاق، مشفقِ انسانیت، داعیِ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہم

خلیفہ ومجاز مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ

خالق کائنات فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ، عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، عَلِيمٌ خَبِيرٌ رب نے اپنے سچے کلام میں ببانگ دہل یہ اعلان فرمایا هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (سورۃ التوبہ)

"وہ اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کردے، گو مشرکین کیسے ہی ناخوش ہوں" حجاز مقدس کی حد تک جناب رسول اللہ ﷺ حیات مبارکہ میں دین حق دوسرے تمام باطل مذاہب پر غالب آ گیا تھا، مگر یہ عالمی دین سارے عالم میں غالب ہونا ہے، اللہ کے سچے نبی ﷺ نے یہ خبر بھی دی ہے کہ ہر کچے اور پکے گھر میں اسلام داخل ہو کر رہے گا، قرب قیامت کے اکثر آثار ظاہر ہو چکے ہیں، اسلام کا پیغام پوری انسانیت تک پہنچانے کی ذمہ داری ختم نبوت کے صدقے میں ہمیں عطا کی گئی تھی، اس فرض منصبی سے مجرمانہ غفلت کی وجہ سے دین حق اسلام (جو خیر محض ہے) کا تعارف لوگوں کو نہ ہو سکا اور پوری دنیا میں اس عدم واقفیت کی وجہ سے، یا غلط واقفیت کے نتیجہ میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ اپنے نقطہ عروج پر ہے، مگر اللہ کی شان ہادی اور اس کی ربوبیت کے قربان، کہ اسلام، قرآن اور مسلمانوں کے خلاف اس پروپیگنڈہ سے عام انسانوں میں اسلام کو جاننے کا تجسس بڑھ رہا ہے، ایک زمانہ تھا کہ لوگ اسلام کو، مسلمانوں کے کردار معاملات

اور اخلاق سے جانتے تھے، مگر اب جدید ذرائع ابلاغ کی کثرت خصوصاً انٹرنیٹ کی ایجاد نے حقیقی اسلام لوگوں کے بستروں تک پہنچا دیا ہے، اس کی وجہ سے پورے عالم میں جوق در جوق لوگ اسلام قبول کرتے دکھائی دیتے ہیں اور حیرت ناک بات یہ ہے کہ قبول اسلام کے واقعات مغربی ملکوں میں زیادہ ہیں جہاں سے خاص طور پر اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ ہو رہا ہے، روحانیت، اہل محبت اور مذہب سے جنون کی حد تک تعلق رکھنے اور مسلمانوں کے بعد مذہب پر سب سے زیادہ قربانی دینے والوں کے ہمارے پیارے ملک ہندوستان میں بھی اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد کم نہیں ہے۔ پوری دنیا میں بڑی تعداد میں اسلام قبول کرنے والوں کے حالات پر غور کیا جائے تو تین باتیں خاص طور پر حیرت ناک ہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ ان خوش قسمت ہدایت یاب ہونے والے نو مسلموں کے قبول اسلام میں مسلمانوں کی دعوتی کوشش کا دخل بہت کم ہے، اسلام کی کسی چیز میں کشش محسوس کر کے، اسلام مخالف کسی پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر اسلام کو جاننے کا شوق پیدا ہوا، اسلام کا مطالعہ کیا اور مسلمان ہو گئے، یا اپنے مذہب کی کسی رسم سے انفعال کے نتیجہ میں مذاہب کا تقابلی مطالعہ ہدایت کا ذریعہ بنا۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ ان خوش قسمت دستر خوان اسلام پر آتے ہوئے نو مسلم مہمانوں کے ایمان، تعلق مع اللہ، دین کیلئے قربانی اور دعوت کے جذبہ کو دیکھ کر خیر القرون کے مسلمان یاد آجاتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا حال اللہ کے اس فرمان کا کھلا مظہر ہے۔

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ (سورہ محمد)

"اور اگر تم روگردانی کرو گے تو اللہ تعالیٰ دوسری قوم پیدا کر دے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے" اشاعت اسلام کے ان واقعات کی کثرت کے ساتھ جب ہم پوری دنیا کے حالات کے تناظر میں غور کرتے ہیں تو انتہائی خطرناک فکر کی بات سامنے آتی ہے کہ جس تیزی کے ساتھ بلکہ جس طرح جوق در جوق نئے لوگ اسلام کے سایہ میں آتے دکھائی

دیتے ہیں اسی کثرت سے مسلمانوں کے مرتد ہونے واقعات بھی دکھائی دیتے ہیں، بعض مرتبہ تو تعداد اور معیار کے لحاظ سے بالکل متوازی تبدیلی کا فیصلہ دکھائی دیتا ہے، کسی علاقہ میں جتنے نئے لوگ مسلمان ہوتے ہیں اتنے ہی مسلمان مرتد ہو جاتے ہیں یا جس معیار کا غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوا اسی معیار کا کوئی مسلمان مرتد ہو گیا۔

دستر خوان اسلام پر آنے والے ان نو وارد خوش قسمت نومسلموں کی داستانیں، ہم رسمی اور خاندانی مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے والی اور جھنجھوڑنے والی ہوتی ہیں اور ان سے جہاں ایک طرف یاس میں آس دکھائی دیتی ہے، وہیں اپنے دعوتی فریضہ سے غفلت کی وجہ سے تبدیلی کی وارننگ بھی سنائی دیتی ہے، کسی نہ کسی طرح اشاعت اسلام کے یہ واقعات ایمانی حرارت پیدا کرنے اور غفلت و جمود توڑنے کا ذریعہ بنتے ہیں، مسلمانوں میں ان خوش قسمت نومسلموں کے حالات پڑھ کر غیرت ایمانی پیدا ہو اور دعوت کا جذبہ رکھنے والوں کو حوصلہ ملے اور ان کی زندگی سے دعوتی تجربات سامنے آئیں، اس مقصد سے الحمدللہ ماہنامہ ارمغان نے چند سالوں سے ہر ماہ ایک نومسلم کی آپ بیتی کا سلسلہ بطور انٹرویو "نسیم ہدایت کے جھونکے" کے عنوان سے شروع کیا تھا، یہ اشاعت اپنے مقصد میں بہت کامیاب ہوئی ملک کے مختلف رسائل، اخبارات نے ان کو شائع کیا، ان کے مجموعے شائع ہوئے اور اردو کے علاوہ ملک کی دوسری زبانوں میں ترجمے شائع ہونے لگے، اس سے الحمدللہ ملک بلکہ بیرون ملک میں مسلمانوں میں بڑا دعوتی جذبہ پیدا ہوا اور ایک طرح سے صدیوں کا جمود ٹوٹا۔

یہ انٹرویو اس حقیر کے فرزند میاں **احمد اواہ ندوی** اور ان کی بہنوں **اسماء ذات الفوزین امت اللہ اور مثنیٰ ذات الفیضین سدرہ** نے لئے ہیں، ان آپ بیتیوں کے بعض مجموعے کتابی شکل میں پہلے بھی شائع ہو چکے ہیں، مگر اب مکمل طور پر کام کرنے کے لئے ہمارے ایک بلند ہمت رفیق، داعی الی اللہ، خادم قرآن وسنت، محب و

مکرم جناب مفتی روشن شاہ صاحب قاسمی زید لطفہٗ نے نئی ترتیب کے ساتھ شائع کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے، مفتی صاحب کو اللہ تعالی نے بڑا حوصلہ اور بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے، انھوں نے لسان تبلیغ حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری نور اللہ مرقدہٗ سے اپنے ذاتی اور طویل تعلق کی بنا پر خاص استفادہ کیا ہے اور ہمارے تبلیغی اکابرین کی تقریروں اور ملفوظات کی ترتیب واشاعت کا مبارک کام اللہ نے ان سے لیا ہے اور بہت کم وقت میں خود الحمدللہ علاقہ میں تعلیم ودعوت کے سلسلہ میں قابل رشک خدمات ان سے لی ہیں، اللہ تعالی نے ان کو دینی دعوتی خدمات کے لئے بھی بڑے جذبہ اور سلیقہ سے نوازا ہے، انھوں نے نو مسلموں کی ان تمام آپ بیتیوں کو جو ارمغان میں شائع ہوئی ہیں ترتیب وار مرتب کر کے اشاعت کا پروگرام بنایا ہے، یقیناً ایک مبارک قدم ہے اور مفتی صاحب موصوف کی طرف سے ملت کے لئے ایک مبارک تحفہ ہے، جسے وہ ”نسیم ہدایت کے جھونکے“ کے نام سے ملت کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

میں مفتی صاحب موصوف کو اس اشاعت پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں، بہ دل وجان دعا ہے کہ یہ مجموعہ خیر امت کے افراد کو ذلت کے گڑھے سے نکال کر پھر ماضی کی عزت اور خیر امت کے منصب پر لانے کا ذریعہ بنے اور مفتی موصوف کے لئے ذخیرۂ آخرت اور سعادت دارین کے حصول کا وسیلہ ثابت ہو۔

خاک پائے خدام دین

محمد کلیم صدیقی

جمعیت شاہ ولی اللہ، پھلت ضلع مظفر نگر، یوپی

۲ر جمادی الثانیہ ۱۴۳۰ھ

پیش لفظ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَعَلٰی کُلِّ مَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

اما بعد

اللہ تبارک تعالیٰ نے جناب مولانا محمد کلیم صدیقی زید مجدہم کو غیر مسلموں میں اسلام کی دعوت پھیلانے کے اس عظیم کام کے لئے موفق فرمایا ہے جو در حقیقت حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی وراثت ہے اور اس کام کے لئے انھیں اس حکمت اور موعظہ حسنہ کا سلیقہ بھی بخشا ہے، جو دعوت انبیاء علیہم السلام کا طرہ امتیاز رہے، چنانچہ اللہ تبارک تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہندوستان (بیرون) کے غیر مسلموں میں ان کی دعوت نے نہ جانے کتنے انسانوں کو دین حق کی دولت سے مالا مال فرمایا ہے، اور ایسے ایسے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوتے ہیں جو کبھی اس دین خداوندی کے پکے دشمن ہوا کرتے تھے۔

پچھلے سال جب میرے دورہ ہند کے دوران مدراس میں حضرت مولانا محمد کلیم صاحب سے میری ملاقات ہوئی تو انھوں نے اپنے رفقاء میں سے ایک صاحب کا تعارف کرایا جس کا حلیہ سر سے پاؤں تک سنت نبوی کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا پھر ان سے مصافحہ ہوا تو مولانا نے بتایا کہ یہ وہ صاحب ہیں جنھوں نے بابری مسجد پر پہلی کدال چلائی تھی، اور آج بفضلہ تعالیٰ وہ اسلام کے پر جوش داعی بنے ہوئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ صدیوں تک اپنے ہم وطنوں کے ساتھ رہنے کے باوجود

انھیں دین حق کی امانت پہنچانے میں ہم نے بڑی کوتاہی کی ہے، اور اس کام کے لئے جس منظم جدو جہد کی ضرورت تھی حضرت مولانا محمد کلیم صاحب مدظلہ نے بطریق احسن پورا کرانے کی داغ بیل ڈالی ہے، جس کے ساتھ ہر قسم کا تعاون ہم سب کا ملی فریضہ ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

زیر نظر کتاب "نسیم ہدایت کے جھونکے" ان خوش نصیب بندوں کے انٹر ویوز ہیں جنھے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت عطا فرمائی انھوں نے اپنی اپنی آپ بیتی انتہائی ایمان افروز انداز میں بیان کی ہے، ان میں بہت سے وہ ہیں جنھوں نے اسلام کی خاطر اذیتیں اٹھانے اور جان ومال اور جذبات کی قربانی دینے میں عہد صحابہ کی یادیں تازہ کر دی ہیں، ان کے حالات پڑھنے سے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایمان کی جو حلاوت ان حضرات کو حاصل ہوئی ہے اس کا وہ لوگ تصور بھی نہیں کر سکتے جنھیں یہ نعمت گھر بیٹھے میسر آگئی ہے، اور وہ اس کی قدر وقیمت پہنچانے میں غفلتوں کے شکار ہیں۔

ضرورت ہے کہ یہ کتاب ہر طبقہ فکر میں پہچانتے جائے، اس سے ایک طرف مسلمانوں کے لئے یہ ایک مہمیز کا کام انجام دے گی۔

دل سے دعا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ اس کتاب کو نافع بنائیں اور اسے دین حق کی نشر واشاعت اور اس کی دعوت کے کام کو آگے بڑھانے کا ذریعہ بنائیں۔ آمین ثم آمین۔

۱۴ ررمضان المبارک ۱۴۳۲ھ

بندہ محمد تقی عثمانی

دار العلوم کراچی۔ ۱۴

حقیقت یہ ہے کہ بعض نومسلموں کے حالات پڑھ کر میں اپنی آنکھوں پر قابو نہیں رکھ سکا

شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

نوٹ: ماہنامہ ارمغان پھلت کے بیس سال مکمل ہونے پر حضرت اقدس مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہم شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند نے اپنے ارسال کردہ پیغام میں نسیم ہدایت کے جھونکے کا بھی تذکرہ فرمایا ہے اسی مناسبت سے اس پیغام کو نسیم ہدایت کی اس ساتویں جلد میں نقل کیا گیا ہے۔ از مرتب

یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ ماہنامہ ارمغان ولی اللہ اکیسویں سال میں قدم رکھ رہا ہے، اور یہ جان کر حیرت کی انتہا نہ رہی کہ بیس سال تک پابندی کے ساتھ یہ ماہنامہ شائع ہوتا رہا ہے کبھی ناغہ نہیں ہوا، یہ بہت ہی عجیب بات ہے، اس لئے کہ اردو رسالہ نکالنا ہاتھی پالنا ہے لوگوں کی رغبتیں اردو مجلات کی طرف بے حد سست ہیں، ایسے ماحول میں ارمغان کا بلا ناغہ اشاعت پذیر ہونا آپ کی اور آپ کے رفقا کی ہمت ہے جس کی داد دیے بغیر نہیں رہا جا سکتا، اب تو انشاء اللہ آپ حضرات گھاٹی سے نکل گئے ہیں اب انشاء اللہ کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی، اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو قبول فرمائے اور اس کے فیوض کو عام و تام فرمائیں آمین

غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دینا اہم ترین فریضہ ہے اسلام کے ارکان خمسہ میں پہلا رکن توحید و رسالت محمدی کی گواہی دینا ہے اور گواہی منکر کے سامنے دی جاتی ہے اور اذان میں اگرچہ پانچ وقت یہ گواہی دی جاتی ہے، غیر مسلم سنتے بھی ہیں مگر اس کو سمجھتا کون ہے پس وہ دعوت ناکافی ہے، سورۂ ابراہیم میں ارشاد پاک ہے: **وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ** اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس کی قوم کی زبان

میں تاکہ وہ ان کے سامنے دین کو کھول کر بیان کرے، پھر جس کو اللہ تعالیٰ چاہیں گمراہ کر تے ہیں اور جس کو چاہیں ہدایت دیتے ہیں اور وہی غالب حکمت والے ہیں۔

اس آیت سے اس کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ ہر قوم کو اس کی زبان میں دعوت دی جاتی ہے، تبھی دعوت کا فائدہ سامنے آئے گا، آپ کا کام الحمدللہ عربی، اردو، ہندی تینوں زبانوں میں ہے، اور اس کا فائدہ دن بدن محسوس کیا جارہا ہے، اس وقت بڑے افسوس کی بات یہ ہے کہ اس فریضہ کی طرف سے عمومی غفلت پائی جاتی ہے، آپ جیسے چند باتوفیق حضرات اس فرض کفایہ کو انجام دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں میں اور آپ کے ساتھیوں کے کاموں میں برکت فرمائیں اور اللہ تعالیٰ ان بندوں کو جو جہنم کی طرف بگ ٹٹ دوڑ رہے ہیں، سمجھ بوجھ عطا فرمائیں اور ان کو راہ راست کی توفیق عطا فرمائیں آمین۔

حقیقت یہ کہ آپ اپنی ذات میں ایک انجمن ہیں، بہت سے لوگوں کو آپ کی کوششوں سے ایمان کی دولت نصیب ہوتی ہے، **میں عرصے سے ارمغان پڑھتا ہوں پھر اس کا کالم "نسیم ہدایت کے جھونکے" جو کتابی شکل میں مرتب ہوا ہے اس کو بھی میں نے پڑھا ہے، حقیقت یہ ہے کہ بعض نومسلموں کے حالات پڑھ کر میں اپنی آنکھوں پر قابو نہیں رکھ سکا خاص طور پر حرا بہن کا واقعہ جو جل رہی تھی اور کہہ رہی تھی** اے اللہ آپ اپنی حرا کو دیکھ رہے ہیں نا، اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے درجات کو بلند کریں کس قدر مضبوط ایمان تھا اس کا، کاش اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان میں وہ بھی پختگی پیدا فرمادیں، آپ کا کام شب دیجور میں چراغ جلانے کا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کے کام کو چودھویں رات کی روشنی عطا فرمائیں، اور ظلمت کدہ ہند میں قندیل ایمانی ثابت ہو۔

پہلے میں آپ سے متعارف نہیں تھا، مگر جب کچھ حضرات نے آپ کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کیا تو میں نے سوچا کہ میں پہلے آپ کے اطراف کا جائزہ لوں، آپ کو یاد ہوگا جب میں پہلی مرتبہ آپ کے یہاں پھلت آیا تو وہ آپ کا جائزہ لینے آیا تھا، میں

نے آپ کے گھر میں قیام کیا، اور گرد و پیش کو بغور دیکھا آپ کے یہاں ایک کمرہ تو ڈھنگ کا تھا، اور وہ ہونا ہی چاہئے تھا، کیونکہ آپ کے پاس طرح طرح کے مہمان آتے ہیں، مگر اس کے علاوہ آپ کا ماحول ایک غریب آدمی کا گھر نظر آیا، دوسرے گھروں اور آپ کے گھر میں میں نے کوئی فرق محسوس نہیں کیا، اس وقت میرے ذہن نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ بندہ دنیا کا طالب نہیں ہے جو لوگ دنیا جمع کرتے ہیں اس کا سب سے پہلا اثر اس کی ذات اور اس کے رہن سہن پر پڑتا ہے، الحمد للہ میں نے آپ کے گھر میں ایسی کوئی چیز نہیں پائی اور میں مطمئن ہو کر لوٹا۔

دوسرا پروپیگنڈہ آپ کے خلاف کیا جاتا تھا کہ آپ تبلیغی جماعت کے خلاف ہیں مگر جب میں نومسلموں کے حالات پڑھے کہ ہر ایمان قبول کرنے والے کو آپ جماعت میں نکلنے کا مشورہ دیتے ہیں، تو میری یہ غلط فہمی بھی دور ہو گئی، جاننا چاہئے کہ دعوت و تبلیغ دو علیحدہ علیحدہ کام ہیں، غیر مسلموں کو دین کی طرف بلانا دعوت ہے "وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ" اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے اور خود بھی نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں، یعنی اپنے مسلمان ہونے پر فخر کرے، اور اسلام کی تعلیمات کا نمونہ بنے تو اس کی دعوت میں اثر پیدا ہوگا۔

اور تبلیغ نام ہے مسلمانوں تک دین پہنچانے کا اللہ پاک کا ارشاد ہے "یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ" اے پیغمبر آپ پہنچائیں وہ دین جو آپ کی طرف اتارا گیا ہے، اور حدیث میں ہے "بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً" میری طرف سے پہنچاؤ اگر تم نے ایک آیت بھی سیکھی ہے اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ تبلیغ کا کام مسلمانوں کی حد تک ہے یہ الگ بات ہے کہ ایک کے ضمن میں دوسرا کام بھی آتا ہے، تبلیغی جماعت کی محنت سے بعض غیر مسلموں کو ایمان ملا ہے اور دعوت کی لائن سے جو مسلمان ہوتے ہیں ان کو دین سکھایا جاتا ہے، مگر اصالۃً یہ دونوں کام الگ الگ ہیں، آپ کا کام دعوت اسلام

کا ہے اور تبلیغی جماعت کا کام مسلمانوں کو سنوارنے کا ہے، پس یہ ایک پرندہ کے دو پر ہیں، دونوں پر سلامت ہوں گے تو ہی پرندہ اڑے گا، پس آپ کے کام کو جماعت کے کام کے ساتھ اور جماعت کے کام کو آپ کے کام کے ساتھ ہم آہنگ ہونا چاہئے، اللہ اس بات کو سمجھنے کی احباب کو توفیق عطا فرمائیں۔

آپ کے کام کے سلسلہ میں ایک شکایت مجھے یہ بھی پہنچی تھی کہ مولانا کلیم صاحب کے کام کی حقیقت کچھ نہیں محض پروپیگنڈہ ہے فلاں جگہ اتنے مسلمان ہو گئے جب کہ ایک شخص کے مسلمان ہونے سے ہنگامہ کھڑا ہو جاتا ہے اور یہاں سیکڑوں مسلمان ہوتے ہیں اور کوئی بات پیدا نہیں ہوتی، میں نے اس کا بھی جائزہ لیا ہندوستان کے مختلف حصوں میں دارالعلوم کے فضلاء ہیں، میں نے مختلف ذرائع سے معلومات حاصل کیں تو میرے علم میں یہ بات آئی کہ یہ محض پروپیگنڈہ نہیں ہے واقعی ایمان کی روشنی پھیل رہی ہے، رہا مبالغہ تو ہر شخص کرتا ہے، مدرسہ والے بھی کرتے ہیں تبلیغ والے بھی کرتے ہیں، اگر آپ کے احباب کرتے ہیں تو اس میں کوئی استعجاب کی بات نہیں۔

پتہ نہیں میں کیا لکھوا رہا ہوں، مجھے تو پیغام دینا ہے، پس ضروری نہیں کہ میری یہ سب باتیں آپ شائع کریں، بیسویں سال کی تکمیل پر ارمغان کے سرپرست، مدیر اور دیگر کارکنان کی ثابت قدمی پر مبارک باد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی محنتوں کو قبول فرمائیں اور رسالہ کو دن دوگنی ترقیات سے نوازیں۔ آمین یارب العالمین۔

املاہٗ

حضرت اقدس مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

ماخوذ از: ماہنامہ ارمغان جنوری ۲۰۱۳ء ص ۱۷

تقریظ

فضیلة الشیخ محدث العصر

محمد عوامه حفظه الله

مدینہ منورہ سعودیہ عربیہ

(عربی نسیم ہدایت کے جھونکے کی تقریظ کا یہ ترجمہ ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ، وَالصَّلَوَاتُ التَّامَّاتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ الْمُبَارَكَاتُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ السَّادَاتِ، وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ ذَوِی الْمَقَامَاتِ الْعُلْیَا وَعَلٰی مَنْ تَبِعَهُمْ وَاقْتَفٰی اَثَرَهُمْ بِالدَّعْوَةِ اِلٰی سَبِیْلِهٖ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ اَمَّا بَعْدُ

عالم باعمل صاحب بصیرت اور دور اندیش داعی اسلام جناب حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب دامت برکاتہم سے پہلے بھی کئی بار مدینہ منورہ میں شرف ملاقات کی سعادت سے بہرہ مند ہو چکا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی امان میں رکھے، اور آپ کی مخلصانہ مساعی جمیلہ سے مسلمانوں کو استفادہ کا موقع عنایت فرمائے۔ اللہ نے ہندوستان میں بھی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، احمد بن عبد الرحیم کے مولد و مسکن موضع پھلت میں آپ کی ملاقات و زیارت کا شرف بخشا، اور پھلت کی اس جامعہ میں جس کے آپ بانی مبانی ہیں، اور جو حضرت شاہ ولی اللہ کے نام نامی سے منسوب ہے۔ جامعہ کے اساتذہ، طلباء سے مل کر آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور دل میں فرحت پیدا ہوئی، **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ**

موصوف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ننھیالی خاندان کے چشم و چراغ ہیں، جو خاندان ایک عظیم اور بابرکت خاندان ہے، پیدائشی طور پر آپ عجمی ہیں لیکن اپنی اصل اور خاندانی طور پر خالص عربی ہیں، جناب حضرت مولانا کلیم صدیقی صاحب علم وعمل اور دعوت الی اللہ کے میدان میں ایک ایسی مبارک درخت کی شاخ ہیں جو کہ افراط وتفریط سے پاک ہے، اور یہ درخت باصلاحیت صالح علماء اور دعاۃ کرام کے امام اور پیشوا شیخ ابو الحسن علی ندوی کی ذات گرامی قدر ہے۔ اللہ تعالی آپ کو اپنی رحمت کے سایہ میں ڈھانپے، اور اپنی رضا عطا فرمائے، موصوف حضرت مولانا علی میاں ندوی کے مسترشدین میں سے بھی ہیں اور آپ کو ان جانب سے خلافت بھی حاصل ہے۔ شیخ ابو الحسن ہی کی ایما پر آپ نے دعوتی جدو جہد شروع فرمائی اور بحسن وخوبی اس کو انجام دینے میں ہمہ تن مصروف ہیں، آپ اپنے اسلاف کے بہترین جانشین ہیں۔

علوم و معارف کے راستہ میں زبان و وطن کی اجنبیت اور دوری ایک بڑی رکاوٹ اور حجاب ہوا کرتی ہے، جو علوم سے استفادہ کیلئے مانع ہوتی ہے، اسی بنا پر جناب مولانا کلیم صدیقی نے بفضلہ تعالی عربی زبان میں ایک رسالہ ''الخیر'' اور اردو زبان میں ماہنامہ ''ارمغان'' کے نام سے دعوت اسلام اور تعلیمات اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے ، اور دستر خوان اسلام پر آنے والے ان نو وارد اور خوش قسمت حضرات کے انٹرویوز اور کارگذاریاں شائع کرنے کے لئے ، جو موصوف محترم کی دعوت سے متاثر ہو کر جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں، جاری کئے ہیں۔ اللہ کے احسان اور اس کی توفیق کے نتیجہ میں شیخ کے دست حق پر اور آپ کے ذریعہ اسلام لانے والے خوش قسمت افراد کے ہاتھوں پر لاکھوں افراد مشرف باسلام ہو چکے ہیں، اور یہ خوش قسمت لوگ ہندوستان کے مختلف طبقات اور مختلف عمروں کے ہیں۔

بہت سے وہ افراد جنھیں اللہ تعالی نے ہدایت یاب فرمایا ہے اوران کے قلوب کو نور اسلام سے منور فرمایا ہے، ان کے عجیب وغریب اور عبرت آموز قصے تاریکیوں سے روشنی کی طرف آنے اور گمراہی سے ہدایت پانے کے موصوف نے دو جلدوں میں شائع فرمائے ہیں، پھر عربی زبان میں منتقل شدہ انٹرویوز کو آپ کے فیض یافتہ اور داماد جناب ڈاکٹر محمد اویس صاحب نے ایک کتاب میں یکجا کرنے کا کام شروع کیا ہے، جو کہ حجم کے اعتبار سے مختصر ہے لیکن اس کی زبان سلیس ہے اور ترجمہ بامحاورہ ہے، اللہ تعالی ڈاکٹر محمد اویس صاحب کو نظر بد سے محفوظ رکھے اور مزید ہمت اور توفیق بخشے۔ انھوں نے مجھے پہلی جلد ہدیہ کی ہے، جو ۲۰۷ صفحات پر مشتمل ہے، اور جس میں کل بیس خوش قسمت حضرات وخواتین کے انٹرویوز اور کارگذاریاں جمع کی گئی ہیں، یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ برادرم محمد اویس صدیقی نانوتوی ایک جلیل القدر عالم دین، جناب حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے خاندان کے ایک فرد ہیں، مولانا قاسم نانوتویؒ اسلامی بیداری اور تعلیمات اسلام کے امام ہیں، اور آپ کی کوششوں کے نتیجہ میں ہی ایک عظیم الشان دارالعلوم موضع دیوبند میں قائم ہوا، پھر اس دارالعلوم کا فیض اولاً ہندوستان میں اور ثانیاً عالم اسلام کے گوشہ گوشہ میں پہنچا۔ اہل علم کے نزدیک دارالعلوم ازہر ہند کی حیثیت سے جانا پہچانا جاتا ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی خاندانی طور پر صدیقی ہیں، آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابو بکر صدیق سے جا ملتا ہے، زیر نظر کتاب "**ہبات من نسیم الهداية**" میں جو ایک خاص قسم کی حلاوت اور شیرینی ہے وہ بغیر اس کے مطالعہ سمجھ میں آنی مشکل ہے۔ اور اس کے تجرباتی مطالعہ کے لئے ایک لمبی مدت درکار ہے لیکن میں ذیل میں کچھ اہم اور قابل ذکر باتیں پیش کر رہا ہوں۔

۱) اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے قلوب کی زمین

بالکل ہموار ہے، اور دلوں میں ہدایت کی طلب اور پیاس موجود ہے، اور دعوت کے لئے میدان بہت کشادہ ہے، لہٰذا مخلصین حضرات اس کوچہ دعوت میں آئیں اور اپنے اپنے جوہر دکھائیں، بقول شاعر:

راستے بند ہیں سب کوچہ دعوت کے سوا

۲) اس کتاب کے مطالعہ سے سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے، اور یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام بالکل فطری دین ہے، اس لئے اس کی دلیلیں بھی بالکل فطری ہیں، عقائد، عبادات اور اخلاق وغیرہ کے بیان میں اس کے لئے فلسفیانہ اور مناظرانہ انداز اور دلائل کی بالکل گنجائش نہیں ہے اور داعی اپنے مدعو کے دل کو دستک نہیں دے سکتا ہے، اور نہ اس کے قلب کے پردہ کو اٹھا سکتا ہے، مگر بالکل فطری انداز میں اور مسلسل لگن کے ساتھ۔ ایک عرصہ تک علماء اسلام اپنے ہمعصروں کے ساتھ اپنے فلسفیانہ اور مناظرانہ دلائل اور انداز کے ساتھ میدان دعوت میں مشغول ومصروف رہیں۔

۳) کتاب پڑھ کر ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ داعی کے ساتھ ہمیشہ علم وحکمت کا توشہ رہنا چاہئے، تاکہ بوقت ضرورت داعی بحسن وخوبی میدان دعوت میں اس سے فائدہ اٹھا سکے۔

۴) داعی بلکہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنا کردار اسلامی اخلاق کی روشنی میں آراستہ کرے تاکہ وہ دوسروں کے لئے ایک عمدہ نمونہ ثابت ہو سکے، اور صرف قول ہی سے نہیں بلکہ اپنے حال سے بہترین داعی ثابت ہو۔

۵) مندرجہ بالا فوائد کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی کتاب کے مطالعہ سے اخذ ہوتی ہے کہ دعوت الی اللہ کے میدان میں کامیابی ایک God Gift (خدائی عطیہ ہے)، اور یہ بات فضیلۃ الشیخ مولانا محمد کلیم صدیقی دامت برکاتہم جیسے دعاۃ کی رہنمائی

اور تجربہ سے بھی حاصل ہو سکتی ہے۔

آخیر میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ میں "**نسمات من نسیم الهدایة**" کی دوسری جلد کا ابھی سے منتظر ہوں، اس کے اندر ہماری عقلوں کے لئے غذا اور روح کی تسکین کا سامان موجود ہے۔ بفضلہ تعالی یہ کتاب اسلام اور مسلمانوں کے لئے روشنی اور مستقبل کی بشارت دیتی ہے۔

محمد عواجه

مدینہ منورہ

۲/رجب ۱۴۳۲ھ

تبصرہ : از حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب سہارنپوری مدظلہٗ

خلیفہ مجاز: حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ

داماد: حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ امیر جماعت تبلیغ

امین عام: جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی مدظلہٗ ناظم جامعہ امام ولی اللہ پھلت، مظفر نگر کو حق تعالیٰ شانہٗ نے دین کی دعوت اور اسلام کے عالم گیر پیغام اخوت کو برادران وطن تک پہنچانے کے لئے ایک خاص سلیقہ اور مخصوص جذبہ عطا فرمایا ہے، چنانچہ اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر کثرت کے ساتھ ان کے ذریعہ قبول اسلام کا سلسلہ رواں دواں ہے، اور جس کے نتیجہ میں ہندوستان اور بیرون ہند میں تبلیغ اسلام کی ایک عظیم اور جدید تاریخ مرتب ہو رہی ہے، حق تعالیٰ شانہٗ مولانا موصوف کی حفاظت فرمائے اور ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔

پیش نظر کتاب ایسے ہی قبول اسلام کرنے والے نومسلم بھائیوں کی کہانی ہے جو خود انہی کی زبانی انٹرویو کے طور پر مرتب کی گئی ہے، مولانا مفتی محمد روشن شاہ قاسمی، اکولہ، مہاراشٹر، اس کتاب کے مرتب ہیں، کتاب اپنے مضامین کی اثر انگیزی اور دین کے خاطر جان و مال، عزت و آبرو کی قربانی دینے والوں کے عبرت انگیز حالات کی وجہ سے اس درجہ تاثیر اور کشش اپنے اندر رکھتی ہے، کہ مختصر سے مختصر عرصہ میں اس کے متعدد ایڈیشن (ہندوستان و بیرون ہند) سے شائع ہوئے، جب کہ حال ہی میں اس کا جدید ایڈیشن کتب خانہ اشاعت العلوم محلہ مبارک شاہ سہارنپور سے بھی شائع ہو کر آچکا ہے، کتاب چھ حصوں پر مشتمل ہے اور اس میں ۱۰۸ ر برادران وطن کے قبولیت اسلام کی تاریخ اور حیرت انگیز داستان آ گئی ہے، خدا کرے یہ سلسلہ دراز تر ہو اور اس مبارک جدو جہد کے ثمرات کی مزید تاریخ اور داستان امت مسلمہ کو پڑھنے بلکہ نصیحت اور اثر پذیری کے لئے ملتی رہے۔

(ماہنامہ یادگار شیخ محلہ مفتی سہارنپور جون، جولائی ۲۰۱۰ء)

حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب سہارنپوری مدظلہٗ
چھٹی جلد پر دوسرا تبصرہ

اس کتاب کے ابتدائی متعدد حصوں پر ماہنامہ یادگار شیخ سہارنپور کی گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں مفصل تبصرہ شائع ہو چکا ہے، اب حال ہی میں کتاب کی جلد ششم مولانا مفتی محمد روشن شاہ قاسمی کی نظر عنایت اور توجہ سے ہمیں حاصل ہوئی۔

اس تازہ شائع شدہ جلد میں بھی اسلام قبول کرنے والے نومسلم بھائیوں کے دینی جذبات مجاہدات اور قربانیوں سے بھرپور کہانی خود انہی کی زبانی مرتب کی گئی ہے، اس میں اٹھارہ نومسلم بھائیوں اور بہنوں کے ایسے ایمان افروز حالات ہیں جوان کو کفر سے اسلام کی طرف اور ضلالت سے ہدایت کی طرف آنے میں پیش آئے، اور جس سے ان کے ایمان، اخلاق، اعمال اور کردار میں پختگی اور مضبوطی آئی

اس جلد کے آغاز میں شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی زادمجدہٗ کا تحریر فرمودہ پیش لفظ بھی ہے جس میں حضرت موصوف نے کتاب کے مضامین کو سراہتے ہوئے اس کو ہر طبقہ فکر میں پہنچانے کی نہ صرف ترغیب دی ہے بلکہ دین حق کی نشرو اشاعت اور اس کے دعات کے کام کو آگے بڑھانے کا ذریعہ بنانے کی تحریک بھی فرمائی ہے۔

نیز اسلام کے جلیل القدر محدث فضیلۃ الشیخ محمد عوامہ مدینہ منورہ نے بھی کتاب کو اپنی تقریظ سے مزین کرتے ہوئے مسرت وخوشی کے اظہار کے ساتھ ساتھ مولانا محمد کلیم صدیقی کو اپنی دعاؤں سے نوازا ہے۔

کتاب کے صفحات ۲۴۰ ہیں اور سائز ۲۶×۲۰ ہے مکتبہ دار العلوم سونوری ضلع اکولہ مہاراشٹر سے کتاب کا پہلا ایڈیشن ۲۰۱۳ء میں اشاعت پذیر ہوا ہے، مولانا عبدالسلام صاحب پونوی مظاہری اور مولانا محمد الیاس بندے الہی صاحب مظاہری ناظم دعوۃ الحق اون ضلع سورت کے قلم سے مختلف جہت سے ہونے والی خدمات نے کتاب کو مزید سہل اور آسان بنادیا ہے۔ اللہ جل شانہ اس خدمت کو قبول فرمائے، مثمر ثمرات و برکات بنائے، آمین

ماخوذ از: ماہنامہ یادگار شیخ

نسیم ہدایت کے جھونکے پر مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے مفتی،

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب صاحب مدظلہ کا تبصرہ

مذکورہ کتاب کوئی مستقل تصنیف وتالیف تو نہیں مگر اپنی افادیت اور اثر آفرینی کی باعث مستقل تصنیف وتالیف سے بڑھ کر ہے دراصل یہ کتاب ان نومسلم بھائیوں کی داستانِ حیات ہے جنہوں نے کفر وشرک سے بیزار ہو کر بالواسطہ یا بلاواسطہ داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب دامت برکاتہم کے دست حق پرست پر کفر وشرک سے توبہ کر کے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ بلکہ ان میں سے بہت سے لوگ وہ بھی ہیں جنہوں نے حالت کفر میں مسلمانوں کے خلاف اٹھنے والے ہر اول دستہ کی قیادت کی اور اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہوئے اس میں بھی جان سے لگے تا کہ ان کی آتما (روح) کو سکون وچین ملے مگر انہیں سکون کے بجائے بے سکونی، بے چینی، ڈر اور خوف ملا۔ اور بالآخر انہیں چین وسکون اسلام کی ٹھنڈی چھاؤں میں نصیب ہوا اور پھر اسلام لانے کی پاداش میں ہر تکلیف کو برداشت کیا مگر کوئی تکلیف بھی ان کے پاؤں کو متزلزل نہیں کر سکی۔ درحقیقت ان نومسلم بھائیوں کی یہ داستانِ ایمان ہم جیسے خاندانی مسلمانوں کو خواب غفلت سے جھنجوڑتی اور ہماری حقیقت کو آئینہ دکھاتی ہے اور بلاشبہ بعض مرتبہ اپنے اوپر شک گذرنے لگتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں بھی یا نہیں۔

اس لئے کتاب کی خوبیوں کا اندازہ تو صرف پڑھنے ہی سے ہوگا کتاب ہر خاص وعام کے پڑھنے کی ہے خصوصاً دعوتی کام کرنے والوں کے لئے تو بہت ہی اہم ہے کیونکہ اس سے نیا عزم وحوصلہ ملے گا نئی راہیں کھلیں گی اور دعوتی کام میں آنے والی ہر تکلیف کو برداشت کرنا آسان ہو جائے گا۔

(ماخوذ از ماہنامہ مظاہر علوم جنوری ۲۰۱۰ء ص ۴۷)

تبصرہ: از ماہنامہ اشرف الجرائد

مدیر: حضرت مولانا عبد القوی صاحب دامت برکاتہم

مبصر: حضرت مولانا محمد حبیب الرحمن صاحب قاسمی مدظلہ

استاذ ادارہ اشرف العلوم، حیدرآباد

انسان کی خوبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ دوسروں کو دیکھ کر کام کرتا ہے، جیسے کہ ہابیل وقابیل کے قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کوّے کے ذریعے انسان کو دفنانا سکھلایا اس طرح نقل کرکے کام کرنا دینی اور دنیوی امور ہر دور میں جاری وساری ہے، اہل نظر سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ عوام میں سے کچھ لوگ اپنا آئیڈیل فلمی ہیرو، کھلاڑی یا کسی اور کو بناتے ہیں اور عوام کی زندگی سے ان کے آئیڈیل کا طرز جھلکتا ہے اسی طرح بہت سے لوگ اپنا آئیڈیل اور راہ نما اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں میں سے کسی کو بناتے ہیں اور ان کی طرز زندگی کو اپنا مشعل راہ بناتے ہیں، جو لوگ اللہ والوں کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا راہ نما بناتے ہیں دیکھنے میں آیا ہے کہ ان کی دینی بیزاری بڑھتی چلی جاتی ہے اسی طرح جو لوگ اہل اللہ کو راہ نما بناتے ہیں ان کی دین داری اور دین سے قربت بڑھتی چلی جاتی ہے، کیونکہ ضابطہ ہے کہ **"المرء مع من احب"** (آدمی اپنے چاہنے والے کے ساتھ ہوتا ہے)۔

الغرض بہت سے غیر مسلم بھائی نیک لوگوں سے متاثر ہوجاتے ہیں، ان کے اعمال اور اخلاق سے قریب ہوتے ہیں نتیجۃً بمشیت ایزدی مسلمان بھی ہوجاتے ہیں خصوصاً جب کہ ان غیر مسلموں کا واسطہ کسی داعیٔ اسلام سے ہوجائے تو وہ بھی اسلام قبول کرکے داعیٔ اسلام اور مبلغ بن جاتے ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب اسلام قبول کرنے والے نومسلم بھائیوں کی کہانی خود ان کی زبانی (نسیم ہدایت کے جھونکے) جلد ششم ایسے ہی نومسلم بھائیوں کی سرگذشت ہے جو ایک اللہ والے (مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہ) سے متاثر ہوکر اسلام قبول کئے ہیں ان کے ایمان لانے کی داستان انٹرویو کی شکل میں ماہنامہ ارمغان سے چھپ کر قارئین کی نظر نواز ہوئی، اس کا افادہ کو محسوس کرتے ہوئے حضرت مولانا مفتی محمد روشن شاہ صاحب قاسمی نے مکتبہ دار العلوم سونوری سے بہترین کاغذ اور دیدہ زیب سرورق سے چھپا یا ہے، جس میں حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب وقیع مقدمہ اور شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کا پیش لفظ بھی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کی سابقہ چھ جلدوں کی طرح اس ساتویں جلد کو بھی مقبول عام بنائے اور مرتب اور خود ان کے اہل ایمان کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے، آمین۔

ماخوذ از ماہنامہ اشرف الجرائد ماہ مارچ ۲۰۱۴ء

تبصرہ: از: ماہنامہ "یادگار اسلاف" اجرارہ ضلع میرٹھ (یوپی)

زیر سرپرستی: حضرت مولانا حکیم عبداللہ صاحب مغیثی دامت برکاتہم

مبصر: حضرت مولانا احمد صاحب میرٹھی قاسمی مدظلہ

زیر نظر کتاب "نسیم ہدیت کے جھونکے" بارگاہِ ایزدی کے ان مقربین و منتخبین بندگان خدا کی سرگزشت وحالاتِ زندگی بیان کرتی ہے جو ماضی قریب ہی میں کفر و شرک کی آلائشوں سے تائب ہوکر اسلام کی ابدی ولازوال نعمت عظمیٰ سے سرفراز اور دین حق کی گھنی چھاؤں میں پناہ گزین ہوئے ہیں، اسلام قبول کرنے والے نومسلم بھائی بہنوں کی کہانی بشکل انٹرویو خود انہیں کی زبانی اس کتاب میں نہایت سادہ وعام فہم زبان میں بڑے سلیقہ سے بیان کی گئی ہے، بالخصوص ان حضرات کی آپ بیتی اس کتاب کا حصہ ہے جو محض اللہ کے فضل وعنایت اور داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی سعی ومحنت کی بدولت عذابِ دائمی سے محفوظ اور نجاتِ اخروی کے مستحق ہوسکے۔

مغربی اتر پردیش کے ممتاز علماء میں شمار حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب داعی اسلام کی حیثیت سے کسی تعارف کے محتاج نہیں، انہیں کے دست حق پرست پر ان کی دعوتِ دین کے نتیجہ میں اسلام قبول کرنے والے حضرات کی داستان پر مشتمل یہ کتاب "نسیم ہدایت کے جھونکے" دراصل (کوئی مستقل تصنیف نہ ہوکر) حضرت مولانا موصوف کی سربراہی میں نکلنے والے دینی علمی دعوتی ماہنامہ "ارمغان" کا مستقل کالم ہے جس کو جمع کرکے کتابی شکل دیدی گئی ہے، دو خواتین سمیت مسلم معاشرہ کے ۱۸ رہدایت

یافتہ نو واردوں کے انٹرویوز پر مبنی یہ کتاب اس سلسلہ کی چھٹی جلد ہے، جس کی جمع و ترتیب میں دارالعلوم سونوری آکولہ مہاراشٹر کے مہتمم، ہوشمند و باذوق عالم دین مفتی محمد روشن شاہ قاسمی نے نہایت اہتمام سے کام لیا ہے، مفتی صاحب موصوف اس سلسلہ میں نو آموز نہیں اس میدان کے پرانی کھلاڑی ہیں یہ وہی مفتی روشن شاہ قاسمی ہیں جو ازیں قبل اکابر جماعت تبلیغ کے ملفوظات وفرمودات کی جمع واشاعت کا کام حسن وخوبی کے ساتھ انجام دیتے رہے ہیں۔

آج جبکہ عالمی پیمانہ پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا اپنے عروج کی انتہاء پر ہے اور مسلمان عام طور سے دعوت دین کے بنیادی فریضہ سے پہلوتہی کے مرتکب ہو رہے ہیں، ایسے میں اللہ نے جہاں کچھ باحوصلہ افراد کو اپنے گم کردہ راہ بندوں کی نجات کے لئے منتخب فرما دیا وہیں اس مخالفانہ شد ومد کے نتیجہ میں بھی دیگر اقوام کے اندر تجسس کا جذبہ پیدا ہوا جو قبول اسلام کے واقعات میں اضافہ کا موجب بنا اور مخالفانہ رو یہ چونکہ مغرب میں زیادہ ہے اس لئے قبول اسلام کا تناسب بھی وہیں زیادہ ہے، لوگ تلاش حق کے لئے کے لئے بیدار ہوئے ہیں اور کیوں نہ ہوں۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبائیں گے

قبول اسلام کے واقعات اگرچہ مغربی ممالک میں بکثرت وقوع پذیر ہو رہے ہیں تاہم اپنی سرزمین سے جڑے واقعات سے جذباتی تعلق دہرا ہوتا ہے چنانچہ اس کتاب میں مقامی نومسلم حضرات کے انٹرویوز ہی شامل کئے گئے ہیں جن کو پڑھ کر اسلامی خوبیوں اور خصوصیات پر روشنی پڑتی ہے جن سے متاثر ہو کر نہ صرف یہ کہ انہوں نے دامن اسلام میں پناہ لی بلکہ ان پر اسلام کی حقانیت اجاگر ہونے کے بعد دعوتی جذبہ

بھی بیدار ہوا، انہوں دعوت اپنا میدان کار بنایا اور پھر چراغ سے چراغ جلنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ کتاب کے مطالعہ سے وہ غیر مرئی مسرت، اندرونی خوشی اور ناقابل بیان فرحت حاصل ہوتی ہے جس کا تعلق صرف احساس سے ہے اور جس کی کیفیت کو مطالعہ کے بغیر محسوس نہیں کیا جاسکتا، اس سے جہاں اسلام کے روشن مستقبل اور فطرت انسانی کے عین مطابق کو سمجھا جاسکتا ہے، فرزندان توحید کے اندر اسلام کی حقانیت وسربلندی کا مزید احساس اور خود اعتمادی کا جذبہ بیدار ہوگا، انشاء اللہ ایسے واقعات ایمانی حرارت پیدا کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں، امید ہے کہ یہ کتاب بھی خاندانی مسلمانوں کے داعیانہ جذبات کی مہمیز بنے گی جو ہماری ملی ومذہبی فریضہ ہے اور جس میں ہم سے بڑی کوتاہی ہورہی ہے اور محرومی ہمارا مقدر بنی ہوئی ہے۔

کتاب میں شامل مفکر اسلام جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی اور محدث عصر شیخ عوامہ مدظلہما جیسے اکابر کی تحریرات اور توصیفی کلمات سند کا درجہ رکھتے ہیں، سادہ مگر دیدہ زیب چہار رنگ سرورق مناسب عمدہ طباعت اور کمپیوٹر کتابت سے آراستہ اس کتاب میں آسمان کو چھوتی گرانی کے باوجود کاغذ کے غیر معیاری ہونیکا احساس ہوتا ہے اور تصحیح کی غلطیاں جابجا رہ گئی ہیں امید کہ آئندہ ایڈیشن میں اور اصلاح کرلی جائیگی۔ (الحمد للہ دوسرے ایڈیشن میں درست کرلی گئی۔ مرتب)

ماخوذ از ماہنامہ "یادگار اسلاف" مارچ ۲۰۱۴ء

تبصرہ: از "ماہنامہ المحمود" میرٹھ (یوپی)

مدیر اعلیٰ: حضرت اقدس مولانا مفتی محمد فاروق صاحب مدظلہ

مبصر: حضرت مولانا مفتی گلزار احمد صاحب دامت برکاتہم

استاذ: جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی)

مرتب کتاب کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا ہے، تصنیف وتالیف کی راہ سے دین کے مختلف میدانوں میں دادِ تحسین حاصل کر چکے ہیں، پیشِ نظر کتاب ان خوش نصیب بندوں کے انٹرویوز ہیں جو کفر وشرک سے بیزار ہو کر حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے، یہ دلچسپ داستانیں گرچہ اس سے قبل ماہنامہ "ارمغان" میں شائع ہو چکی ہیں، تاہم موصوف نے اس کو کتابی شکل دے کر ایک اہم کارنامہ انجام دیا ہے، یہ کتاب چھ جلدوں پر مشتمل ہے جس میں ایک سو بائیس برادرانِ وطن کی قبولیت اسلام کی تاریخ مرکوز ہے، کتاب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ قلوب کی زمین بالکل ہموار ہے، دلوں میں ہدایت کی طلب اور پیاس ہے دعوت کے لئے میدان بہت کشادہ ہے اسلام ایک فطری دین ہے، دعوت الی اللہ کے میدان میں کامیابی ایک خدائی عطیہ ہے یہ کتاب اسلام اور مسلمانوں کے لئے روشنی اور مستقبل کی بشارت دیتی ہے، ضرورت ہے کہ یہ کتاب ہر طبقۂ فکر میں پہونچائی جائے، یہ مسلمانوں کے لئے ایک مہمیز کا کام انجام دے گی خصوصاً دعوتی کام کرنے والوں کے لئے تو یہ ایک انمول تحفہ ہے، مکتبہ دار العلوم سونوری (مہاراشٹر) جمعیۃ شاہ ولی اللہ پھلت (یوپی) دار ارقم بٹلہ ہاؤس (دہلی) بستی حضرت نظام الدین دہلی سے کتاب کو حاصل کیا جا سکتا ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کتاب کو نافع بنائے دینِ حق کی نشر واشاعت کا ذریعہ بنائے، آمین!

ماخوذ از ماہنامہ "المحمود" فروری ۲۰۱۳

تقریظ

حضرت مولانا وصی سلیمان صاحب ندوی زید مجدہم

استاذ تفسیر وفقہ جامعہ الامام شاہ ولی اللہ

ایڈیٹر ماہنامہ ارمغان، پھلت، مظفر نگر یوپی

دعوتِ دین مسلمانوں کی بنیادی ذمہ داری ہے، اسی عمل سے ان کی سربلندی اور سرفرازی رہی اور اس کو ترک کرنے کی وجہ سے وہ خدا و خلق کی نگاہ میں بے اعتبار اور بے حیثیت ہوتے گئے، مسلمانوں کو موجودہ زمانہ میں جتنے مسائل درپیش ہیں اور ان کی انفرادی اور اجتماعی حیثیت کے لئے جو چیلنج موجود ہیں ان سب کا حل اور مشترک علاج کارِ دعوت سے عملاً وابستگی ہے، اسپین کے مسلمان دوسرے ممالک کے مسلمانوں سے کس چیز میں پیچھے تھے؟ مال و دولت کی ان کے پاس کمی نہیں تھی علم وفن فلسفہ و سائنس میں دنیا کی پیشوائی کر رہے تھے، لیکن داعیانہ صفت کے فقدان کے بعد کوئی دنیاوی اور علمی ترقی ان کے قومی اور مذہبی وجود کی ضامن نہیں بن سکی۔

اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ وہ دنیا کے ہر خطہ میں اپنے مذہب وعقیدہ اور تہذیبی وثقافتی شناخت کے ساتھ باعزت زندگی گزاریں اور انہیں آبرومندانہ پھلنے پھولنے کے مواقع حاصل ہوں تو انہیں سب سے پہلے اس کارِ منصبی کی طرف پوری توجہ کرنی ہی پڑے گی، قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیتوں کے سیاق وسباق اسکے ظاہر وباطن اور بین السطور پر غور کرنے سے حقیقت پوری طرح واضح ہوتی ہے یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ:۶۷) اے رسول! جو کچھ تمہارے رب کی جانب سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اسے لوگوں تک

پہنچادو، اگر تم نے یہ نہ کیا تو تم نے کارِ رسالت کا حق ادا نہیں کیا اور اللہ تم کو لوگوں (کے شر) سے بچائے گا، ماہنامہ ارمغان (پھلت ضلع مظفر نگر یوپی) جو ایک خالص دینی دعوتی رسالہ ہے اس کے مقاصد میں ابتدا ہی سے یہ جذبہ شامل ہے کہ خدا کے بندوں کو خدا سے ملانے اور بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھانے کے لئے ملت اسلامیہ کو آمادہ کیا جائے اور انہیں ان کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا جائے اس سلسلہ میں دینی دعوتی ذہن رکھنے والے اہل قلم خصوصاً داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب کی مختلف موضوعات کی دعوتی تحریروں کے ساتھ "نسیم ہدایت کے جھونکے" کے عنوان سے ہر ماہ اسلام قبول کرنے والی ایک خوش نصیب شخصیت کے انٹرویوز کا سلسلہ شروع کیا گیا الحمدللہ یہ سلسلہ توقع سے بڑھ کر کارآمد اور مفید ثابت ہوا اور اس نے ملک کی جامد فضا میں ایک ارتعاش پیدا کر دیا، خصوصاً دعوت کی راہ کے مختلف مسائل کو سمجھنے اور اس سلسلہ کی بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کی راہ ہموار ہوئی اور بڑے پیمانے پر دعوتی ذہن سازی کا کام انجام پایا، ایک ارب سے زائد آبادی کے اس ملک میں جہاں تقریباً ہر پانچواں فرد مسلمان ہے اور خیر امت ہونے کے سبب داعی الی اللہ کے منصب پر فائز ہے، اتنی بڑی تعداد تک یہ پیغام پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ ہر صوبہ اور ہر شہر سے یہ آواز بلند ہو اور چراغ سے چراغ جلتے رہیں، مقامِ شکر ہے کہ ملک کے ایک ممتاز عالم و مصنف اور داعیٔ دین مفتی محمد روشن شاہ قاسمی نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور ان انٹرویوز کو نئی ترتیب و تزئین کے ساتھ پیش کر دیا موجودہ زمانہ میں دعوت کے لئے ماحول بہت سازگار ہے، پوری دنیا میں قبول اسلام کی لہر چل رہی ہے اور لوگ از خود اسلام کی خیر کی طرف لپک رہے ہیں اس لئے اگر تھوڑی سی دردمندی اور انسانیت کو دوزخ سے بچانے کی تڑپ اور فکر کے ساتھ دعوت پیش کی جائے تو توقع سے بڑھ کر نتائج حاصل ہو سکتے ہیں، ان تمام انٹرویوز کا یہی مشترک پیغام ہے، حکیم

الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کی اس دردمندانہ گفتگو پر یہ تحریر ختم کی جاتی ہے: کیا اسلام کے لئے اب بھی وقت نہیں آیا کہ وہ اقوام بھی دریوزہ گری چھوڑ کر اپنے روایتی استغناء اور غیرت مندی کی بنیادوں پر کھڑی ہوں اور اپنے اساسی مقصد (دعوت الی اللہ) کو سنبھالے جس سے اس کی حقیقی برتری کا جلوہ دنیا پھر ایک بار دیکھ لے جو صرف دعوتِ دین ہی کے راستے سے نمایاں ہو سکتا ہے۔"

(دینی دعوت کے قرآنی اصول، مؤلفہ حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ ص:۱۶)

وصی سلیمان ندوی

۸/جمادی الثانیہ ۱۴۳۰ھ

آغازِ سخن

آیئے عہدِ وفا تازہ کریں

زمین وآسمان کے مالک جس نے اس پوری کائنات کو اپنے حکم سے پیدا فرمایا اس کو خوبصورتی عطا کی اور اپنی انگنت مخلوقات سے اس کو آباد کیا، اس نے اس پوری کائنات کو اپنے تعارف، پہچان اور شناخت کا ذریعہ بنا دیا، اسی نے اس کی حکمرانی، پاسبانی اور نگرانی کے بطور انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اس عالم میں اپنا نائب بنایا **اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً** (ترجمہ: میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں) اور حضرت انسان کی رہنمائی اور رہبری اور رشد وہدایت کی راہ پر لانے کے لئے نبیوں کا ایک طویل سلسلہ جاری فرمایا جو حضرت آدمؑ سے شروع ہو کر جناب محمد رسول اللہ ﷺ آ کر منتہی ہوا تا کہ یہ انسان وہ عہد الست بھول نہ جائے جو اس نے عالم بالا میں اپنے پروردگار سے کیا تھا، اللہ کے یہ برگزیدہ بندے اپنے اپنے دور میں قوموں، قبیلوں اور خاندانوں میں بھیجے گئے اور دین کا، ایمان کا، اخلاق کا، انسانیت کا سبق بھٹکے ہوئے انسانوں کو دیتے رہے اور اخیر میں نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفے ﷺ کارزار عالم میں اس سلسلہ کی آخری کڑی بن کر تشریف لائے اور دنیا کے باطل ایوانوں میں توحید خداوندی کی ایک پراثر آواز سے لرزہ پیدا کر دیا اور انسان کو انسانیت کا وہ سبق جو اس نے بھلا دیا تھا پوری قوت، طاقت، ہمت اور قربانی کے ساتھ یاد دلایا آپ ﷺ یہ آواز کہ "اے لوگو **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** کہہ دو کامیاب ہو جاؤ گے" مکہ کے ایک بنجر پہاڑ کی چوٹی سے بلند ہوئی اور پورے عالم میں پھیل گئی آپ ﷺ اپنے ساتھ خدا کی طرف سے ایسا دستور العمل اور قانون وشریعت لیکر آئے جو انسانی

فطرت کا ہمراز اور دم ساز تھا زمین و آسمان نے کبھی اتنے موثر اور ہمہ گیر قانون کا تجربہ نہیں کیا تھا، لہذا باطل کے سارے نظام ان کے نظام کے سامنے فیل ہو گئے اور قرآنی تعلیمات، اس کی آیات اور نشانات کے ذریعے انسان نے انسانیت کا ایسا سویرا دیکھا جس میں ساری تاریکیاں کافور ہو گئیں۔

هُوَ الَّذِىٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (سورہ الصف آیت:۹) ترجمہ: وہی ہے جس نے ہدایت اور سچا دین دیکر اپنے رسول ﷺ بھیجا تا کہ دین کے تمام بناوٹی شکلوں پر اس سچے دین کو غالب کر دے چاہے مشرک لوگ کتنا ہی برا مانتے رہ جائیں' یہ لازوال ابدی ہدایت کا سرچشمہ وہ قرآن مجید ہے جس کے بارے میں خود اس کے بھیجنے والے نے یہ کہا "یہ ایک پیغام ہے تمام انسانوں کے لئے اور یہ بھیجا گیا اس لئے کہ ان کو اس کے ذریعے خبردار کیا جائے اور وہ جان لیں کہ حقیقت میں خدا بس ایک ہی ہے۔"

محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے صرف رہبر انسانیت ہی بنا کر نہیں بھیجا بلکہ ان کو شرافت اور زندگی کے لئے صلاح وفلاح اور صفات حسنہ کا نمونہ بھی بنا کر بھیجا مزید یہ کہ انسانیت کو راہ راست اور معیار اعلیٰ پر لانے کے لئے ایسی کاوش کے ساتھ بھیجا جس سے انسانوں کو جانوروں جیسی بے مہار زندگی سے نکل کر خیرو کامیابی کی زندگی میں داخل ہونے کی راہ ملی، رب العالمین نے اسی بنیاد پر ان کو رحمت للعالمین کی صفت عطا فرمائی، وہ امت جس کی طرف آپ بھیجے گئے اس کو بھی دعوت الی اللہ اور کلمہ توحید کو عام کرنے کے لئے ایسے مکلف بنایا گیا کہ جس کے کرنے پر ہی اسکی خیر وفلاح اور کامیابی وکامرانی کو مقدر کیا گیا، **كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ الخ**' لہذا تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ امت نے جب جب دعوت کی ذمہ داری کو پورا کیا وہ کامیاب رہی اور جب جب اس فریضہ سے غافل

ہوئی امت ذلت ورسوائی سے دوچار ہوئی، انفرادی اعتبار سے ہو یا اجتماعی اعتبار سے جب جب پیاسی قوموں تک حق وصداقت کی بات اور کلمہ توحید کی دعوت پیش کی گئی، ایمان و اسلام کی بارشیں برسیں، نسیم ہدایت کے جھونکے چلے اور اس کے دامن میں سلگتی، سسکتی، تڑپتی، کراہتی انسانیت نے راحت وآرام چین وسکون اور اطمینان کی سانس لی آج کے اس پُرآشوب دور میں بھی الحمد للہ جو لوگ اس فرض منصبی کو ادا کرنے میں سرفروشانہ جدوجہد کررہے ہیں، خداوند عالم اپنے فضل اور ان کی محنتوں سے بھٹکے انسانوں کو جادہ حق وصراط مستقیم سے ہم کنار کررہا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ہم بھی رسول اللہ ﷺ کی تڑپ کڑھن سوز واضطراب اور ان کا درد لے کر پوری انسانیت کو مخلوق پرستی کی لعنت سے نکال کر خالق سے جوڑنے اور کفر اور شرک کی بھول بھلیوں سے نکال کر توحید کی شاہراہ پر لانے کی کوشش کریں، اسی کے ساتھ یہ موازنہ بھی کریں کہ اس فرض منصبی کو ادا کرنے میں ہم کہاں تک اپنی ذمہ داریوں کو نبھا رہے ہیں، اور جو واقعات آپ ﷺ کی زندگی میں پیش آئے ہمیں ان سے کہاں تک مناسبت ہے، کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم نے اس ذمہ داری کو پس پشت ڈال دیا کہیں ایسا تو نہیں کہ دھکے کھا کھا کر جس پیغام کو رسول اللہ ﷺ نے ہم تک پہنچایا تھا اسے ہم دھکے دے دے کر اپنے گھروں سے نکال رہے ہیں کیا کسی کو کفر وشرک کی حالت میں دیکھ کر ہمارا دل بے چین ہوتا ہے، کیا کسی کو کفر کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے دیکھ کر ہماری آنکھیں نم ہوتی ہیں، کیا طائف کے واقعہ کی کوئی جھلک ہماری زندگی میں پیش آئی کیا خواب میں بھی دعوت کے لئے کسی گھاٹی میں نظر بندی کی سعادت ہمیں نصیب ہوئی ہے، پھر ہم کیسے آپ کے امتی ہیں امت کے کندھوں پر ڈالی گئی ان آفاقی ذمہ داریوں کا تقاضہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے اسوہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے فرض منصبی کو سمجھیں اور ایک لمحہ ضائع کئے بغیر دعوت الی الایمان کے

لئے متحرک ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ سے کئے گئے عہد کو وفا کرنے کی کوشش میں ہمہ تن مصروف ہو جائیں اور امت کی زبوں حالی پستی وذلت کا علاج اسی نسخہ شفاء سے کریں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے ہر فرد کے ہاتھوں میں دیا تھا، اللہ ہم سب کو اپنا فرض منصبی ادا کرنے کی توفیق دے۔

محمد روشن شاہ قاسمی

مہتمم دار العلوم سونوری ضلع اکولہ مہاراشٹر

پن کوڈ ۴۴۴۱۰۷ انڈیا

موبائل نمبر 09422162298

۱۲۳

مسلمانوں کا رہن سہن پسند آیا اور میں مسلمان ہوگئی

محترمہ آرزو شاہ {رچنا سراگے} سے ایک ملاقات

اقتباس

ہمارا دھرم اسلام سچا دھرم ہے، تو صرف مسلمان بننے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ اسلامی طریقے سے زندگی گذاریں گے تو جنت نصیب ہوگی، ابھی میں نے اسلام کی کتابیں نہیں پڑھی ہیں، آپ نے جو دی ہیں انہیں اب پڑھوں گی، پھر بھی اتنا کہوں گی کہ اسلام کے پیغام کو غیر مسلم بھائیوں تک پہنچائیں۔

عبد الباری قریشی: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آرزو شاہ صاحبہ: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: آپ مسلمان ہوئی ہیں بڑی خوشی کی بات ہے، ہم آپ کو مبارک باد دیتے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ آپ کا انٹرویو دینی رسالہ ''ارمغان'' میں چھپ جائے؟

جواب: میرے اللہ کا مجھ پر بڑا کرم ہوا کہ اس نے مجھے اسلام کی دولت دی، میرے انٹرویو کے چھپنے سے کیا فائدہ ہوگا۔

سوال: غیر مسلموں میں دعوت کا کام کرنے والے ہمارے بہت سارے بھائی بہن

جب ان کو پڑھیں گے تو اس سے ان کی حوصلہ افزائی ہوگی۔

جواب: میرے انٹرویو سے اگر کسی کو فائدہ پہنچ سکتا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔

سوال: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ نے شادی کرنے کے لئے اسلام قبول کیا ہے؟

جواب: (ہنستے ہوئے) نہیں جناب! یہ بالکل غلط بات ہے، بلکہ اسلام قبول کرنے کے لئے میں نے شادی کی ہے۔

سوال: اچھا تو پہلے آپ اپنا خاندان کا پریچے کرائیے؟

جواب: میرے خاندان کا پریچے (تعارف) اس طرح ہے، میرے پاپا تیج رام سرا گے ، جو کرشی منڈی، بھیکن گاؤں ضلع کھرگون (ایم پی) میں ملازم ہیں، ممی ممتا سرا گے ہیں، مجھ سے بڑا ایک بھائی نیرج کمار سرا گے ہے، اس کی تعلیم بی، کام تک ہے، ایک چھوٹا بھائی بی، اے میں پڑھ رہا ہے، میرا نام رچنا سرا گے تھا، میری تعلیم گیارہوں تک ہے، میرا تعلق سماج کی سب سے نیچ برادری چمار سے ہے، ہم لوگ بھیکن گاؤں کے رہنے والے ہیں، تعلیم میں نے بھیکن گاؤں ہائی اسکول سے حاصل کی، بس یہی میرا چھوٹا سا خاندان ہے، کلاس میں میرے ساتھ مسلمان لڑکیاں بھی تھیں، انہیں سے اسلام کے بارے میں تھوڑی باتیں، جیسے نماز، کلمہ، روزہ وغیرہ کے بارے میں معلوم ہوئیں، انہوں نے مجھے بتایا کہ ہمارے یہاں ڈھونگ اور دکھاوا نہیں بلکہ عبادت ہے۔

سوال: اب ذرا آپ اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائے؟

جواب: جیسا کہ آپ نے سنا کہ میں نے شادی کرنے کے لئے اسلام قبول کیا ہے، یہ بالکل غلط ہے، میرے شوہر سمیر شاہ تعلیم کے اعتبار سے میرے برابر نہیں ہیں، میرے سماج میں کافی شکشت (تعلیم یافتہ) لڑکے تھے، میں کسی سے بھی شادی کر لیتی، مجھے اور اسے اچھی نوکری بھی مل جاتی، لیکن شری مان! اسلام تو میرے دل میں رچ بس گیا تھا،

اس لئے یہ سب اسلام ہی کی خاطر ہوا۔

سوال: آپ ذرا اس کی تفصیل بتائیں گی؟

جواب: اسلام دھرم سے مجھے بچپن ہی سے محبت تھی، میرے ساتھ کلاس میں مسلم لڑکیاں بھی پڑھتی تھیں، اور وہ میرے دوست تھیں، ان کا رہن سہن اچھا لگتا تھا، تہواروں کے موقع پر ان کے گھر جاتی تو اس ماحول سے بہت متاثر ہوتی تھی، اور میرا دل مسلمان ہونے کو کرتا، مسجد سے آنے والی اذان کی آواز میرے کانوں میں رس گھول دیتی، اسلام دھرم کے بارے میں مجھے کوئی زیادہ جانکاری نہیں ملی تھی، پھر بھی میرا دل مسلمان ہونے کو چاہتا، میں یہ اچھی طرح جانتی تھی کہ اگر میں مسلمان ہوگئی، تو میرا پریوار اور سماج میرے خلاف ہو جائے گا، اور مجھے گھر چھوڑنا پڑے گا، لیکن اسلام کی محبت دل میں رچ بس گئی تھی اس لئے اسلام کی خاطر یہ سب چھوڑنا مجھے پسند تھا، لیکن مجھے اس کے لئے ایک سہارے کی ضرورت تھی، جس طرح ایک پرندہ کو گھونسلے کی ضرورت ہوتی ہے، میرے گھر اور اسکول کے بیچ میں میرے شوہر سمیر شاہ کی دوکان تھی، اسلام قبول کرنے کے بعد مجھے سہارے کی ضرورت تھی اس لئے میں نے سمیر شاہ کی طرف محبت کا ہاتھ بڑھایا، اور سمیر نے بھی ہر وقت ساتھ دینے کا وعدہ کیا، اس طرح میرے اسلام قبول کرنے کے ارادہ میں مضبوطی آگئی، کسی طرح میرے گھر والوں کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ میں ایک مسلمان لڑکے سے محبت کرتی ہوں اور اس سے شادی کرنا چاہتی ہوں، میرے گھر اور سماج کے لوگ اس کے لئے بالکل تیار نہیں تھے، میرے زندگی کا سب سے بڑا مقصد اسلام قبول کرنا تھا اور یہ میرے زندگی کی سب سے بڑی خوشی تھی، گھر والوں کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں نے سمیر سے ملنے پر پابندیاں لگا دیں، میں نے اسکا بائیکاٹ کیا اور کھانا پینا چھوڑ دیا، بارہ دن تک بیمار رہی، میں نے گھر والوں سے صاف صاف کہہ دیا کہ

میں شادی کروں گی تو صرف مسلمان لڑکے سے، کیونکہ مجھے تو مسلمان ہونا تھا، مگر گھر والوں کی طرف سے سختیاں بڑھتی گئیں اور ادھر میرے مسلمان ہونے کے ارادہ میں مضبوطی آتی گئی، گھر والوں نے ایک کمرہ میں قید کر دیا، بالکل سچ کہتی ہوں کہ ان سختیوں کو جھیلنے میں بڑا مزا آیا، کیونکہ یہ ساری سختیاں اسلام کی خاطر تھیں، گھر والوں نے جب مجھے پریشان کیا تو ایک روز سمیر سے ملنے کا موقع ملا، اور گھر کے سارے بندھنوں کو توڑ کر کورٹ پہنچ گئے، اور 12 / 05 / 2011 کو کورٹ میرج کر کے ہردہ (ایم پی) جہاں سمیر کے رشتہ دار رہتے ہیں، وہاں جانے کے لئے کھنڈوہ سے ٹرین میں بیٹھ گئے، کہ راستے میں پولس نے اپنی گرفت میں لے لیا، ادھر سمیر کے والد اور دوسرے بھائی کو پولس اٹھا کر لے گئی، کچھ دیر کے لئے تو مجھے لگا کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو پاؤں گی لیکن مجھے تو مسلمان ہونا تھا اس لئے میرے اللہ نے مجھے ہمت دی، اور میں نے ان سب حالات سے نمٹنے کا پختہ ارادہ کر لیا، پولس ہمیں لے کر گھر گون آئی، سمیر کو جیل میں بھیج دیا گیا، اور مجھے ناری نکیتن اندور میں ایک مہینہ تک رکھا، مجھے مسلمانوں کے خلاف بہت ساری باتیں جیسے آتنک وادی ہیں ظالم ہیں، گندے ہیں سکھائی گئیں، مجھ سے کہا تم جھوٹ بول دو ہم سمیر کو جیل میں سزا دیں گے، لیکن میں نے جھوٹ بولنے سے انکار کر دیا، پھر سمیر اور ان کے گھر کے لوگ جیل سے چھوٹ کر گھر آئے اور میں بھی اپنے گھر آ گئی، وہاں مجھے ایسا لگا تھا جیسے میں کسی جرم کی سزا کاٹ رہی ہوں، اسلام میرے دل کی گہرائیوں میں رچ بس گیا تھا اس لئے ایک بار پھر جنون سوار ہوا، اور میں نے سمیر سے رابطہ قائم کر کے ہمت کر کے اسلام کی خاطر گھر سے نکلنے کا قدم اٹھایا، سمیر کے ساتھ ہردہ پہنچ گئی، کورٹ میرج کا سرٹیفکیٹ ساتھ تھا، ہردہ پہنچ کر میں نے سمیر کے رشتہ داروں کے سامنے کلمہ پڑھا اور 14 / 06 / 2011 کو سمیر سے میرا نکاح ہو گیا، اس دن کو میں

کبھی نہ بھولوں گی، کیوں کہ اس دن اللہ نے میری جھولی میں ایک ساتھ دو خوشیاں ڈالیں ،سب سے بڑی خوشی جو میری زندگی کا مقصد تھی وہ اسلام قبول کرنا تھا، اور دوسری سمیر سے شادی، اس طرح میں رچنا سرا گے سے آرزو شاہ بن گئی۔

سوال: سسرال والوں کا برتاؤ آپ کے ساتھ کیسا ہے؟

جواب: شادی کے بعد لڑکی کو اپنے ماں باپ کا گھر چھوڑنا پڑتا ہے، لیکن وہ ماں باپ کے گھر آتی جاتی ہے، میں نے اپنے ماں باپ کا گھر اسلام کی خاطر چھوڑا، اس لئے وہاں جانے کا تو سوال ہی نہیں ہوتا، میں نے اپنے ساس اور سسر کو ہی والدین سمجھا، اور انہوں نے مجھ کو اپنی بیٹی، ہم سب کے دلوں میں اللہ نے ایسی محبت ڈالدی ہے، کہ مجھے ایسا لگتا ہی نہیں کہ کسی دوسرے پریوار میں آئی ہوں، اور نیچ برادری کی لڑکی ہوں میرے ساتھ کسی نے بھید بھاؤ نہیں کیا سب میرے ہاتھ کا پکا کھانا بھی کھاتے ہیں، اسلام میں اونچ نیچ اور بھید بھاؤ نہیں ہے، اس لئے مجھے اسلام پسند ہے۔

سوال: آپ مسلمانوں کو کوئی پیغام دیں گی؟

جواب: یہی کہوں گی کہ ہمارا دھرم اسلام سچا دھرم ہے، تو صرف مسلمان بننے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ اسلامی طریقے سے زندگی گذاریں گے تو جنت نصیب ہوگی، ابھی میں نے اسلام کی کتابیں نہیں پڑھی ہیں، آپ نے جو دی ہیں انھیں اب پڑھوں گی، پھر بھی اتنا کہوں گی کہ اسلام کے پیغام کو غیر مسلم بھائیوں تک پہنچائیں۔

سوال: اچھا بہت بہت شکریہ ہم نے آپ کا وقت لیا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جواب: جی ایسی کوئی بات نہیں، وعلیکم السلام

(مستفاد از ماہنامہ ''ارمغان'' ماہ جون ۲۰۱۳ء)

۱۲۴

رمضان کی بہار دیکھ کر میں مسلمان ہو گیا

جناب محمد عبد اللہ {تیرن پراری} سے ایک ملاقات

اقتباس

ہم مسلمان ہیں، ہم نے اللہ کی مرضی اور خوش نودی کے لئے اپنی گردن جھکائی ہے سر تسلیم خم کیا ہے تو آیئے ہم اپنے رب کی رضا اور فیصلہ کا خیال کرتے ہوئے اس سال ماہ مبارک کو ماہ ہدایت اور ماہ دعوت اور دعوت میں بھی ہدی للناس بنائیں زیادہ سے زیادہ دعوت کے عزائم کریں، دعوت کے لئے اپنی قبولیت اور پورے عالم کی ہدایت کے لئے دعا بھی کریں

احمد اواہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محمد عبد اللہ: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: آپ اپنا پریچے کرائیے؟

جواب: میں بہار میں نواد ضلع کے ایک گاؤں کوا کول کا رہنے والا ہوں، میرا پچھلا نام تیرن پراری تھا، میرے والد کا نام بالمکی مشری ہے، میں نے اسلام لانے سے پہلے کچھ بھی نہیں پڑھا تھا، میں کوٹیری کشواہا ہوں جسے یہاں راوجی کہتے ہیں۔

سوال: کیا اسلام لانے کے بعد ہی آپ نے تعلیم مکمل کی؟

جواب: ہاں اسلام لانے کے بعد ہی الحمد للہ میں نے دنیاوی تعلیم بھی حاصل کی اور دینی

بھی، میں نے دنیوی تعلیم پانچویں تک حاصل کیا ور دینی حفظ تک اور مولویت پڑھ رہا ہوں۔

سوال: اپنے قبول اسلام کا واقعہ سنائیے؟

جواب: میں دہلی میں سلائی کا کام کرتا تھا، دہلی میں میرے پاپا کی جنرینز کی دوکان تھی، وہ شرابی تھے، انہوں نے سوچا کہ اس کام میں جو بھی لگتا ہے وہ شرابی بن جاتا ہے تو میں اسے سلائی کا کام سکھادوں حالانکہ پھر حالات ایسے بنے کہ میں شرابی بن گیا، میں جس کے پاس کام کرتا تھا وہ ایک مسلمان تھے لیکن نام کے، اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت دی وہ جماعت میں چلے گئے، جب وہ جماعت سے واپس آئے تو مجھ پر اس کا بڑا اثر ہوا، کہ جس نے جمعہ کی نماز بھی نہ پڑھی ہو اب تمام نمازوں کا پابند ہو، پھر ان کے اخلاق بھی اچھے ہو گئے، شراب اور جوئے کی لت سب چھوٹ گئی، میں نے ان سے کہا کہ مجھے بھی جماعت میں لے جائیں، میں سوچتا تھا کہ جماعت میں جا کر میری شراب اور گانجا چھوٹ جائے گا لیکن انہوں نے منع کر دیا، کہنے لگے تو تو ہندو ہے جماعت میں کیسے جاسکتا ہے، میں نے کہا تو مسلمان بنالو، انہوں نے کہا امیر صاحب سے پوچھ کر بتاؤں گا، ان کے امیر صاحب نے بھی منع کر دیا، میں نے کہا یہ تو بہت برا ہوا، اب کیا کروں اللہ تعالیٰ کو ہدایت دینا ہی تھا اور بچپن ہی سے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ایسا نظام بنایا تھا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ختنہ میرا قدرتی ہی تھا، پھر یارانہ بھی مسلمانوں کے ساتھ رہا، کوئی دوست میرا ہندو نہیں تھا، ان کے ساتھ رہنے، کھانے، پینے کی وجہ سے لوگ مجھے مسلمان ہی سمجھتے تھے، یہاں تک کہ میں لوگوں کو سلام بھی کرتا تھا لیکن کسی نے بھی مجھے یہ تک نہیں کہا کہ تو مسلمان ہو جا، اگر کوئی مجھے جھوٹ میں بھی کہہ دیتا کہ تو مسلمان ہو جا تو میں مسلمان ہو جاتا۔

جب کوئی جماعت آتی تو وہ مسلمانوں سے ہی بات کرتی لیکن میں ان کے بیچ میں یوں ہی زبردستی کھڑا ہو کر سنتا تھا، بس اللہ تعالیٰ کو مجھ پر رحم آ گیا، ایک آدمی جن کا نام احتشام تھا انہوں نے میری دعوت کی دعوت تو کھانے کی تھی اور کھلایا بھی، لیکن مقصد دین کی دعوت تھی، وہ بیچارے کچھ جانتے نہ تھے لیکن حوصلہ تھا، وہ تو نماز بھی پڑھنا نہ جانتے تھے، انہوں نے ایک کتاب ''شریعت یا جہالت'' منگوائی اور اس میں سے تین واقعات سنائے، جن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر گئے، تو قوم کو بہکا دیا سامری نے، بچھڑے کے ذکر نے تو مجھے ہلا کر رکھ دیا سامری وہی ہے شیام گھنشیام وغیرہ، اسلام کی طرف راغب تو تھا ہی اس واقعہ نے تو بے قراری اور بڑھا دی، پھر میں وہاں سے آ گیا، یوں ہی وقت بیتتا گیا، یہاں تک کہ رمضان المبارک آ گیا، لوگ چاند دیکھ کر تراویح کی تیاری کر رہے تھے، میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ تو لوگوں نے بتایا چاند دکھا ہے کل روزہ رہے گا، آج تراویح پڑھیں گے، میں نے کہا بس میں بھی چلتا ہوں میں بھی تراویح پڑھوں گا، کہا چلو میں چلا گیا، میں نے خوشامد کر کے ایک مسلمان سے وضو کرانے کو کہا، اس نے مجھے وضو کرایا، اور چھ دن کی تراویح سے نماز شروع کی جو میرے ساتھ پڑھنے گئے تھے انہوں نے بیچ میں ہی تراویح پڑھنا چھوڑ دی اور میں نے کبھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا اور اس دن سے ہی میں نے مسلمانوں کو دیکھنا چھوڑ دیا، دین کو دیکھنا شروع کر دیا۔

رمضان کی رونق اور تراویح نیز قرآن کی تلاوت میں میرے دل میں اسلام کی جگہ بن گئی، ابھی ابی تقریر کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ'' فرمایا ہے، کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں ہر چیز اس کے لئے مناسب سیزن اور وقت میں پیدا فرماتے ہیں، سردیوں میں

سردی کی چیزیں گرمیوں میں گرمی کی چیزیں برسات میں برساتی سبزیاں اور پھل ،انسانیت کی ہدایت کیلئے رمضان "وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ" کا موسم اور سیزن ہے،تو رمضان واقعی ہدایت اور ہدایت کا مہینہ ہے، کیسے کیسے بگڑے ہوئے انسان سنور نے لگتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی یہ ہدایت کا مہینہ ہے رمضان المبارک کے نورانی ماحول میں قرآن مجید کے "هُدًى لِّلنَّاسِ" کے سیزن نے میرے روئیں روئیں میں اسلام کی قدر ومنزلت پیدا کر دی ،میرا اپنا تجربہ بھی ہے کہ غیر رمضان کے مقابلہ میں اگر کسی کو دعوت دی جائے تو ایسا لگتا ہے کہ یہ اسلام، قرآن اور ہدایت کا موسم بہار ہے، بہار کے موسم میں ہلکی سی ہری ٹہنی بھی زمین میں گاڑ دی تو فوراً کونپلیں آنے لگتی ہیں مگر یہ عجیب بات ہے کہ رمضان کے مہینہ میں دعوت کا کام کرنے والی چھٹی مناتے ہیں ،ہم نے جماعتوں بھی دیکھا ہے کہ خانہ پری کرتے ہیں رمضان میں ،حالانکہ دنیا کے سارے تاجر اپنے تجارت کے سیزن کا سال بھر انتظار کرتے ہیں اور سیزن میں اپنا آرام اپنا سونا وغیرہ سب کچھ چھوڑ کر سال بھر کی بزنس کرتے ہیں ،اللہ نے رمضان کو ہدایت کا سیزن بتایا ہے اسی لئے عید کے لئے " لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ" فرمایا یعنی اللہ کی طرف سے رمضان میں ہدایت کا خوب فیصلہ ہوا اس لئے شکر کرنا ہے۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد کچھ مشکلات پیش آئیں؟

جواب: ہوا یوں کہ میرے بھائی کو پتہ چل گیا کہ یہ تو روزہ رکھتا ہے اور نماز بھی پڑھتا ہے ،اس نے کہا کہ پاپا بیمار ہیں تو گھر چلا جا، میں چلا گیا پاپا بیمار نہیں تھے وہ تو بلانے کا بہانہ تھا گاؤں والوں کو نہیں بتایا کہ بے عزتی ہوگی میں چوری چھپے سے نماز پڑھتا رہا، ایک دن میرے چھوٹے بھائی نے دیکھ لیا اور گاؤں کے لوگوں کو بتادیا، پھر کیا تھا گاؤں والے جمع

ہوگئے اور پنڈت کو بھی بلایا پنڈت مجھے سمجھانے کی کوشش کررہا تھا لیکن میں پنڈت کو دعوت دینے لگا تو پنڈت گم سا ہوگیا اور کہا کہ یہ ادھرم ہوگیا ہے، اسے ماردینے میں فائدہ ہے، میرے چاچا نے میرے پاپا کی طرف اشارہ کیا کہ کیا کہتے ہو؟ تو پاپا نے کہا کہ جو تم لوگ کرنا چاہتے ہوں کرلو، میری طرف سے چھوٹ ہے وہ لوگ مجھے لے کر جہاں جارہے تھے مجھے اندازہ ہوگیا کہ اب یہ مجھے نہیں چھوڑیں گے ماری دیں گے، میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے اللہ میری حفاظت کر جیسا کہ تو نے ابراہیمؑ کی کی، یا کوئی اور راستہ نکال دے مجھے پیشاب آیا تو دو لڑکے پکڑ کر مجھے پیشاب کرانے کے لئے لے گئے ان میں سے ایک نے کہا دوسرے سے کہ چھوڑ دے، اس کے لئے تو میں ہی کافی ہوں، تو اس نے چھوڑ دیا، دوسرے نے مجھ سے کہا کہ تو بھاگ جا، نہیں تو آج یہ تجھے نہیں چھوڑیں گے، میں نے اسے دین کے بارے میں کچھ باتیں پہلے سے بتائی تھیں، مجھے نہیں پتا کہ وہ اس کے دل میں اتر چکی ہیں اور اس نے مجھے بھگا دیا، کیونکہ رات کا وقت تھا اور میں جس راستہ پر چل رہا تھا اس کے دونوں طرف کانٹے تھے، اس پر چلنا تو دور کی بات ہے دن کو بھی آدمی دامن بچا کر چلتا ہے اور رات کو تو کون بھاگ سکتا تھا، بس میں مسجد میں چلا گیا، کچھ دیر تک تو میری آواز بھی نہیں نکل پارہی تھی، کچھ دیر بعد میں نے کہا کہ میری پیچھے میرے گاؤں والے لگے ہوئے ہیں، تو انہوں نے مجھے چھپا لیا اور جب گاؤں والے آئے تو ڈھونڈھ کر چلے گئے، اب پورے گاؤں میں تلاشا جارہا تھا ، خیر اللہ کو تو بچانا تھا، دوسری جگہ سے ایک آدمی رشتہ لے کر آیا ہوا تھا، وہ مجھے موٹر سائکل پر بیٹھا کر جنگل کے راستہ سے لے کر نکلا اور اللہ نے بچا لیا، اب میں جب دلی آیا تو دلی میں میرے بھائی نے پریشان کرنا شروع کردیا کبھی بجرنگ دل والوں کو بلوا کر مشینیں چھینکوا دیتا، تو کبھی کسی طرح ستاتا، جب میں بہت پریشان ہوگیا تو میں سوچنے لگا کیا

کروں، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت جی کو دنیا وآخرت کی جتنی بھی بھلائیاں ہوں وہ سب کی سب میرے حضرت، میرے ابی، میرے مربی، کو عطا فرکردے، میرے ماں باپ ان پر قربان اور میں بھی اور میرے اہل وعیال بھی، جس نے مجھے پناہ ہی نہیں دی بلکہ مجھے سب کچھ عطا کر دیا، ماں کے جیسی ممتا اور باپ سے بڑھ کر پیار دیا، بلکہ نومسلموں میں سب سے زیادہ محبوب بنالیا، میں نے جب ابی سے پوچھا، ابی آپ نومسلموں میں سب سے زیادہ کسے پیار کرتے ہیں تو ابی نے کہا کہ میرے بیٹے تجھے، اور ایک بار جب میں نے ابی سے کہا کہ ابی آپ کس دن سب سے زیادہ خوش ہوئے تو ابی نے کہا جب تو حافظ ہوا تھا، پھر باپ ہونے کا پورا حق ادا کیا، باپ کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ تعلیم دے، اور تربیت کرے تو ابی نے مجھے پڑھایا، پڑھنے کا خرچ بھی اٹھایا، اچھے سے اچھے مدرسہ میں داخلہ دلایا، اچھے استاذ قاری مزمل کے حوالہ کیا، پھر استاذ سے میری تعلیم کے بارے میں پوچھتے رہے، جب میں نے حفظ کر لیا تو میری شادی بھی کروائی وہ بھی نیک لڑکی سے بلکہ عالمہ سے، میں جب ابی کے پاس آیا تھا نہایت پریشان تھا بالکل ٹوٹا ہوا تھا غمزدہ تھا، جب ابی نے گلے سے لگایا تو سارا غم ایسے دور ہو گیا جیسے غم تھا ہی نہیں، ایسے لگا جیسے کوئی بچہ ماں کی گود میں آگیا ہو، پھر ابی نے پوچھا بیٹے تم کیا کروگے میں نے کہا میں پڑھنا چاہتا ہوں تو ابی نے پوچھا کہ تم پہلے سے کچھ پڑھے ہوئے ہو، میں نے کہا نہیں، تو قاری مزمل صاحب جو کہ وہیں تھے، انکے حوالہ کر دیا، کہ اسے پڑھاؤ، پھر کئی بار بیچ بیچ میں شیطان بہکاتا رہا تو ابی کے پاس آتا، ابی کو بتاتا، ابی سمجھاتے میں پھر چلا جاتا، پھر جب میں پڑھ چکا تو میرا دل نہیں چاہتا تھا کہ میں کہیں اور جاؤں بس دل چاہتا تھا کہ ابی کے قدموں میں پڑا رہوں، ابی نے کہا بیٹے تجھے مدرسہ چلانا ہے، میں نے کہا کہ ابی مجھے تو بس اپنے پاس رکھلو اور میں رونے لگا جب بہت دیر تک روتا رہا تو ابی نے کہا ٹھیک ہے

تو میرے پاس ہی رہ، پھر میں نے سوچا کہ میری بات سے ابی کو تکلیف ہوئی ہوگی کون باپ نہیں چاہے گا کہ میرا بیٹا دین کی خدمت کرے، پھر میں نے ابی سے کہا کہ ابی آپ جیسا چاہتے ہیں میں ویسے ہی کروں گا، ابی نے کہا تو بو بیے پور چلا جا وہاں پڑھانے کا طریقہ اور نظامت سیکھ لے، میں چلا گیا، وہاں سے مجھے ابی نے ایک مدرسہ میں جو کہ ہریانہ میں ہے، بھیجا اور وہاں پڑھانے لگا پھر ابی نے شادی کرادی اور ولیمہ بھی ابی نے ہی کرادیا۔

سوال: اپنے آس پاس کے مسلمانوں کو آپ نے کیسا پایا؟

جواب: ایک بات جو میں کہنا چاہتا ہوں مسلمانوں سے کہ پردہ کی اسلام میں بہت اہمیت ہے لیکن جب دیندار سمجھے جانے والے لوگ بھی اس کی پابندی نہ کریں گے تو اور کون کرے گا، میری اہلیہ جب پردہ کرتی ہے تو دوست اور گاؤں والے یہ کہتے ہیں کہ ہم سے کیا پردہ ہم تو تیرے بھائی ہیں، اور ہم تیرے چاچا ہے اور بہت سارے لوگ پردہ کرنے سے ناراض ہوجاتے ہیں، یہ ہیں آج کے مسلمان، اوروں کی تو کیا یہ پردہ اور دین کی دعوت دیتے اگر کوئی اس پر عمل کر بھی رہا ہے تو اسے روکنے والے بن گئے یہ صرف پردہ کے لئے رکاوٹ نہیں، بلکہ یہ تو دوسروں کے لئے اسلام میں آنے سے گویا روک رہے ہیں، یہ تو ایسے مسلمان ہیں، کہ انہوں نے ہندوؤں کو بھی رسم ورواج میں پیچھے چھوڑ دیا ہے۔

ان کی شادیاں اسلامی نہیں، ان کے اخلاق اسلامی نہیں، ان کی شکل وصورت اسلامی نہیں، آج کے مسلمان کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے جیسے انہیں اللہ کے پاس جانا ہی نہیں ہے، اگر کوئی شریعت پر عمل کر رہا ہے تو کہتے ہیں ارے ابھی مسلمان ہوا ہے کچھ دن بعد دیکھ لینا اس کا خون ٹھنڈا ہوجائے گا، یہ کیا چاہتے ہیں کہ جو اسلام قبول کر کے آتے ہیں

انہیں جیسے بن جائیں، نہ نماز پڑھے نہ روزہ رکھے، نہ پردہ کرے نہ گانے سے رکے ، ایک مسلمان جب گانا سن رہا ہوتا ہے تو اسے منع کرو، تو نہیں مانتا، اور اگر ایک غیر مسلم سے کہو کہ ارے بھائی بند کر دو تو بند کر دیتا ہے، حیرت ہے ان کے مسلمان ہونے پر ، ابھی ۳۱ رمئی کی بات ہے ایک مسلمان، اور صرف مسلمان ہی نہیں وہ دینی کام بھی کرنے جا رہا تھا، بس میں سفر کر رہا تھا، گانا بج رہا تھا، جب میں نے اس سے کہا کہ بھائی اسے بند کر دو انہوں نے بند نہیں کیا اور لوگ جو اس میں بیٹھے تھے سب مسلمان تھے لیکن کسی نے بھی منع نہیں کیا، حیرت ہے حیرت!!!

سوال: اب تو آپ بھی مسلمان ہیں، آپ ان کے بارے میں اتنے سخت کیوں ہیں؟

جواب: معاف کیجئے گا کہ میں اب اپنے آپ کو تو مسلم نہیں سمجھتا ہوں یہ بات ہم سب کے لئے ہے، میں تو اپنا درد سنا رہا ہوں، آپ کے اوپر تنقید نہیں کر رہا ہوں، آخر کب آئے گا وہ دن جب لوگ جاگ جائیں گے؟ لاکھوں لوگ بغیر ایمان کے مر رہے ہیں کیا آپ کا دل نہیں کانپتا، اللہ کو آپ کیا جواب دیں گے؟ میری ماں بغیر اسلام کے مر گئی، حالانکہ وہ مسلمان عورتوں میں رہتی تھی، جب کوئی عورت کپڑا خریدنے جاتی تو میری امی کو لے جاتی تھی اور بھی سب کام ہوتے تھے لیکن کسی نے اسلام کی دعوت نہیں دی، ابی کا اللہ بھلا کرے ابی نے میرے پاپا کو دعوت دی اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا، اب مجھے اپنے پاپا سے نہیں ملنے دیا جاتا پتہ نہیں وہ کیسے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کا ایمان پر خاتمہ فرمائے آمین۔

سوال: دوسروں کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے اب آپ کا کیا منصوبہ ہے؟

جواب: میرے اسلام لانے کے بعد اللہ کا شکر ہے اور لوگوں نے بھی میری کوشش سے اسلام قبول کیا جن میں سے ایک کو میں ابی کے پاس لایا تھا اس کا نام نور محمد رکھا تھا، اب

ابی نے مجھے ایک لڑکیوں کے مدرسہ کی خدمت کے لئے بھیجا ہے۔

سوال: قارئین ارمغان کے لئے کچھ پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: ہم مسلمان ہیں، ہم نے اللہ کی مرضی اور خوشی اور خوش نودی کے لئے اپنی گردن جھکائی ہے سر تسلیم خم کیا ہے تو آیئے ہم اپنے رب کی رضا اور فیصلہ کا خیال کرتے ہوئے اس سال ماہ مبارک کو ماہ ہدایت اور ماہ دعوت اور دعوت میں بھی ہدی للناس بنائیں زیادہ سے زیادہ دعوت کے عزائم کریں، دعوت کے لئے اپنی قبولیت اور پورے عالم کی ہدایت کے لئے دعا بھی کریں، اور جس طرح ساری دنیا کے تاجر سیزن میں سارے سال کی روزی کمانے کی کوشش کرتے ہیں، ہم بھی پورے سال کے برابر اس ماہ میں لوگوں تک دعوت پہنچانے کی کوشش کریں۔

سوال: اچھا بہت بہت شکریہ، ہم نے آپ کا وقت لیا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جواب: جی ایسی کوئی بات نہیں وعلیکم السلام

مستفاد از ماہنامہ ''ارمغان'' ماہ جولائی ۲۰۱۳ء

۱۲۵

مجاہدہ کی بھٹی میں تپ کر میرا ایمان نکھرا اور میری خاندان سے نفرت ختم ہوگئی

جناب حسن احمد {امت کمار} سے ایک ملاقات

اقتباس

میرا خیال ہے کہ اصل میں ایمان کی حقیقت تو دل میں قربانی کے بعد ہی پیٹھتی ہے، جیسے جیسے مجھے مشکل پڑی اور قربانی دینی پڑی، میرا ایمان بنتا گیا، ایسا لگا میں اپنے اللہ کے قریب ہوتا گیا، صحابہ کا ایمان شاید اسی لئے اتنا پکا تھا کہ انھوں نے اسلام کے لئے اتنی قربانیاں دی تھیں۔

احمد اواہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حسن احمد: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: آپ اپنا پریچے کرائیے؟

جواب: میرا نام محمد حسن احمد (امت کمار) پتا کا نام دیویندر کمار ہے، میرے اسلام میں داخل ہونے کی تاریخ ۲/۷/۲۰۱۰ء ہے۔

میں نے اپنی مرضی سے اور بنا کسی دباؤ کے اسلام قبول کیا ہے۔ ۲۰۰۹ء میں ۱۰/ویں کے بعد ۱۲/ویں کا امتحان پاس کرکے میں دلی آیا تو میں نے جامعہ ہمدرد میں BCA میں داخلہ لیا اور کوچنگ کے لئے سافٹ ڈوٹ ایک کوچنگ انسٹیٹیوٹ ہے اس

میں جانے لگا، اس سینٹر میں ہمارے ساتھ مسلم فیملی کا ایک لڑکا پڑھتا تھا جس سے ہماری بہت اچھی دوستی تھی بس اس کے ساتھ ساتھ رہتے رہتے ہمارے اندر اسلام کے بارے میں جاننے کا بیج پڑ گیا تھا، پہلا رمضان آیا تو اس وقت ہندؤں میں درگا نوراتری کے تیوہار کا بھی موقع تھا، تو ارشاد نے جو میرا دوست تھا رمضان کے روزے رکھے، اور میں نے نوراتری کے اپواس رکھے، میں دن میں کھا پی لیتا تھا وہ تو پانی بھی نہیں پیتا تھا، یہ دیکھ کر ہمیں بہت تعجب ہوتا تھا کہ کس طریقے سے یہ مسلمان لوگ روزہ رکھ لیتے ہیں، میں مندر جاتا تو بہت سجدہ کرتا اور ہر شنی وار اور اتوار کو میں کالکا مندر (جو دلی کا مشہور مندر ہے، وہاں سے میرا گھر ۱۳ کلو میٹر کی دوری پر تھا) ننگے پیر جاتا تھا اور پھر سڑک سے اس مندر تک جانے کا راستہ تقریباً ۲۵۰ میٹر کا ہوگا تو وہاں سے لیٹ کر رینگتا ہوا مندر کے اندر پہنچتا تھا، ایسا کرتے کرتے ایک سال ہو گیا، رمضان المبارک کا مہینہ پھر آیا تو ہم نے سوچا کہ مندر جا کے تو دل میں تسلی ہوئی نہیں، اور دوسری طرف ارشاد سے اسلام کے بارے میں اور آخرت کے بارے میں بہت سنتا تھا تو ایک بار ارشاد نے کہا کہ دنیا کی زندگی تو کچھ عرصہ کی ہے اصلی زندگی تو مرنے کے بعد آخرت کی زندگی ہے، میں نے اس سے اس بارے میں پوچھا کہ یار ہمارے دھرم میں تو انسان مرتا ہے اور دوسرا جنم لے کر پیدا ہوتا ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا ایسا کچھ نہیں ہے، ہم جنت سے نکالے گئے ہیں اور اپنی عمر کی شکل میں روپے پیسے لے کے آئے ہیں، اس دنیا کے بازار سے اگر اچھی چیز، اچھے اعمال لے جاؤ تو جنت میں واپس جاؤ گے، اور اگر بری چیز برے اعمال لے جاؤ تو جہنم میں جاؤ گے۔ یہ بات میرے دل میں گھر کر گئی، رمضان المبارک کا دوسرا دن تھا، ہم ڈی۔ کالونی مدن پور کھادر میں رہتے تھے تو وہیں آس پڑوس میں کچھ لوگ صبح صبح اٹھ کر سحری کھا کر رمضان (روزہ) رکھتے تھے، ہم نے ان سے کہا

ہمیں بھی روزہ رکھنا ہے، انہوں نے سب سے پہلے کلمہ پڑھنے کے لئے کہا تو ہم نے کلمہ پڑھا، نماز سیکھی، اور روزہ رکھنا شروع کر دیا، اس وقت ہم تو کھلے عام ٹوپی پہن کر نماز پڑھنے جاتے تھے ہمارے والد صاحب نے کچھ نہیں کہا، انہوں نے سوچا بس بچہ ہے، کھیل کود میں مسجد جاتا ہے تو کوئی بات نہیں، جب کچھ زیادہ ہوا تو انہوں نے منع کیا، مارا پیٹا بھی، تو پھر بھی میں نے نماز، روزہ نہیں چھوڑا، چپکے چپکے مسجد بھی جاتا، اس طریقہ سے چلتے چلتے دو سال ہو گئے، تو ہم سے کسی نے اسلام قبول کرنے کا پرمان پتر (افی ڈیوٹ) بنوانے کو کہا، اس وقت میں مدرسہ کے بچوں کو جو اسکول کی پڑھائی بھی ساتھ میں کر رہے تھے، انہیں پڑھاتا تھا، میں پرمان پتر بنوانے ایڈوکیٹ سرفراز صاحب کے یہاں بٹلہ ہاؤس میں پہنچا انہوں نے مجھے پرمان پتر بنا کر دیا۔

میں نے بہت سوچا کہ ہمیں اسلام قبول کرنے میں تو کوئی تکلیف نہیں ہوئی اور گھر والوں نے بھی زیادہ کچھ نہیں کہا، بس گھر سے نکال دیا، اور جو لوگ اسلام قبول کرتے ہیں تو انہیں کتنی مشقتوں اور مجاہدوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہمیں کیا پتہ تھا کہ اصلی تکلیفیں تو آگے آنے والی ہیں، میں وہیں ایک دوست کے پاس جو وہیں کھادر میں رہتا تھا، رہنے لگا۔ پھر میں ۴۰ دن کی جماعت میں گیا تو وہ جماعت کرنا ٹلک گئی، جب واپس آیا تو میرے اندر بہت ساری تبدیلیاں آ گئی تھیں، لباس بدل گیا تھا، یہودی لباس سے سنتی لباس پر آ گئے تھے، اور داڑھی بھی ہو گئی تھی، تو کسی نے سمجھایا اپنے والد والدہ کے پاس بھی جایا کرو، بھلے ہی انہوں نے تمہارے ساتھ کچھ کیا ہو، تو میں ان کے پاس دو تین دن میں چلا جاتا تھا، اور انہیں ایمان کی دعوت بھی دیتا تھا، میرے والد صاحب تو تنفر متنفر کرتے تھے کیونکہ وہ تناترک تھے، وہ کہنے لگے یہ اچھی بات نہیں ہے تم نے ایسا کر کے اچھا نہیں کیا، داڑھی کٹوالو، یہ لباس چھوڑ دو، ہم نے کہا داڑھی نہیں کٹے گی بھلے ہی کچھ بھی

ہو، یا میری گردن کٹ جائے، بس اتنا بولنا تھا، لال ہو کے بولے کہ تو نے ۴۰ دن میں جو عمل کیا ہے، وہ میں نے ایک گٹھری میں باندھ کر رکھ دیا ہے، جب ہی کھولوں گا جب تو سدھر جائے گا، ہم نے کہا آپ کے کرنے سے کچھ نہیں ہوتا، کرنے والی ذات اللہ کی ہے، کچھ دن اور گذر گئے، میرے پاس اچانک فون آیا کہ تیری دادی کی طبیعت خراب ہے، جلدی آجا مرنے والی ہے، ہم نے سوچا بھی کہ یہ سب جھوٹ بول رہے ہیں بس ہمیں بلانے کے لئے ایسا کر رہے ہیں ہم نے ان دیکھا کرنے کی کوشش کی لیکن میرے دادا نے اتنا کہہ کر فون کاٹ دیا، مجھے بڑی فکر ہونے لگی کہیں میری دادی کی بنا کلمہ پڑھے وفات نہ ہو جائے، تو میں شام کو ہی ۲۸/دسمبر کو گھر (فیروز آباد) پہنچ گیا، شام ۷/بجے کا وقت تھا، فیروز آباد میں ایک باجی تھی، جو مسلم تھی وہ میرے ساتھ وہاں پڑھتی تھی، ان کے گھر پہنچا اور ان سے کہا باجی کھانا بنا لینا، میں ابھی ایک گھنٹہ میں آکے دلی نکل جاؤں گا، وہ بھی مجھے دیکھ کر میرے لباس کو دیکھ کر خوش ہو گئی، پھر میں وہاں سے اپنی دادی کے گھر پہنچا تو مجھے دیکھ کر میری دادی خوب روئی اور میری بھی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے، میرے دادا نے مجھے دیکھا تو کوئی بات نہیں کی، جیسے ہی میرا سب سے چھوٹا چاچا آیا آتے ہی بولا کہاں ہے امت؟ وہ بیٹھا ہے مجھے میری دادی نے بیڈ پر دیوار کی طرف بٹھا لیا تھا کہ بھاگ نہ پائے

دادا چاچا سے بولا: جا نائی کو بلا کر لا۔

ہم نے کہا: نائی کیوں؟

دادا: تیری داڑھی کاٹنے کیلئے

ہم نے کہا: داڑھی نہیں کٹے گی چاہے کسی کی گردن کٹ جائے، اتنا ہم نے بولا اور کھڑا ہو گیا۔

دادا: بیٹھ کہیں، وہ بڑی ہی بے رحمی سے بولا۔

پھر کیا ہوا، جس طریقہ سے کسی بلی پر کھانے کیلئے کتے لپٹتے ہیں، مجھے مارنے کے لئے وہ سب لپٹ گئے، میں درد کی وجہ سے اللہ اللہ کرتا رہا، تو میرے دادا نے میرے منھ میں اپنے دونوں ہاتھ ڈال دئے، اور دونوں ہاتھوں سے میرے گلے کو چیرنے لگا میری درد سے جان نکل رہی تھی تو میں نے ان کے ہاتھوں میں کاٹ لیا، مارتے مارتے تھک گئے، مار بھی اس پائپ سے رہے تھے جو راڈ کے اندر لال، نیلے کلر کا ڈالا جاتا ہے، وہ سب تھک گئے، دادا اور چاچا بہت گندی گندی گالیاں بھی دے رہے تھے، میرے کپڑے پھاڑ کر مجھے ننگا کر دیا، اور میرے سنتی لباس کے چیتھڑے کر دیئے۔

چاچا بولا اگر اور بچوں کی زندگی سنوارنے کے لئے تجھے مارنا بھی پڑا تو ماردیں گے۔ میں نے کہا اگر ماردو گے تو ہم شہید کہلائیں گے اور جنت میں بنا حساب کے چلے جائیں گے، میں اتنا ہی بولا تھا، دادا نے ایسا مکا میری ناک پر مارا کہ بائیں طرف کی ناک کی ہڈی میں فریکچر آگیا اور ناک سے برابر خون نکلنے لگا، اور جب میں ناک پکڑ کر خاموش ہوا تو میرا دوسرا چاچا بھاگتا ہوا آیا کچھ بولا نہیں میرا داہنا پیر سیدھا کیا اور میرے گھٹنے پر اپنا گھٹنا رکھ کر توڑنے لگا، میں نے پھر جلدی سے کسی طرح اپنا پیر چھڑایا، میری داڑھی کاٹی جا رہی تھی تو مجھے لگ رہا تھا کہ میری روح کے دو ٹکڑے کئے جا رہے ہیں، میں نے بہت کہا کہ میری داڑھی مت کاٹو، مجھے بھلے ہی ماردو۔

دادا بولا: تجھے مار تو دیں گے ہی، لیکن پہلے اس فساد کی جڑ کو ختم کریں گے۔

دادا میرے پیروں پر بیٹھ گیا دادی بال اوپر کی طرف پکڑ کر کھینچ رہی تھی، ایک چاچا ایک ہاتھ پکڑے ہوئے تھا، دوسرا چاچا دوسرا پیر پکڑے ہوئے تھا۔ دادا نائی سے کہنے لگا: اس کی شکل ایسی کر دے کہ پاگل لگنے لگے۔ اس نے ایسا ہی کیا میرے سر کے سارے بال کاٹ دیئے، اور سر پر ایک طرف تھوڑے سے بال چھوڑ دیئے۔ پھر مجھے

بھینس والی زنجیر سے میرے پیر میں تالا ڈال دیا، پھر دو دن بعد راجستھان میں ایک جگہ ہے کرولی، وہاں ایک ماتا کا مندر ہے وہاں لے گئے، وہاں سجدہ کرنے کو کہا، میں نے نہیں کیا تو وہاں ہزاروں کی تعداد میں بھیڑ تھی، وہیں مارنا شروع کر دیا، میں بہت زور سے چلایا ۱۰۰ نمبر کو کال کر دو، میں ہندو نہیں مسلمان ہوں، کچھ لوگوں نے درمیان میں بولنے کی کوشش کی تو میرا چاچا بولا: یہ ہمارا بچہ ہے اس کی طبیعت خراب ہے، اس لئے ان لوگوں نے بھی کچھ نہیں کہا۔

وہاں ہم لوگ رات میں ٹھہرے، میں نے سوچا سب سو جائیں گے تو میں بھاگ جاؤں گا، لیکن وہ مردود چاچا وہاں پر بھی زنجیر لے کر آیا تھا، اس نے میرے پیروں میں زنجیر ڈال دی، ہم نے سوچا اب کیا کریں؟ بہت روتے رہے، کہ کیسے بھی کر کے اللہ مدد کر دے اور میں اللہ والوں کے پاس پہنچ جاؤں۔

میرے والد تو تانترک تھے ہی، مندر میں دوسری صبح انہوں نے ہون کیا، وہ ایک سوکھا ناریل لیتے اور اس پر ایک سر دو ہاتھ دو پیر بنا کر اسے کاٹ دیتے، اور اس کے اندر کچھ بھر کر میرے سر پر رکھ کر کچھ منتر پڑھتے اور آگ میں ڈال دیتے تھے، اور اسی طرح داہنے کندھے اور بائیں کندھے پر رکھ کر کرتے لیکن میں ہر وقت سورہ ناس اور سورہ احد پڑھتا رہتا تھا۔

پھر ہم لوگ سب گھر واپس آ گئے، اپنے چھوٹے بھائی سے میں نے کہا مجھے آری کا بلیڈ لا دے، اس نے والد صاحب سے کہہ دیا، وہ بولے انجینئر کا دماغ چلتا ہے، آری کا بلیڈ چاہئے، کچھ بھی کر لے یہاں سے باہر نہیں نکل سکتا۔ میں کسی سے بولتا نہیں تھا زیادہ تر رضائی میں پڑا رہتا تھا اس وقت سردی بھی اپنے شباب پر تھی۔ وہ دادی سے بولے: یہ سدھرے نہیں تو کہیں سے خنزیر کا دانت لاؤ اور اس کے پیر میں باندھ دو، تب

بھی نہ مانے تو اسے پانی میں گھس گھس کر پلاؤ، اور تب بھی نہ مانے تو گوشت اس کے منھ میں ٹھونسو۔ اور اس نے چاچا کو گوشت لانے بھیج دیا۔

ایک رات ۲۵ ردسمبر ۲۰۱۲ء کی بات ہے تو دادا اور والد صاحب بات کر رہے تھے، انھوں نے سوچا میں سو رہا ہوں لیکن نیند کہاں آتی ہے ایسی حالت میں۔

والد: کیا سوچا ہے آگے؟

دادا: کیا سوچنا ہے دیکھتے ہیں یہاں سدھرتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ پاگل خانہ میں ڈال دیں گے، وہاں سدھرتا ہے تو ٹھیک ہے، نہیں تو گھر لا کر مار دیں گے۔

والد: جیسا آپ کو ٹھیک لگے۔

ہم نے بھی سوچ لیا مارنے اور بچانے والی ذات اللہ کی ہے ہم ہر وقت روتے رہتے تھے بس اللہ سے یہی دعا کرتے تھے، کہ کیسے بھی کر کے ایمان والے بھائیوں کے پاس پہنچا دے۔ میں تو ہر وقت بھاگنے کی ترکیب سوچتا رہتا تھا، اس بہانے ۱۱ ردن گذر گئے، ان ۱۱ ردنوں میں میرا ایمان صرف ایک بار ڈگمگایا کہ حسن ایسے ایمان کا کیا فائدہ جو اتنی تکلیفیں جھیلنی پڑ رہی ہیں، پھر کیا تھا فضائل اعمال کے، میں نے جو صحابہ کے واقعات پڑھے تھے سامنے آنے لگے اور میں یاد کرنے لگا، پھر میرے ایمان میں بہت مضبوطی آ گئی، تو گیارہویں دن اللہ نے ذہن میں ایک ترکیب ڈال دی، بیت الخلاء گھر سے باہر بنا ہوا تھا، دن میں تو چاچا چلا جاتا تھا کام پر، اگر دن میں پیشاب پاخانہ کی حاجت ہوتی تو وہ پڑی بیڈ پر ہی کروا لیتے تھے، لیکن رات میں چاچا آ جاتا تھا تو پھر وہ پیر سے تالا کھول دیتا تھا اور مجھے ہاتھ سے پکڑ کر بیت الخلاء میں بھیج دیتا تھا، اور خود دروازہ پر کھڑا ہو جاتا تھا، پھر بعد میں باہر آتے ہی ہاتھ پکڑ کر مجھے گھر کے اندر لے جا کر باندھ دیتا تھا، بس یہی وقت ۵ منٹ کا تھا جب مجھے کام ختم کرنا تھا، ایسا روز ہوتا تھا، بس اللہ نے اس

۵ ر منٹ کو میرے لئے مقرر کر دیا۔ میں نے گھر کی عورتوں دادی چاچی سے کہا کہ مجھے مرچی کی روٹی کھانی ہے اس طریقے سے میں نے لال مرچی پاوڈر کا ڈبہ پتہ کر لیا کون سا ہے، دادی چاچی آپس میں باتیں کر رہے تھے تو میں نے ڈبہ چپکے سے اٹھایا اور رضائی میں ڈالا اور کاغذ میں لال مرچ پاوڈر ڈال کر رکھ لیا، پھر انتظار کیا رات کا۔ رات ۱:۳۰ منٹ پر چلانا شروع کیا، چاچا مجھے باتھ روم جانا ہے، وہ اپنے روم سے نکل کر آیا، تالا کھولا اور مجھے باہر لے گیا، میں نے بیت الخلاء میں اندر جا کر جیب میں سے پاوڈر نکال کر ہاتھ میں ڈال لیا، اور وہ باہر ٹھٹھر رہا تھا وہ سردی کا بھی بہت بھاری وقت تھا، میں ہاتھ دھونے کے لئے باتھ روم میں بڑھا اور نکل آیا، چاچا بولا کیا ہوا؟ میں نے کہا مگا (جگ) دکھائی نہیں دے رہا ہے، چاچا آگے کی طرف جھک کر بولا دیکھو وہیں ہوگا، اس نے ایسا کیا ،تو میں نے مرچی کا پاوڈر اس کی آنکھ میں ڈال دیا۔ پھر میں نے بھاگنے کی کوشش کی، اس نے مجھے پکڑ لیا پھر میں غصہ میں چھڑا کر بھاگا وہ بھی اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر بھاگا پھر وہ ایک نالی میں گھس گیا، میں نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا، لیکن اندازاً مجھے گرنے کی بہت زور سے آواز آئی۔ اس طرح میں وہاں سے بھاگ آیا، بدن میں جان نہیں تھی، ۱۲ دن سے کھانا بھی ٹھیک سے نہیں کھایا تھا، پھر بھی پوری جان لگا کر وہاں سے بھاگا، لیکن کچھ دوری پر پیر جواب دے گئے، اچانک میں ایک بڑے روڈ پر تھا وہاں بری طرح سے گرا اور گھسٹتا چلا گیا، میرے پیروں کے انگوٹھے اور گھٹنے اور ہاتھ کی ہتھیلی بھی پھٹ کر ماس نکل آیا، پھر میں نے ہمت کر کے ایک گلی میں اندھیرے کی پناہ لی پھر سوچا اگر ٹارچ میں دیکھ کر پکڑ لیا تو بہت مارے گا، میں خود سے بولا کہ حسن چلتا رہ تبھی تیری بھلائی ہے، میں وہاں سے ایک روڈ پار کر کے ایک گلی میں گیا، وہاں سے ایک گاؤں پار کیا، یہ سب ۱:۳۰ بجے رات کی بات تھی، اور بھاگنے کی وجہ سے سردی بھی نہیں لگ رہی تھی، تو پھر میں

ایک کھیت سے ہوتے ہوئے وہاں ایک پوکھر میں گھسا اور پھر ایک سڑک پر آیا تو اس وجہ سے پیروں کا خون ٹخنوں تک جم گیا تھا پھر میں اسی باجی کے گھر پہنچا جس کے پاس میں سب سے پہلے وہاں جا کر گیا تھا، انہوں نے میری حالت دیکھی پھر میرے پیروں کو ملا اور جب پیروں میں گرماہٹ آ گئی تو انہوں نے مجھے ۲۵۰ روپے دیئے اور میرا کمبل دیا۔

پھر میرا سفر شروع ہوا دلی کے لئے، وہاں ایک ایک گاؤں ہوتے ہوئے میں باقی پاس پر پہنچا، تو میں نے چھوٹا راستہ ندلے کے بڑا راستہ لیا، اور چلنا شروع ہو گیا، پیروں میں جان نہیں تھی تو کچھوے سے بھی دھیرے چل رہا تھا، ڈر بھی لگ رہا تھا اپنے سے پانچ ہاتھ تک کی دوری کا آدمی دکھائی نہیں دیتا تھا اتنا کہرہ تھا، اور رات دو بجے کا وقت تھا پھر بھی میں اللہ کا ذکر کرتا ہوا چلتا رہا چلتے چلتے تقریباً ۳ر گھنٹہ میں خطرے کے ایریا سے باہر آ گیا، تو جب میں بھراؤں جو چھوٹا سا قصبہ ہے پہنچا، تب میں نے اپنے اوپر سے کمبل ہٹایا تو کمبل پر کہرہ بالکل سفید برف کی طرح تھا، پھر وہاں سے میں نے بلند شہر کے لئے ایک ٹرک پکڑا تو اس نے مجھے وہاں چھوڑا اور پھر میں دلی آیا تو دلی میں آتے ہی میرے جسم نے جواب دے دیا، کمر سے نیچے کا حصہ جام ہو گیا تھا، آٹو والے نے مجھے اٹھا کر آٹو میں بٹھایا اور پھر جسولہ کی ریڈ لائٹ پر اس نے مجھے اتارا، اور پھر میں نے اپنے شفیق بھائی کو فون کیا، ان کے بچوں کو میں پڑھاتا تھا تو ان کا بیٹا آیا، تو مجھے اٹھا کر اس نے بائیک پر بٹھایا، اس کے چاچا پیچھے بیٹھ گئے، میں نے پورے طریقہ سے کمبل اوڑھ رکھا تھا کیونکہ میری صورت بہت بھیانک ہو گئی تھی، وہ مجھے گھر لے گئے پھر علاج کروایا، مجھ سے اتنا بھی نہیں ہو پا رہا تھا کہ خود چل کر بیت الخلاء بھی جاؤں، کوئی مجھے وہاں تک چھوڑتا تھا اور میں اندر جاتا تھا، اس کے بعد شفیق بھائی جو جسولہ گاؤں میں اور ایڈووکیٹ سرفراز حسین صاحب جو بٹلہ ہاؤس میں رہتے ہیں میری بہت مدد کی۔ پھر

میں حضرت مولانا کلیم صدیقی صاحب کی سرپرستی میں آیا۔

سوال: ایمان کے لئے یہ سب تکلیف برداشت کرکے آپ کو کیسا لگا؟

جواب: میرا خیال ہے کہ اصل میں ایمان کی حقیقت تو دل میں قربانی کے بعد ہی بیٹھتی ہے، جیسے جیسے مجھے مشکل پڑی اور قربانی دینی پڑی، میرا ایمان بنتا گیا، ایسا لگا میں اپنے اللہ کے قریب ہوتا گیا، صحابہ کا ایمان شاید اسی لئے اتنا پکا تھا کہ انھوں نے اسلام کے لئے اتنی قربانیاں دی تھیں۔

سوال: اب آپ نے آگے کے لئے کیا سوچا ہے؟

جواب: اصل میں اب میں نے اپنے حضرت کے سپرد کردیا ہے، وہ مجھے سفر پر ساتھ لے جاتے ہیں اور مجھے دعوت کے لئے تیار کررہے ہیں، حضرت نے مجھ سے وعدہ لیا ہے کہ میں اپنے خاندان والوں پر کام کروں گا، میں تو ان کی دشمنی اور تکلیفوں کی وجہ سے ان سے سخت نفرت کرنے لگا تھا، اور کبھی کبھی بددعائیں کرنے لگا تھا مگر حضرت نے مجھے سمجھایا کہ تم بھی تو اسلام کے بارے میں پہلے ایسی ہی رائے رکھتے ہوگے، جس دھرم میں آدمی ہوتا ہے اسے ہی ٹھیک اور اصلی دھرم سمجھتا ہے، پیارے نبی ﷺ لئے تو کافروں کی تکلیفیں سہتے اور فرماتے: میرے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے یہ جانتے نہیں، یہ تمھارے گھر والے بیچارے ان کو کسی نے سمجھایا ہی نہیں کہ اصل سچا دین اسلام ہے، مجھ سے حضرت نے کہا ہے کہ میں تہجد میں سب گھر والوں کی ہدایت کے لئے رورو کر دعا کروں، جس ماں نے تمھیں نو مہینے پیٹ میں رکھا، دو سال دودھ پلایا، گندے کپڑے دھوئے، باپ نے کما کر کھلایا پڑھایا، وہ دوزخ میں جائیں تم کیسے مسلمان ہو، مسلمان تو وہ ہے جو کسی دور کے دشمن کے لئے بھی ہدایت کی دعا کرے، میرا ذہن پلٹا، اب میرے دل سے خاندان والوں کی نفرت ختم ہوگئی ہے، اور میں نے ان پر

دعوت کا کام کرنے کا ارادہ کرلیا ہے۔

سوال: ارمغان کے قارئین کیلئے کوئی پیغام آپ دیں گے؟

جواب: ارمغان کے قارئین سے میری درخواست ہے کہ میرے گھر والوں کی ہدایت کے لئے دعا کریں، میں اب ان سے جان بچانے کے بجائے ان کی دوزخ سے جان بچانے کی تدبیریں سوچ رہا ہوں، میں خود یہ احساس کررہا ہوں کہ شاید اب میرا رخ اپنے پیارے رسول ﷺ کے طرز پر صحیح اسلام کی طرف آیا ہے۔اور جو لوگ اسلام قبول کرتے ہیں ان کی ہر طرح دل جوئی کرنے کی کوشش کریں۔

ایک درخواست آپ سے اور سبھی ارمغان پڑھنے والوں سے یہ ہے کہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالی مجھے بھی اپنے سچے نبی ﷺ طرح دردمند داعی بنادے اور میرے خاندان والوں کو ہدایت عطا فرمادے۔

مستفاد از ماہنامہ ’’ارمغان‘‘ ماہ اگست ۲۰۱۳ء

(۱۲۶)

اللہ سے ملاقات کے دو عمل ہیں
ایک نماز دوسرے قرآن کی تلاوت
جناب محمد رضی صاحب سے ایک ملاقات

اقتباس

بس یہ سبق دہراتا ہوں کہ مسلمان دین کو اس کی اصل ۱۴۰۰ رسو سال پہلے کے روح، مزاج اور ڈھنگ سے جاننے لگیں اور قرآن وسنت کا ذہن ہماری زندگیوں میں صحابہ کی طرح آجائے تو اسلام ساری دنیا کے لئے مقبول بن جائے۔ مشکل یہ ہے کہ کوئی بھی تحریک یا تنظیم اسلام کی ترقی اور پھیلانے کے لئے بنتی ہے، پھر اصل اسلام یعنی قرآن وسنت دب جاتا ہے۔

احمد اواہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محمد رضی صاحب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

س: رضی بھائی آپ تو ہوش مند آدمی ہیں اس روز اعتکاف میں عصر کے بعد آپ ایسی ہچکیوں سے رورہے تھے اور آپ کی چیخیں نکل گئی تھیں، کیا بات تھی؟

ج: مولانا احمد صاحب جس مسئلہ میں میں رورہا تھا وہ ایسا مشکل مسئلہ تھا کہ اگر ہم سبھی مسلمانوں کو اس کی حقیقت کا احساس ہو جائے تو ہچکیاں اور چیخیں کیا ہیں خون کے آنسو آئیں اور دل پھٹ جائے غم اور فکر سے، اس روز حضرت نے عصر کے بعد دعا کرائی تو ان نو مسلم مہاجر بھائیوں کا ذکر کیا جو نہ سحری کر سکتے ہیں اور نہ افطار، اور نہ ان کو عید کی

خوشی منانے کی امید ہے اور پھر بھی چھپ چھپ کر روزہ رکھ رہے ہیں، یہ غم اور پریشانی تو ہے ہی، اس سے ہزار گنا مشکل یہ ہے کہ جو سحر اور افطار اور روزہ نماز سے ان کو روکنے والے ہیں وہ اکثر ان کے ماں باپ ہیں جنھوں نے ان کو پیٹ میں رکھا، دودھ پلایا، کتنی مصیبتیں بھر کر پالا پوسا، اور وہ لوگ ایمان کے بغیر بہت سے مرنے کے حال میں ہیں اور پہلے ہی چتا میں جلائیں جائیں گے، اور پھر ہمیشہ ہمیش کی دردناک دوزخ کی آگ میں جلیں گے، مجھے اپنے کچھ رشتہ داروں کا خصوصاً اپنی بہت محبت کرنے والی نانی کا خیال آرہا تھا، مجھے دعا کی اس خاص کیفیت میں ایسا لگا جیسے وہ چتا میں میرے سامنے جلائی جارہی ہیں، اور ابھی میں نے مرنے کے بعد کیا ہوگا، اور دوزخ کا کھٹکا اپنے گھر والوں کو سنائی ہے تو دوزخ کا وہ عذاب میرے سامنے بالکل آنکھوں دیکھے منظر کی طرح آ گیا، میں حضرت کو افطار کے دسترخوان پر جاتے ہوئے چمٹ گیا اور مجھے ہچکیاں لگ کر چیخیں لگ گئیں کہ ہمارے نبی ﷺ کا وہ غم اور وہ دل لگا درد مجھے حضرت کے یہاں دکھائی دیتا ہے، اللہ کے رسول ﷺ مانتے تھے جو مجھے معلوم ہے اگر تمھیں احساس ہوجائے تو تم ہنسنا بند کردو اور بس روتے رہو، اور آپ اس غم کی وجہ سے کبھی بس ظاہری تبسم اور ہلکی ہنسی کے علاوہ دل سے ہنستے بھی نہیں تھے، اصل میں مولوی احمد صاحب آپ بھی کتنے اچھے موڈ میں ہوں، اور آپ کے سامنے کوئی تندور میں خودکشی کرنے لگے یا کوئی دوسرا اس کو تندور میں ڈال دے تو آپ اور ہم سب کی چیخیں نکل جائیں گی، بلکہ جب کبھی وہ منظر زندگی میں آنکھوں کے سامنے آئے گا تو چیخ چیخ کر رونے کو دل چاہے گا، اور یہاں کی آگ تو اس دوزخ کی آگ کے مقابلے کچھ بھی نہیں، بس میری آنکھوں کے سامنے میرے گذرے ہوئے نانا اور دادا اور مجھ سے میری ماں سے زیادہ پیار کرنے والی نانی کے جلنے کا خیال آگیا اور میں حضرت کو چمٹ گیا، میرے باقی سارے خاندان کے لئے

ہدایت کی دعا کر دیجئے، سچی بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ اس سے زیادہ رونے کا ہے، اور ہوش مندی اور عقل مندی یہ ہے کہ آدمی اس فکر میں پاگل اور مجنون ہو جائے۔

س: واقعی آپ بالکل سچ کہتے ہیں، ہم سب کی بے حسی ہے کہ اس مسئلہ کو سرسری سمجھتے ہیں۔ اچھا رضی بھائی مجھے آپ سے ارمغان کے لئے انٹرویو لینا ہے؟

ج: ہاں احمد بھائی مجھے بھی مولوی عمر نے فون پر بتایا تھا حضرت نے کہا ہے کہ رضی کو فون پر اطلاع دے دو کہ وہ پھلت آجائیں اور ارمغان کے لئے اپنا انٹرویو دے دیں مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی کہ اللہ پاک مجھے اپنے دین کی دعوت کا ذریعہ بنائیں، اللہ مجھے موقع دے رہا ہے، ابی کو اللہ نے جو اپنے دین کی دعوت میں لگایا ہے میں بھی اس دعوت کی جماعت میں شامل ہو جاؤں کیا پتہ اللہ پاک ہمارے اس عمل سے ہی راضی ہو جائے۔

س: آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

ج: احمد بھائی میں ضلع میرٹھ کے گاؤں پبرسہ Pabarsa کا رہنے والا ہوں میرا نام محمد رضی ہے، میرا پہلا نام راجیو تھا، میرے والد کا نام راجندر سنگھ ہے۔

س: آپ اپنے اسلام قبول کرنے کے بارے میں بتائیے؟

ج: احمد بھائی اب سے لگ بھگ پانچ سال پہلے کی بات ہے مجھے خواب دکھائی دیا جس میں چاروں طرف سمندر ہی سمندر تھا اس میں ایک تہ خانہ ہے میں اس تہ خانہ میں گیا اور دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں ان میں ایک بزرگ اور باقی نوجوان آدمی ہیں انھوں نے مجھ سے پوچھا تم یہاں کیوں آئے ہو اور کس سے ملنا ہے؟ میں نے کہا مجھے اللہ سے ملنا ہے، تو انھوں نے کہا اللہ سے ملنے کے لئے تو قربانی دینی پڑے گی اپنے ہاتھ پاؤں اور گردن کی، میں نے کہا میں تیار ہوں بس مجھے اللہ سے ہی ملنا ہے، پھر انھوں نے مجھے

لالچ بھی دیا، میں نے کہا بس مجھے تو اللہ ہی سے ملنا ہے اور میری آنکھ کھل گئی / میں نے اس خواب کے بارے میں اپنے پریوار کے لوگوں کو بتایا، انھوں نے کہا یہ خواب تو بس یونہی دکھ جاتے ہیں، تیرا مسلمانوں کے یہاں آنا جانا ہے شاید اس لئے دکھ گیا ہوگا، پھر میں نے اپنے دوست شہزاد کو بتایا، اس نے کہا اللہ سے ملنے کی اس دنیا میں دو جگہیں ہیں ایک تو جب کوئی نماز پڑھتا ہے اور دوسرا جب کوئی قرآن پاک پڑھتا ہے یا سنتا ہے، اس نے مجھے جمعہ والے دن سورہ یٰسین ہندی میں پڑھ کر سنائی اس کا ہندی ترجمہ بھی سنایا جو مجھے بہت اچھی لگی اور مجھے سمجھ میں بھی آئی، پھر اس نے مجھ سے کہا میں تو عالم نہیں ہوں، میں تجھے ایک عالم کی قرآن کی تفسیر والی کیسٹ دلوادوں گا تو اسے سننا، اس نے مجھے ایک مفسر کی قرآن پاک کی تفسیر کی کیسٹ دی، کچھ دنوں میں نے اسی کے گھر پر قرآن سنا، پھر میں اپنے گھر اس کیسٹ کو لے آیا، میں نے اپنے گھر پر اسے سنا انھوں نے جتنی اچھی طرح سے قرآن کی تفسیر اور ترجمہ کیا تھا، میرے اللہ نے اسے میرے دل ودماغ میں اتار دیا میں نے قرآن کی ایک ایک سورت کو کئی بار سنا، میں دن اور رات میں جب بھی موقع ملتا قرآن سننے لگا، قرآن سننے میں میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے، پھر قرآن سنتے تقریباً دو تین مہینے بعد اپنے مسلم دوستوں کے ساتھ نماز سیکھنے لگا، پھر اللہ نے مجھے اپنی نماز پڑھوانی شروع کروائی اور قرآن سے ہی مجھے ہدایت دی اور میرے دل میں اپنا ایمان دیا، اسلام پر چلنا میرے لئے آسان کیا، وقت وقت پر مجھے خوابوں کے ذریعہ اور قرآن کے ذریعہ میری رہنمائی کرتا رہا، رمضان کے مہینے میں جب میں نے پہلا روزہ رکھا تو فرض کی نماز پڑھنے کے بعد اللہ نے مجھے جو دکھایا ساری دنیا کی خوشیوں کو اکھٹا کرنے پر بھی ایسی خوشی نہیں مل سکتی جو میرے رب نے مجھے دی، قرآن پاک میں اللہ پاک نے فرمایا میں عدل قائم کرنا چاہتا ہوں اور اللہ کے نبی کا بھی یہی قول ہے کہ میں

محض باتیں بنانے کے لئے نہیں آیا حق کو غالب کرنے اور دین کو قائم کرنے کے لئے آیا ہوں، احمد بھائی اللہ اور اللہ کے نبی کا یہی قول ہے کہ پوری نوع انسانی اسلام پر چلے سب اللہ کی بندگی کریں اور اللہ کے نبی کی اطاعت کریں، تاکہ لوگ جہنم سے بچ جائیں اور کامیاب ہوجائیں میں یہ سوچ لے کر کچھ عالموں سے اور جماعت کے ذمہ داروں سے ملا مگر انھوں نے غیر مسلموں کو دعوت دینے سے صاف منع کر دیا اور کہا کہ ہمارے بڑے جو کہیں گے ہم وہی کریں گے، میں نے کہا، بڑا تو اللہ ہے اور انسانوں میں اللہ کے نبی، قرآن میں اللہ نے کہا بھی ہے کہ اے نبی ان لوگوں کو خبردار کردو جن کے باپ داداؤں کو کسی نے خبردار نہیں کیا اور اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے آخری خطبہ میں کہا اے لوگوں جن تک یہ دین پہنچ گیا ہے ان کو چاہئے کہ جن تک نہیں پہنچا ان تک پہنچادیں، ان تک دین پہنچانا تمہارا فرض ہے اور ان کا وہ حق ہے، مگر ان لوگوں نے غیر مسلموں میں دعوت دینے سے صاف منع کر دیا پھر مجھے ایک ملنے والے نے بتایا کہ پھلت میں مولانا کلیم صدیقی ہیں وہ اللہ کے دین کی دعوت سب کو دیتے ہیں ان کے یہاں مسلمانوں کی تخصیص نہیں، میں پھلت آیا اور حضرت کو اپنے بارے میں بتایا کہ میں آپ کی جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہوں جو اللہ کے دین کی سب کو دعوت دیتی ہے، حضرت نے کہا کہ واقعی ہم لوگ خاندانی مسلمانوں کو تو باپ داودں سے اسلام ملا، ہم لوگ تو بائی چانس مسلمان ہیں آپ تو بائی چانس مسلمان نہیں، اب یہ کام جو خاندانی مسلمان کررہے ہیں، وہ آپ لوگوں کو کرنا ہے، جب پرانا خون خراب ہوجاتا ہے تو پھر جسم میں نیا خون چڑھایا جاتا ہے۔ میں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ساری انسانیت کی فکر کرتے ہیں، حضرت نے فرمایا کہ بھائی ہمیں بھی کہاں فکر ہے، بس ہمارے پیر صاحب کی برکت سے اللہ نے ہمیں توفیق دی کہ ہم اپنے کو اس جرم، ظلم اور حق تلفی کا قصور

دار کہنے لگے ہیں، خدا کرے آپ لوگوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان بیچارے لوگوں کو دوزخ میں جلنے سے بچانے کی فکر نصیب ہو جائے، میں نے حضرت سے عرض کیا کہ مجھے باقاعدہ کسی نے کلمہ نہیں پڑھایا بس میں خود ہی اپنے کو مسلمان سمجھنے لگا ہوں، حضرت نے فرمایا مسلمان ہونے کے لئے کسی کا کلمہ پڑھوانا ضروری نہیں، میں نے اصرار کیا تو حضرت نے کہا کہ میں بھی آپ کے ساتھ کلمہ پڑھ لیتا ہوں، شاید آپ کے ساتھ کلمہ پڑھنے سے یہ کلمہ میرے حلق سے نیچے اتر کر دل میں بیٹھ جائے۔

پھر حضرت نے مجھے کلمہ پڑھوایا اور میں ان سے بیعت ہو گیا حضرت کو اللہ نے اپنے دین اسلام کا داعی بنایا ہے، ہم بھی حضرت کی شاگردی اور صحبت میں دعوتی کام کو جاننے اور سمجھنے کی کوشش اللہ کے فضل و کرم سے کرتے ہیں، جب چاروں طرف لوگ کہتے ہیں کہ پہلے اپنے گھر میں آگ لگی ہو تو پہلے اپنے گھر کی آگ بجھائیں گے پڑوسیوں کی نہیں، تب اللہ نے اپنے بندہ مولانا کلیم صدیقی کو سب کی آگ بجھانے کا جذبہ دیا، احمد بھائی اللہ سب کا رب ہے دین اسلام تمام انسانوں کا دین ہے اور اللہ کے نبی سب کے لئے نبی ہیں، یہ بات سب کو سمجھنی چاہئے، خاص طور سے مسلمانوں کو جو خیر امت ہونے کا حق ادا نہیں کر رہے ہیں۔

س: اس کے بعد آپ کہاں رہے؟

ج: حضرت کے مشورہ سے اللہ کے دین کے داعی کے طور پر میں اپنے گھر پر ہی رہا

س: اسلام میں آنے کے بعد کیسا لگا؟

ج: گھپ اندھیرے سے نکل کر روشنی میں جیسا لگتا ہے، ناپاکی سے نکل کر پاک ہونے کے بعد جیسا لگتا ہے، بے چینی سے نکل کر چین ملنے کے بعد جیسا لگتا ہے، دشمن کی قید سے نکل کر اپنے گھر میں جیسا لگتا ہے، بالکل ایسا لگا جیسے کسی کانٹوں کے جال میں

بندھے آدمی کو کسی نے جال سے آزاد کر دیا ہو اور پورے جسم کے لوہے کے کانٹے نکال دیئے ہوں۔

س: اسلام لانے کے بعد کوئی دعوتی کام کیا؟

ج: اللہ کا کرم ہے اپنے گھر گاؤں رشتہ داروں میں ایک ایک کو بھی اور اکھٹے طور پر بھی اللہ کے دین کی دعوت دی، الحمدللہ میرے پورے پریوار کے زیادہ تر لوگوں کو نرک سے نجات مل گئی اور انھوں نے کلمہ پڑھ لیا ہے کئی رشتہ داروں اور گاؤں والوں نے بھی کلمہ پڑھا، گاؤں کے مندر میں بھی کچھ دنوں تک قرآن پاک ہم نے پڑھا اور قرآن کو لوگوں کے سامنے رکھا، بس میری بوڑھی نانی بچی ہیں۔

س: آپ کا دعوتی طریقہ کار کیا ہے؟ سنا ہے کہ آپ کھلے عام لوگوں کو دعوت دیتے ہیں؟

ج: مولوی احمد صاحب اصل میں مجھے سب کچھ اللہ کے پیارے کلام قرآن مجید سے ملا، اس کے علاوہ میں نے اپنے پیارے نبی ﷺ کی زندگی کو پڑھنے پر توجہ دی، اس لئے میرا تو مزاج ایسا بن گیا ہے کہ مجھے ہر چیز قرآن اور سیرت سے لینے کو جی چاہتا ہے، اور اس سے ہٹی ہوئی کوئی بات بھی دل کو کھٹکتی ہے، میں نے حضرت سے بڑی ہمت کر کے کہا کہ آپ عصر کے بعد جو ختم خواجگان پڑھتے ہیں یہ تو ہمارے نبی ﷺ کے بعد شروع ہوا ہوگا، کیا آپ کوئی سنت عمل نہیں کر سکتے؟ حضرت بہت خوش ہوئے، اور گلے سے لگا لیا، اور کہا رضی بھائی جب تک آدمی کا مزاج یہ رہے گا بس مزا ہے، میں دعوت کے چھوٹے سے چھوٹے معاملہ کو اللہ کے رسول ﷺ کی سیرت پاک سے ہی تلاش کرتا ہوں، اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا: اے رسول وہ پہنچایئے جو ہم نے اتارا اور نازل کیا ہے، اگر آپ نے یہ نہ کیا تو آپ اپنی تبلیغ و رسالت کا حق نہیں ادا کر

پائیں گے اور اگر آپ نے یہ کام کیا تو ہم آپ کو لوگوں کے شر سے بچائیں گے'' مجھے اس آیت کے مضمون سے ایسا سمجھ میں آیا کہ اللہ کا حکم اپنے رسول کو یہ ہے کہ صرف وہ پہنچائیں جو ہم نے اتارا اور نازل کیا ہے یعنی قرآن، یعنی صرف قرآن پہنچایئے، وہ پہنچایئے جو ہم نے آپ کو بتایا یعنی یہ بھی حکم دیا کہ اس کے علاوہ اپنی طرف سے کچھ مت بڑھایئے، اگر آپ نے پہنچایا اور سب کو پہنچایا جہاں تک پہنچا سکتے تھے ان تک پہنچایا اور اس میں کچھ کمی نہیں کی اور صرف وہی پہنچایا جو اللہ نے نازل کیا یعنی قرآن، اور اس میں کمی بیشی نہیں کی تو ہمارے ذمہ ہے کہ کوئی مخالف، کوئی مدعو، کوئی دشمن اور کوئی شر پسند آپ کو نقصان اور شر نہیں پہنچا سکتا، اس لئے میں اپنی دعوت میں اپنے الفاظ بھی لانے سے بچنے کی کوشش کرتا ہوں، اور قرآن ہی پیش کرتا ہوں، قرآن مجید اللہ کے رسول ﷺ کا معجزہ ہے اور آج بھی بالکل زندہ معجزہ ہے، بلکہ میرا دل تو یہ کہتا ہے کہ جیسے علم اور عقل ترقی کرے گی اور سائنس وغیرہ سامنے آئے گی تو قرآن کا یہ اعجاز بہت بڑھ جائے گا، میرا تو کھلا تجربہ ہے کہ صرف قرآن ہی باطل اور باطل پرستوں اور باطل کے داعیوں، شیطانی دلیلوں اور شر پسندوں کو عاجز کر سکتا ہے، میں نے بی جے پی کے ذمہ داروں، وشو ہندو پریشد کے دفتروں، مندروں اور گاؤں کے چودھریوں کے سامنے قرآن سنایا، ویڈیو، آڈیو سنایا خود یاد کر کے لوگوں کو سنایا، جہاں قرآن مجید سنایا گیا اور سب لوگ بے بس دکھائی دیئے، ایسا لگا یہ سب عاجز ہو گئے ہیں، اللہ کا شکر ہے کہ بہت سوں نے کلمہ بھی پڑھا، یہ میرا دعویٰ ہے کہ قرآن کے سامنے زبان کھولنے کی ہمت کسی میں نہیں، ایک جگہ کا نہیں سیکڑوں جگہ کا تجربہ ہے، میرا خیال تو یہ ہے کہ قرآن سنتے ہی غیریت اور دشمنی کی نگاہ بدل جاتی ہے، جیسے کسی نے جلتی آگ پر پانی ڈال دیا ہو، قرآن کے ذریعہ دعوت جتنی کامیاب ہے، اتنی ہی آسان بھی ہے، اور سو فیصد تجربہ ہے کہ بالکل

خطرہ اور مخالفت بھی نہیں ہوتی، میں نے کتنے بظاہر مخالف لوگوں، مقامات اور ماحول میں قرآن لوگوں کو سنایا، بتایا، ایک جگہ بھی کوئی مخالفت نہیں ہوئی، میرے ذہن میں یہ بات بھی آتی ہے کہ ہم تو بندے اور غلام ہیں، مالک آقا نے کسی غلام کو حکم دیا کہ ہمارے پاس سے کچھ پیسے روپے، راشن پانی لے جاؤ، ہماری رعایا اور دوسرے غلاموں کو پہنچا دو، تو وفادار غلام کی ذمہ داری ہے کہ اس میں کچھ کمی زیادتی اور پھیر بدل کے بغیر بانٹے، اور پہنچائے جس طرح اس میں کچھ کو دینا اور کچھ کو نہ دینا خیانت اور جرم ہے، اسی طرح اس میں پھیر بدل یا سکوں اور روپیوں میں پھیر بدل بھی خیانت اور جرم ہے، اس لئے میں اپنی ذمہ داری صرف قرآن پہنچانے کی سمجھتا ہوں اور سنت طریقہ بھی مجھے اس کے علاوہ کوئی نہیں لگتا۔

س: واقعی رضی بھائی آپ بڑے خوش قسمت ہیں کہ دین آپ کو اوریجنل اور اس کے مرکزی ذرائع قرآن و سنت سے ملا ہے، تو آپ کا ذوق اور طریقہ دعوت بھی بہت آئیڈیل ہے، یقیناً آپ کو بہت مبارک ہو، خود مجھے آپ سے بات کرکے بہت سے نکتے سمجھنے کو ملے، قارئین ارمغان اور ہمارے دعوتی رفقاء کو بھی اس نکتہ کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

ج: بس اللہ کی رحمت ہے مجھے حضرت سے جوڑ دیا، مجھے جو حضرت کی بات سب سے زیادہ دل کو لگتی ہے اور جس کی وجہ سے میں حضرت کا گرویدہ بنا وہ یہ ہے کہ سنت کو چودہ سو سال پہلے لے جانے کی رٹ لگا رہے ہیں، یہاں تک کہ چھوٹی چھوٹی سے چیز، دعوتی مراکز کا نام "دار ارقم" "دار ابی ایوب" رکھتے ہیں، یہ بہت برکتی چیز ہے جو حضرت کو اللہ کی طرف سے ملی ہے۔

س: ارمغان پڑھنے والوں کو کوئی پیغام آپ دیجئے؟

ج: دوروز کا مسلمان بالکل انگلی پکڑ کر چلنے والے بچہ کی طرح کا میں گنوار ارمغان پڑھنے والوں کو کیا پیغام دے سکتا ہوں، بس یہ سبق دہراتا ہوں کہ مسلمان دین کو اس کی اصل ۱۴۰۰ سو سال پہلے کے روح، مزاج اور ڈھنگ سے جاننے لگیں اور قرآن وسنت کا ذہن ہماری زندگیوں میں صحابہ کی طرح آجائے تو اسلام ساری دنیا کے لئے مقبول بن جائے، مشکل یہ ہے کہ کوئی بھی تحریک یا تنظیم اسلام کی ترقی اور پھیلانے کے لئے بنتی ہے، پھر اصل اسلام یعنی قرآن وسنت دب جاتا ہے، اور تحریک اور تنظیم کے اصول اصل بن جاتے ہیں، اس طرح جو مسلمانوں میں رواج میں ہے وہ الگ دین لگتا ہے اور صحابہ کو جس دین پر اللہ کے رسول ﷺ نے چھوڑا تھا وہ الگ لگتا ہے، میں ایک مثال عرض کروں، میں نے جن بھائیوں کو کلمہ پڑھوایا، اور خوشامد کر کے بہت کوشش سے ان کو جماعت میں چار مہینے کے لئے بھیجا، جماعت سے واپس آئے، تو میں نے ماں باپ کی خدمت اور ان کو دعوت دینے کو کہا اور بہت کوشش کی کہ وہ گھر والوں اور ماں باپ پر کام کریں مگر وہ ہرگز تیار نہیں ہوئے، بس یہ کہتے رہے کہ ہمارے بڑوں کی طرف سے غیروں میں دعوت دینے کی اجازت نہیں ہے، مجبوراً میں نے خود ان کے گھر والوں پر کوشش کی اور اللہ نے ان کو ہدایت دی، میں نے ان سے کہا اب تو وہ غیر نہیں رہے، اب ان کو نماز وغیرہ سکھاؤ، پھر بھی وہ اپنے امیر صاحب کا انتظار کرتے رہے اور جب انھوں نے اجازت دی تب جا کر انھوں نے نماز وغیرہ سکھانی شروع کی، یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے جس سے ملت کی جان نکلی ہوئی ہے، میرا خیال ہے کہ ملت میں جان اور اس کا اسلام اور ایمان اسی وقت تک جان دار اور دنیا کے لئے مقبول اور محبوب ہو سکتا ہے جب وہ چودہ سو سال پہلے اصل قرآن وسنت سے جڑا ہو، بس یہ پیغام میرا ارمغان پڑھنے والوں سے ہے۔

س: واقعی بہت اہم بات ہے، جزاک اللہ بہت شکریہ

ج: اس سلسلہ میں مجبور ہوں، کبھی کبھی مجھے خود یہ خیال آتا ہے کہ شاید میں اوچھا گھڑا ہوں کہ چھلکنا زیادہ ہے، حضرت میرے پیر ہیں مگر کوئی بات ہوتی ہے تو فوراً کہہ دیتا ہوں، مجھ سے برداشت ہی نہیں ہوتا، حضرت عصر کے بعد دعا کراتے تو کہتے تھے اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا يَا كَرِيْمُ میں نے حضرت سے کہا حضرت فضائل اعمال میں ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کو شب قدر میں جو دعا بتائی وہ یہ لکھی ہے، اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي، حضرت نے کہا کہ آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں، میں نے کہا آپ عفو کریم اور آخر میں یا کریم کیوں بڑھاتے ہیں، اگر اس کی ضرورت ہوتی تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ فرما دیتے، حضرت نے بہت دعائیں دیں فرمایا کہ اصل دینی مزاج یہی ہے جو آپ نے کہا۔

س: واقعی یہی ہونا چاہئے، مومن کا حال تو بس یہ ہے کہ:

دیر و حرم میں روشنی شمس و قمر سے ہو تو کیا

مجھ کو تو تم پسند ہو اپنی نظر کو کیا کروں

ج: دوبارہ کہنا، شاید یہ کوئی شعر ہے،

س: دیر و حرم میں روشنی شمس و قمر سے ہو تو کیا

ج: دیر کس کو کہتے ہیں؟

س: مندر شوالے کو کہتے ہیں۔

ج: نہیں مولوی احمد میرا ماننا ہے کہ روشنی دیر یا حرم میں شمس و قمر سے نہیں بلکہ قرآن و سنت سے ہو سکتی ہے، اس لئے میں نے پلے گرہ باندھ لی ہے کہ ماننا اور پہنچانا صرف ما انزل من ربک (جو نازل ہوا اور نبی پر نازل ہوا) اور پہنچانے کا طریقہ بلا کمی بیشی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے کا تھا، بس اس میں آدمی لکیر کا فقیر ہو، ایک نقطہ نہ بڑھے اور

نہ گھٹے۔

س: ایک بار پھر شکریہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ج: آپ کا بھی شکریہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

مستفاد از ماہنامہ ''ارمغان'' ماہ ستمبر ۲۰۱۳ء

۱۲۷

وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے!
جس نے جھولے میں بندگی کا اقرار کیا
جناب محمد بلال صاحب (مسیح) سے ایک ملاقات

اقتباس

ہمارا اس پر ایمان ہے کہ اسلام اور صرف اسلام ہی دین حق ہے، اور وہ حق ہمارے پاس ہے، اور ساری دنیا کے لوگوں کے پاس باطل اور صرف باطل ہے، علم سائنس اور سیاست پر جس مذہب والوں کی اجارہ داری ہے وہ عیسائیت ہے۔

احمد اوّاہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محمد بلال خان: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

س: بلال بھائی آپ اپنے بارے میں کچھ بتائیے؟

ج: میرا پہلا نام مسیح تھا، میں ایک عیسائی پریوار (خاندان) سے ہوں، میں نے بی اے سوشیالوجی سے کیا ہے، بچپن سے مجھ کو سماج سیوا کرنے کا شوق تھا، میں نے تین غیر ملکی این جی اوز (NGO) میں پروجیکٹ آفیسر کی پوسٹ پر کام کیا ہے، جو عیسائی این جی اوز تھیں، اور ۲۰۰۸ء میں مجھ کو راجستھان سرکار نے بیسٹ سوشل ورکر کے ایوارڈ سے سمانت (سرفراز) کیا ہے۔

س: معلوم ہوا ہے کہ آپ کے خاندان میں چار پانچ چرچ فادر ہیں، اور آپ کے والد صاحب بھی چرچ فادر تھے، خاندان کے زیادہ تر لوگ بدیسوں میں (بیرون ملک) رہتے ہیں جو عیسائی مشنری میں بڑی بڑی پوسٹوں پر کام کرتے ہیں، اتنے بڑے خاندان سے آپ ہیں، آخر کیا وجہ رہی کہ آپ کو اسلام دین پسند آیا؟

ج: میں چرچ کے بھی کام کرتا تھا لیکن سچ یہ ہے کہ خوش نہیں تھا، میرے دل میں اکثر یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ یسوع مسیح خدا نہیں ہیں، جس نے سنسار (دنیا) کو بنایا ہے وہ خدا ہے، میں فادر سے کہتا تھا کہ یسوع مسیح نے اس سنسار کو نہیں بنایا تو ہم ان کو خدا کیوں کہتے ہیں؟ مجھ کو آپ اس کا جواب دیں، فادر خاموش ہو جاتے تھے جب بھی میں ان سے یہ سوال کرتا تھا۔ میں بائبل کافی پڑھتا تھا، اور سب سے زیادہ میں موسیٰ (علیہ السلام) کو پسند کرتا تھا، میں فادر سے کہتا کہ موسیٰ کس سے باتیں کرتے ہیں وہ کون ہیں، مجھ کو بتاؤ؟ فادر میرے سوالوں کو سن کر مجھ سے کہتے: تم اپنی سماج سیوا کرو، ان سوالوں میں مت الجھو، لیکن جس دن میں فادر سے اس طرح کے سوال کرتا تھا، وہ کئی دن تک پریشان رہتے تھے، ایک دن میں نے سوچا کہ مسلمانوں کا خدا کون ہے؟ کسی مسلمان سے معلومات کی جائے کہ وہ کس کو اپنا خدا مانتے ہیں، ہماری کالونی کے آس پاس کافی مسلم لوگ رہتے ہیں، اور فادر کو اچھی طرح شہر کے بھی بڑے مسلمان جانتے تھے، جب میں ان کے پاس گیا تو انھوں نے مجھ کو یہ تو بتایا کہ خدا ایک ہے، لیکن کسی نے یہ نہیں بتایا کہ اس کو کس طرح مانا جائے اور اس کی عبادت کس طرح کی جائے، کیونکہ مسلم لوگ ڈرتے تھے کہ یہ چرچ فادر کا لڑکا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی کو پتہ چل جائے تو بوال (ہنگامہ) ہو جائے، میں کئی مہینوں تک لوگوں سے ملتا رہا لیکن صحیح بات کسی نے نہیں بتائی۔

س: جب آپ کو کسی مسلمان نے خدا کے بارے میں صحیح نہیں بتایا تو آپ نے پھر کس طرح خدا کی تلاش کی، اس کے بارے میں بتائیے؟

ج: میں نے فیصلہ کیا کہ میں قرآن کو پڑھوں گا اور اس میں دیکھوں گا کہ خدا کون ہے ،شاید جواب مل جائے ، میں ہندی یا انگریزی کا قرآن خریدنے کے لئے ایک مسلم بک کی دوکان پر گیا، دوکان پر ایک ملاجی بیٹھے تھے، جن کی کافی بڑی داڑھی تھی میں نے ان سے عیسائی طریقہ سے سلام کیا اور کہا مجھے ہندی یا انگریزی میں قرآن چاہئے، مجھ کو پڑھنا ہے، میں کوٹ پینٹ پہنے ہوئے اور ٹائی لگائے ہوئے تھا، ملاجی نے پوچھا تم کون ہو اور تمھارا نام کیا ہے، میں نے کہا میں عیسائی ہوں اور مسیح مرا نام ہے، میں اسی شہر کا رہنے والا ہوں، ملاجی نے مجھ کو کافی غور سے دیکھا اور کہا میں آپ کو قرآن نہیں دے سکتا، میں نے کافی منتیں کیں، کہ آپ مجھ کو قرآن دے دو، آپ کو جتنے روپے چاہئے میں دینے کو تیار ہوں، میں نے اپنے پرس میں سے پانچ سو روپے کا نوٹ نکالا اور ملاجی کو دینے لگا، ملاجی نے کہا، یہ قرآن تمھارے لئے نہیں ہے، میں نے ملاجی سے کہا: قرآن کس کی کتاب ہے، ملاجی نے کہا کہ قرآن خدا کی کتاب ہے، میں نے پوچھا کون سے خدا کی، انھوں نے کہا: جس نے دنیا کو بنایا، میں نے کہا اسی خدا کی تو مجھے تلاش ہے، جب اس خدا نے سارے سنسار کو بنایا ہے تو مجھے بھی اسی نے بنایا ہے، وہ میرا بھی خدا ہے، ملاجی نے کہا تم یہیں اور جاؤ، جب ملاجی نے مجھ سے یہ کہا تو میری آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے، ایک عجیب سی بے چینی میرے دل میں ہونے لگی، میں نے اپنے دل میں ارادہ کیا کہ اب میں تین خداؤں کی عبادت نہیں کروں گا، مجھے اسی خدا کو ڈھونڈنا ہے جس نے سنسار کو بنایا ہے چاہے کچھ بھی ہو۔

س: جب آپ کو وہاں قرآن نہیں ملا تو آپ نے کیا کیا؟

⚫: میں آپ کو بتا نہیں سکتا کہ میری کیا حالت تھی میرے سامنے بار بار یہ سوال آتا کہ اس دنیا کو بنانے والا ایک ہے اور تو تین خداؤں کی عبادت کرتا ہے، میں رات کو اپنے کمرے میں سو رہا تھا، اچانک میری آنکھیں کھلیں، میں نے ایک تیز روشنی دیکھی، میں ڈر گیا اور گھٹنوں کے بل سجدہ میں گر گیا، تبھی ایک بزرگ جن کی سفید داڑھی، چہرہ بہت خوب صورت، میں نے کبھی ایسے بزرگ نہیں دیکھے تھے، انھوں نے میرے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا، میں بہت زور سے رونے لگا، میں کبھی اتنا اپنی زندگی میں نہیں رویا، بزرگ نے مجھے تسلی دی اور کہا پریشان مت ہو، نماز قائم کرو، تیرے لئے راستہ بہت لمبا ہے، تو جس کی تلاش میں ہے وہ اللہ اکیلا ہے صرف ایک ہی خدا ہے، میں اور زیادہ رونے لگا سر زمین پر رکھ کر۔ پھر وہ بزرگ غائب ہو گئے میں قریب تین گھنٹہ کے بعد اپنے فادر کے کمرہ میں گیا، فادر سو رہے تھے، رات کے چار بجے تھے، میں نے انھیں اٹھایا، فادر بولے کیا بات ہے تو اتنا پریشان ہے، تیری آنکھیں کیوں سوجی ہیں؟ میں نے فادر سے کہا میں آپ کا بیٹا ہوں، مجھ کو ایک سچ آپ سے پوچھنا ہے، فادر بولے پوچھ، میں نے کہا اس دنیا کو تین خداؤں نے مل کر بنایا ہے، کیا ہم صحیح ہیں جو تین خداؤں کی عبادت کرتے ہیں؟ اور ان تین خداؤں میں سب سے بڑا خدا کون سا ہے، فادر میرے ان تین سوالوں کو سن کر خاموش رہے، کہنے لگے، مارننگ میں بات کریں گے، صبح اٹھ کر میں اپنی کالونی کے پاس والی مسجد میں گیا وہاں پر میں نے ایک بھائی سے کہا کہ مجھے مسلمان بننا ہے، میں کیا کروں؟ اس نے کہا آپ کو اسلام کو سمجھنا ہوگا، میں نے کہا سمجھا دو، اس نے کہا میں نہیں سمجھا سکتا، میں اور زیادہ پریشان ہو گیا، کہ اب کیا کروں، میں نے اس بھائی سے پوچھا کہ مجھ کو ہندی یا انگریزی میں قرآن کہاں ملے گا مجھے چاہئے، کیوں کہ یہاں دوکانوں پر منع کر دیا ہے، اس بھائی نے کہا آپ بلند شہر چلے جاؤ، وہاں ایک میرے جان پہچان کی بک کی دوکان ہے،

آپ کو ہندی میں قرآن مل جائے گا، میں پتہ لے کر اپنی موٹر سائکل سے سیدھا بلند شہر کو نکل پڑا، وہاں پہنچ کر میں نے پتہ معلوم کیا کہ یہ دوکان کہاں ہے، تو آخر کار مجھے دوکان مل گئی، میں نے اپنے دل میں فیصلہ کیا کہ اگر اس دوکان والے نے مجھے قرآن نہیں دیا تو کبھی گھر لوٹ کر نہیں جاؤں گا، اللہ کی تلاش میں نکل جاؤں گا، میں دوکان پر پہنچا، میں نے دوکان والے بھائی سے کہا کہ ہندی یا انگریزی میں قرآن چاہئے؟ دوکان والے نے کہا ضرور ملے گا، مجھ کو بہت خوشی ہوئی جب دوکان والے نے یہ کہا، انھوں نے مجھ کو **120/=** روپے میں قرآن دیا، میں نے پوچھا اس کو کیسے پڑھنا ہے، انھوں نے مجھے پاکی ناپاکی کے بارے میں بتایا، اور وضو کے بارے میں بتایا کہ اس طرح کرکے پڑھنا ہے، میں قرآن کو لے کر اتنا خوش ہوا کہ میں نے جیسے ہی قرآن کو اپنے ہاتھوں میں لیا، میرے پورے شریر (جسم) میں بجلی سی دوڑ گئی، جب بھی میں یہ سوچتا کہ اب مجھے خدا مل جائے گا، میرے پورے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے، اور ایسے لگتا جیسے کوئی اندر سے میری صفائی کر رہا ہے، میں قرآن لے کر میرٹھ کو روانہ ہو گیا اور گھر پہنچ گیا۔

س: آپ کو اتنی پریشانی اٹھانے کے بعد قرآن مل گیا تو پھر آپ نے کیا کیا اور کیسے کیا؟

ج: میں آپ سے کیسے بیان کروں کہ جب میں قرآن کو پڑھتا روتا رہتا، ایک ہفتہ میں میں نے پورا قرآن رو رو کر پڑھ لیا، میرا دل کانپ اٹھتا کہ میں ایک اللہ کو چھوڑ کر ۲۴ رسال تک تین خداؤں کی عبادت کرتا رہا، کتنا بڑا گناہ گار ہوں۔

س: جب آپ نے قرآن کو پڑھا تو آپ نے قرآن میں کیا پایا، اور آگے کیا کرنے کا ارادہ کیا؟

ج: میں نے جب پورا قرآن پڑھا تو جن سوالوں کا جواب مجھے چاہئے تھا ان کا

جواب قرآن میں مجھے ملا، کہ پوری دنیا کو ایک اللہ نے بنایا ہے، جب میں نے سورہ مریم کو پڑھا، تو یسوع خدا نہیں ہیں، اس کا جواب مل گیا، جس کا جواب میرے فادر مجھے نہیں دیتے تھے۔

س: آپ سچائی کو جان گئے کہ اللہ ایک ہے، پھر آپ نے کس طریقے سے اپنی زندگی کو گذارنے کا فیصلہ کیا؟

ج: میں نے ارادہ کیا کہ اب چاہے کچھ بھی ہو، میں قرآن کے انوسار (مطابق) اپنی زندگی گذاروں گا اور ایک اچھا مسلمان بن کر زندگی جیوں گا۔

س: آپ نے قرآن پڑھا، آپ کے سارے سوالوں کے جواب آپ کو مل گئے، آپ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیسا لگا؟

ج: قرآن میں اللہ نے بیان فرمایا کہ آپ کو ساری دنیا کا رسول بنا کے بھیجا ہے ساری قوموں کے لئے، جہاں تک میری سوچ ہے، کہ کسی بھی نبی کو اتنا نہیں ستایا گیا جتنا آپ کو ستایا گیا۔

س: آپ اتنا سب کچھ جان گئے، آپ کو کسی نے دعوت بھی نہیں دی کہ تم مسلمان بن جاؤ، پھر آپ نے کیسے اسلام قبول کیا؟

ج: میں ایک مسلم بھائی کے پاس گیا، میں نے کہا بھائی مجھے اسلام قبول کرنا ہے، کیسے کرتے ہیں، مجھے نماز پڑھنی ہے جلدی بتاؤ، مجھے کیا کرنا ہے؟ اس بھائی نے مجھے کلمہ لکھ کر دیا اور کہا کہ اپنے گھر جا کر اس کو پڑھنا، اس کو کسی کو دکھانا نہیں، میں گھر چلا گیا، اور لکھے ہوئے کلمہ کو پوری رات رو رو کر پڑھتا رہا، صبح کو جیسے ہی اذان کی آواز آئی میں نے اپنے گھر میں وضو کیا اور مسجد کی طرف بھاگا، مسجد میں اندر گھسا، تو لوگ مجھے دیکھ کر چونک گئے آپس میں کہنے لگے، یہ تو چرچ فادر کا لڑکا ہے یہ کیا کر رہا ہے، مسجد میں میں نے

جماعت کے ساتھ نماز پڑھی، میری آنکھوں سے آنسو رک نہیں رہے تھے، میرے سر پر مسجد سے لی ہوئی ٹوپی تھی، میں ٹوپی لگائے ہوئے مسجد سے باہر آ گیا، تو مجھے ہماری اس کالونی کے کچھ عیسائیوں نے دیکھ لیا اور جا کر فادر کو بتایا کہ آپ کا بیٹا مسلمان بن گیا ہے مسجد میں نماز پڑھتا ہے، یہ بات سارے عیسائیوں میں پھیل گئی، گھر پہنچا تو فادر بولے تم کہاں گئے تھے، میں نے صاف کہہ دیا میں نماز پڑھنے گیا تھا، میں نے فادر سے کہا، (آپ ہی تو کہتے ہیں) اگر سچائی تمھارے سامنے آجائے تو اس کا انکار نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اس کا اقرار ہونا چاہئے اگر تم جان جاؤ کہ یہی سچ ہے (آپ ہی تو کہتے ہیں) میں نے کہا آپ ہی کے دچار (فکر) کو پورا کر رہا ہوں، جو آپ نے مجھے سکھایا ہے، فادر ہنستے ہوئے مجھ کو اپنے ساتھ ناشتہ کی ٹیبل پر لے گئے اور کچھ نہیں بولے، خاموشی کے ساتھ سوچتے رہے۔

س: جب آپ نے نماز شروع کر دی تو آپ کے خاندان والوں نے آپ کے ساتھ کس طرح کا سلوک کیا، ذرا بتائیے؟

ج: جب میں نے نماز پڑھنی شروع کی، کافی دن تک صرف فادر کو پتہ تھا کہ میں روزانہ نماز پڑھتا ہوں اور کسی کو نہیں پتہ تھا، جیسے ہی پریوار کے سبھی لوگوں کو پتہ چلا، تو سبھی میرے خلاف ہو گئے، سبھی رشتہ دار اکٹھا ہو گئے، میٹنگ کی کہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے، سبھی نے فیصلہ کیا کہ اگر یہ واپس آئے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو گھر میں نہیں رکھا جائے گا، کچھ دن کے بعد پھر سبھی رشتہ دار اکھٹا ہوئے مجھ کو بلایا، پوچھا تمھارا کیا فیصلہ ہے؟ میں نے کہا میں یہی کروں گا جو کر رہا ہوں، اتنا کہنا تھا کہ سبھی نے مجھ کو گھر سے دھکا دے کر باہر نکال دیا، چاروں طرف لوگوں کی بھیڑ جمع ہو گئی، فادر کو بہنوں نے ان کے کمرہ میں بند کر دیا اور میں گھر کے باہر کھڑا تھا، تبھی میرے تینوں بہنوئی اور دو لوگوں

نے مجھ کو لات گھونسوں سے مارنا پیٹنا شروع کیا، مجھ کو قریب تین گھنٹہ تک خوب پیٹا، پیٹ کر میرا برا حال کر دیا، آس پاس کافی بھیڑ اس منظر کو دیکھ رہی تھی، مجھ کو مارتے پیٹتے کالونی سے باہر نکال دیا گیا، میرا پورا جسم سوج گیا تھا میرا منھ خون سے بھر گیا تھا، چہرے پر گھونسے چانٹے لگنے کی وجہ سے مجھ کو صحیح سے دکھائی نہیں دے رہا تھا، میری بہت بری حالت کر دی گئی تھی، میں بیان نہیں کر سکتا، میرے دل میں سوال آیا کہ جس دین کو پھیلانے والے نبی ﷺ نے اتنی قربانی دی ہو وہ کیا منظر ہوگا، اب مسیح تو بھی تیار ہو جا، اس دین کی خاطر اپنے آپ کو قربان کرنے کے لئے۔

س: آپ کے ساتھ اتنا سب کچھ ہوا، آپ نے اپنے خاندان والوں کے ساتھ کچھ کیا؟

ج: میرے خاندان والوں نے جو میرے ساتھ کیا وہ میں نے معاف کر دیا، اور جن لوگوں نے مجھ کو مارا پیٹا ان سبھی کے لئے دعا کرتا ہوں کیونکہ میرے ساتھ تو کچھ بھی نہیں ہوا جتنا آپ ﷺ کے ساتھ ہوا، میں اپنے آپ کو خوش نصیب مانتا ہوں کہ اس دین کی خاطر میں نے تھوڑی سی مار کھائی۔

س: اب آپ کہاں اور کس کے ساتھ رہتے ہیں

ج: جی ہاں، بہت اچھا سوال آپ نے پوچھا، جب میرا گھر سے بائیکاٹ ہو گیا تو کچھ لوگ کہنے لگے کہ ایک مولانا کلیم صدیقی صاحب ہیں پھلت میں کھتولی کے پاس میں، تم وہاں چلے جاؤ، ہم آپ کو ان کا فون نمبر دیں گے آپ ان سے بات کر لینا، ایک دن رات کو قریب ۱۱ بجے میں نے حضرت مولانا کو فون ملایا، حضرت سے بات ہوئی حضرت نے کہا بیٹے تم صبح کو پھلت پہنچو، میں کل تم سے ملاقات کروں گا، ابھی میں سفر میں ہوں، اگلے دن میں کھتولی پہنچا اور حضرت نے مجھے کلمہ ٹھیک سے پڑھوایا اور اب میں

حضرت کے دعوہ سنٹر دہلی میں رہتا ہوں۔

س: آپ دہلی میں سنٹر میں کیا کرتے ہیں؟

ج: میں سنٹر سے تین دن کی جماعت دعوتی کیمپ لے کر جگہ جگہ جاتا ہوں، جس میں ہم اپنے مسلم بھائیوں کو قرآن و حدیث کی روشنی میں دعوت کی ٹریننگ دیتے ہیں، جس میں مولانا دلشاد، حافظ ابرار احمد، الطاف ہوتے ہیں، دعوتی درس دے کر جو لوگ درس میں موجود ہوتے ہیں انھیں فیلڈ ورک میں پارکوں وغیرہ میں جا کر عملی طور سے دکھایا جاتا ہے کہ کیسے دعوت دیتے ہیں۔

س: سنا ہے کہ آپ کے اوپر تین بار گولی چلائی گئی، اور آپ کو مروانے کے لئے دو لاکھ روپئے کی آپ کی سپاری بھی دی جا چکی ہے، آپ کو ڈر نہیں لگتا کہ آپ کا خاندان آپ کو مروا دینا چاہتا ہے۔

ج: اصل میں احمد بھائی، میرے خاندان والوں کے لئے میرا اسلام لانا ناک کا مسئلہ بنا ہوا ہے، وہ بار بار پادریوں اور مذہبی رہنماؤں کو اکھٹا کرتے ہیں اور مجھے بلاتے ہیں، حضرت نے فرما رکھا ہے کہ دعوت کی نیت سے داعی مخالف سے مخالف ماحول میں جا سکتا ہے، میں جاتا ہوں، مگر ان کے پاس حق ہے نہیں، میں بالکل اندر کی بات بتا رہا ہوں، میں ایسے خاندان کا فرد ہوں جو مذہبی ذمہ دار عیسائیوں کا گھرانہ ہے، میرے خاندان میں اور عزیزوں میں بہت سے لوگ بڑے بڑے عہدوں پر چرچ میں فادر اور پادری ہیں، بس باپ داداؤں سے چلے آئے مذہب پر دھاندلی میں عیسائی ہیں، ورنہ وہ خود عیسائیت کی طرف سے شک میں ہیں، اس لئے دس دس پادریوں کے درمیان مجھے بلایا جاتا ہے، دوبار انگلینڈ اور جاپان سے آئے پادریوں نے مجھے واپس اسلام سے عیسائی بنانے کی کوشش کی، وہ سوال کرتے ہیں، میرے جواب کے بعد لاجواب ہو جاتے

ہیں، اور جب میں صرف با تعقل سے سوال کرتا ہوں، تو بڑوں بڑوں سے جواب نہیں بنتا، ناچار وہ بس جان کی دشمنی پر اتر آتے ہیں، ابھی پچھلے دنوں ایسی ایک میٹنگ ہوئی، وہ لوگ اتنے سارے تھے میں اکیلا، مگر اللہ کا شکر ہے کہ میرے پاس حق تھا، حق کے سامنے باطل کہاں جمنے والا تھا جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔

میں نے آکر پوری کارگذاری حضرت کو سنائی حضرت نے مجھ سے کہا آپ کی کارگذاری سے ایسا لگا کہ آپ وہاں ہار جیت کی بازی سمجھ کر گئے تھے، اس لئے تو ان کی بارے خوش ہو کر اپنی کامیابی سمجھ رہے ہیں، داعی کی شان تو یہ ہے کہ اپنی ہزار بار ہار کے بعد اگر مدعو کفر و شرک سے نکل کر ایمان کے سایہ میں آجائے تو یہ سب سے بڑی کامیابی ہے، اور مدعو پر ہزار بار جیت کے باوجود اگر مدعو کلمہ نہ پڑھے تو داعی کی ہار ہے، حضرت نے فرمایا کہ ایسا لگتا ہے کہ آپ خیر خواہی اور دردمندی کے جذبہ سے وہاں نہیں جاتے ہیں، واقعی مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا، اس کے بعد میری ایک دو رشتہ داروں سے ملاقات ہوئی، دونوں ذمہ دار تھے میں نے دردمندی سے رو رو کر ان سے بات کی، ان میں سے ایک نے کلمہ پڑھ لیا، اور دوسرے نے بھی ہمدردی اور جذبہ کی قدر کی، احمد بھائی واقعی ہر کام کا ایک ڈھنگ اور فن ہوتا ہے، جو آدمی اس کام اور لائن کے کامیاب ماہرین اور فن کاروں سے سیکھتا ہے جنھوں نے اس فن اور لائن میں کامیاب تاریخ بنائی، دعوت بھی ایک کام ہے اس کا بھی ایک فن ہے، جس کو داعیوں کی سردار جماعت انبیاء علیہم السلام اور ان انبیاء کے سرتاج رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھنے کی ضرورت ہے، وہ سراسر رحمت بن کر دعوت دیتے تھے اور ہار جیت کا تصور بھی آپ کو نہیں آتا تھا اور مشفق طبیب کی طرح اپنے مدعو کے دل و دماغ کے علاج کے لئے تڑپتے تھے، ہمیں بھی یہی طریقہ کار اپنانا چاہئے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہمیں ہمارے حضرت کی نگرانی اور سربراہی میں یہ بات

سیکھنے کو ملی۔

س: پتہ چلا ہے کہ آپ ہر پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے ہیں، اور تہجد کی نماز آپ کبھی نہیں چھوڑتے، جب یہ عمل آپ کرتے ہیں تو آپ کو کیسا لگتا ہے؟

ج: جہاں تک روزے اور تہجد کی نماز کا سوال ہے، میں آپ کو بتلاؤں کہ میرا کام دعوت کا ہے، اور دعوت ایک نمبر کا کام ہے، دنیا میں سب سے بڑا اور سب سے اچھا کام دعوت ہی ہے، تو اپنی دعوت کو اور اچھی طرح ان لوگوں تک پہنچا سکوں جن کا حق ہے، اس کے لئے میں یہ دونوں عمل کرتا ہوں، کہ اللہ کا پیغام نبی کا طریقہ سب تک پہنچ جائے، میں کون ہوں، اللہ رات کو اٹھاتا اور وہی روزے رکھنے کی طاقت دیتا ہے۔

س: بلال بھائی ارمغان کے قارئین کو کوئی پیغام دیجئے؟

ج: ہمارا اس پر ایمان ہے کہ اسلام اور صرف اسلام ہی دین حق ہے، اور وہ حق ہمارے پاس ہے، اور ساری دنیا کے لوگوں کے پاس باطل اور صرف باطل ہے، علم سائنس اور سیاست پر جس مذہب والوں کی اجارہ داری ہے وہ عیسائیت ہے، بالکل اندر کی بات کہہ رہا ہوں اپنے مذہب پر اور اپنے عقیدہ پر یقین کے سلسلہ میں وہ قوم بالکل کنگال ہے، تو پھر دوسرے مذاہب کا کیا حال ہوگا، ہم حق والوں کو ہرگز ہرگز ان سے مرعوب نہیں ہونا چاہئے بلکہ ان کو دیوالیہ سمجھ کر ان پر ترس کھانا چاہئے، اور اپنے مسلمان ہونے پر ناز اور رشک کرنا چاہئے، اور اللہ کی دی ہوئی اس دولت ایمان کو ساری انسانیت کو بانٹنے کی دردمندی کے ساتھ فکر کرنا چاہئے۔

مستفاد از ماہنامہ ''ارمغان'' ماہ اکتوبر ۲۰۱۳ء

(۱۲۸)

اعجازِ قرآن نے مجھے مسلمان بنادیا

ایک فرانسیسی موسیقار کے قبول اسلام کی دلچسپ روداد

اقتباس

ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ چند سیکنڈ میں ششں وپنج کے بعد، بالکل اچانک اور یکایک میرے ذہن میں ایک پرانی بات اللہ تعالیٰ نے ڈالی کہ میں اپنے بچپن میں جب مکتب میں قرآن مجید پڑھا کرتا تھا، تو میرے معلم نے مجھے بتایا تھا کہ افواجا پر وقف نہیں کرنا چاہئے بلکہ افواجا کو بعد کے لفظ سے ملا کر پڑھا جائے۔

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے خود براہ راست مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا تھا کہ ۱۹۵۷ء تا ۱۹۵۸ء میں ایک ایسا شخص ان کے پاس آیا جسے وہ کبھی فراموش نہ کرسکے، ان کی زندگی کا یہ معمول تھا کہ ہر روز دو چار لوگ ان کے پاس آتے اور اسلام قبول کرتے تھے۔

وہ بھی ایسا ہی دن تھا، کہ ایک صاحب آئے اور کہا میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں، ڈاکٹر صاحب نے حسب عادت ان کو کلمہ پڑھوایا اور اسلام کا مختصر تعارف ان کے سامنے پیش کردیا، اپنی بعض کتابیں انھیں دے دیں، ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ جب بھی کوئی شخص ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتا تھا وہ ضرور اس سے پوچھا کرتے کہ اسے اسلام کی کس چیز نے متاثر کیا؟

۱۹۴۸ء سے ۱۹۹۶ء تک ڈاکٹر صاحب کے دست مبارک پر اوسطاً دو افراد روزانہ اسلام قبول کیا کرتے تھے، عموماً لوگ اسلام کے بارے میں اپنے جو تاثرات بیان

کرکے وہ ملتے جلتے ہوتے تھے، ان میں نسبتاً زیادہ اہم اور نئی باتوں کو ڈاکٹر صاحب اپنے پاس قلم بند کرلیا کرتے تھے، اس شخص نے جو بات بتائی وہ ڈاکٹر صاحب کے بقول بڑی عجیب وغریب اور منفرد نوعیت کی تھی اور میرے لئے بھی بے حد حیرت انگیز تھی۔

اس نے جو کچھ کہا اس کے بارے میں ڈاکٹر صاحب کا ارشاد تھا کہ میں اسے بالکل نہیں سمجھا اور میں اس کے بارے میں کوئی فنی رائے نہیں دے سکتا، اس شخص نے بتایا: میرا نام ژاک ژبلیر ہے، میں فرانسیسی بولنے والی دنیا کا سب سے بڑا موسیقار ہوں، میرے بنائے اور گائے ہوئے گانے اور ریکارڈ فرانسیسی زبان بولنے والی دنیا میں بہت مقبول ہیں۔

آج سے چند روز قبل مجھے ایک عرب سفیر کے یہاں کھانے کی دعوت میں جانے کا موقع ملا جب میں وہاں پہنچا، تو سب لوگ جمع ہو چکے تھے اور نہایت خاموشی سے ایک خاص انداز کی موسیقی سن رہے تھے، جب میں نے وہ موسیقی سنی تو مجھے ایسا لگا جیسے یہ موسیقی کی دنیا میں بہت ہی اونچی چیز ہے جو یہ لوگ سن رہے ہیں۔

میں نے خود آوازوں کی دھنیں اور ان کا جونشیب و فراز ایجاد کیا ہے، یہ موسیقی اس سے بھی بہت آگے ہے، بلکہ موسیقی کی اس سطح تک پہنچنے کے لئے ابھی دنیا کو بہت وقت درکار ہے، میں حیران تھا کہ آخر یہ کس شخص کی ایجاد کردہ موسیقی ہو سکتی ہے اور اس کی دھنیں آخر کس نے ترتیب دی ہیں، جب میں نے یہ معلوم کرنا چاہا کہ یہ دھنیں کس نے بنائی ہیں، تو کسی نے مجھے اشارہ سے خاموش کردیا لیکن تھوڑی دیر بعد پھر مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے پھر یہی بات پوچھی لیکن وہاں موجود حاضرین نے مجھے پھر خاموش کردیا، ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں اس گفتگو کے دوران میں، وہ فن موسیقی کی کچھ اصطلاحات بھی استعمال کررہا تھا جس سے میں واقف نہیں، کیونکہ فن موسیقی میرا میدان نہیں۔

قصہ مختصر جب وہ موسیقی ختم ہوگئی اور وہ آواز بند ہوگئی تو پھر اس نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ سب کیا تھا؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ موسیقی نہیں تھی، بلکہ یہ قرآن مجید کی تلاوت ہے، اور فلاں قاری کی تلاوت ہے، موسیقار نے کہا یقیناً یہ کسی قاری کی تلاوت ہوگی اور یہ قرآن ہوگا، مگر اس کی یہ موسیقی کس نے ترتیب دی ہے، اور یہ دھنیں کس کی بنائی ہوئی ہیں، وہاں موجود مسلمان حاضرین نے بیک زبان وضاحت کی، کہ نہ یہ دھنیں کسی کی بنائی ہوئی ہیں اور نہ ہی یہ قاری صاحب موسیقی کی ابجد سے واقف ہیں۔

اس موسیقار نے جواب میں کہا: یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ یہ دھنیں کسی کی بنائی ہوئی نہ ہوں، لیکن اسے یقین دلایا گیا کہ قرآن مجید کا کسی دھن سے یا فن موسیقی سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا، یہ فن تجوید ہے، اور ایک بالکل الگ چیز ہے، اس نے پھر یہ پوچھا: اچھا پھر مجھے یہ بتاؤ کہ تجوید اور قرآت کا فن کب ایجاد ہوا؟ اس پر لوگوں نے بتایا کہ یہ فن تو چودہ سو سال سے چلا آرہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جب لوگوں کو قرآن مجید عطا فرمایا تھا تو فن تجوید کے اصولوں کے ساتھ ہی عطا فرمایا تھا، اس پر موسیقار نے کہا اگر محمد ﷺ نے اپنے لوگوں کو قرآن مجید اسی طرح سکھایا ہے جیسا کہ میں نے ابھی سنا ہے تو بلاشبہ یہ اللہ کی کتاب ہے، اس لئے کہ فن موسیقی کے جو قواعد وضوابط اس طرز قرآت میں نظر آئے ہیں وہ اتنے اعلیٰ وارفع ہیں کہ دنیا ابھی وہاں تک نہیں پہنچی۔

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں اس بات کو سمجھنے سے قاصر تھا، کہ وہ کیا کہہ رہا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ بعد میں، میں نے اور بھی قراء کی تلاوت میں قرآن سنا، مسجد میں جا کر سنا، اور مختلف لوگوں سے پڑھوا کر سنا اور مجھے یقین ہوگیا کہ یہ اللہ کی کتاب ہے۔ اور اگر یہ اللہ کی کتاب ہے تو اس کے لانے والے یقیناً اللہ کے رسول تھے، اس

لئے آپ مجھے مسلمان کرلیں۔

ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اسے مسلمان کرلیا، لیکن میں نہیں جانتا کہ وہ جو کچھ رہا تھا وہ کس حد تک درست تھا، اس لئے کہ میں اس فن کا آدمی نہیں، ڈاکٹر صاحب نے ایک الجزائری مسلمان کو جو پیرس میں زیر تعلیم تھا، اس نئے موسیقار مسلمان کی دینی تعلیم کے لئے مقرر کردیا، ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں: تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد دونوں میرے پاس آئے اور کچھ پریشان سے معلوم ہوتے تھے، الجزائری معلم نے مجھے بتایا کہ یہ نو مسلم قرآن مجید کے بارے میں کچھ ایسے شکوک کا اظہار کررہا ہے جن کا میرے پاس کوئی جواب نہیں۔

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ جس بنیاد پر یہ شخص ایمان لایا تھا وہ میری سمجھ میں نہیں آئی تھی، اب اس کے شکوہ کا میں کیا جواب دوں گا اور کیسے دوں گا؟ لیکن اللہ کا نام لے کر پوچھا کہ بتاؤ تمھیں کیا شک ہے؟ اس نو مسلم نے کہا کہ آپ نے مجھے بتایا تھا، اور کتابوں میں بھی میں نے پڑھا ہے کہ قرآن مجید آج بھی بعینہ اسی شکل میں موجود ہے جس شکل میں اس کے لانے والے پیغمبر ﷺ نے اسے صحابہ کرام کے سپرد کیا تھا، ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا واقعی ایسا ہی ہے، اب اس نے کہا کہ ان صاحب نے مجھے اب تک جتنا قرآن مجید پڑھایا ہے، اس میں ایک جگہ کے بارے میں مجھے لگتا ہے کہ اس میں کوئی نہ کوئی چیز ضرور حذف ہوگئی ہے۔

اس نے بتایا کہ انھوں نے سورہ نصر پڑھائی اور اس میں **أَفْوَاجًا** اور **فَسَبِّحْ** کے درمیان خلا ہے، جس طرح انھوں نے مجھے پڑھایا ہے وہاں **أَفْوَاجًا** پر وقف کیا گیا ہے، وقف کرنے سے وہاں سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے، جو نہیں ٹوٹنا چاہئے، جب کہ میرا فن کہتا ہے کہ یہاں خلا نہیں ہونا چاہئے، ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میرے تو پیروں تلے

سے زمین نکل گئی اور کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ اس شبہ کا کیا جواب دیں اور کس طرح مطمئن کریں، کہتے ہیں میں نے فوراً دنیائے اسلام پر نگاہ دوڑائی تو کوئی ایک فرد ایسا نہیں نظر آیا جو فن موسیقی سے بھی واقفیت رکھتا ہو اور تجوید بھی جانتا ہو۔

ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ چند سیکنڈ میں کشش و پیچ کے بعد، بالکل اچانک اور یکا یک میرے ذہن میں ایک پرانی بات اللہ تعالیٰ نے ڈالی کہ میں اپنے بچپن میں جب مکتب میں قرآن مجید پڑھا کرتا تھا، تو میرے معلم نے مجھے بتایا تھا کہ **اَفْوَاجًا** جا پر وقف نہیں کرنا چاہئے بلکہ افواجا کو بعد کے لفظ سے ملا کر پڑھا جائے، ایک مرتبہ میں نے افواجا پر وقف کیا تھا تو اس پر انھوں نے سزا دی تھی، اور سختی سے تاکید کی تھی کہ افواجا کو آگے والے لفظ سے ملا کر پڑھا کریں۔

میں نے سوچا کہ اس سے شاید اس کا شبہ دور ہو جائے، اور اطمینان ہو جائے، میں نے اسے بتایا آپ کو جو پڑھانے والے ہیں وہ تجوید کے اتنے ماہر نہیں ہیں، دراصل یہاں اس لفظ کو غنہ کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے گا، **اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ** ڈاکٹر صاحب کا اتنا کہنا تھا کہ وہ خوشی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا اور انھیں گود میں لے کر کمرہ میں ناچنے لگا اور کہنے لگا کہ واقعی ایسا ہی ہونا چاہئے۔

یہ سن کر اس کو میں نے دوسرے قاری کے سپرد کر دیا، جس شخص نے اس شخص کو پورے قرآن پاک کی تعلیم دی، وہ وقتاً فوقتاً مجھ سے ملتا تھا اور سر دھنتا تھا کہ واقعی یہ اللہ کی کتاب ہے، ژاک ژیلیبر بہت اچھا مسلمان ثابت ہوا اور ایک کامیاب زندگی گذار کر ۱۹۷۰ء کے لگ بھگ اس کا انتقال ہو گیا۔

(بشکریہ ماہنامہ ذکری جدید، ستمبر ۲۰۱۳ء)

اللہ اپنے دشمنوں کو بھی ہدایت دیتا ہے، یہ کم اللہ کی قدرت!
ہالینڈ کے رکن پارلیمنٹ ارنوڈ وان ڈورن مشرف بہ اسلام

اللہ رب العزت کی شان کریمی ہر حال میں اور کئی روپ میں جھلکتی نظر آتی ہے جس کی ایک بہترین مثال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک گستاخ اسلام ہالینڈ کے سخت گیر مسلم دشمن سیاست داں گریٹ وائلڈرس کے قریبی ساتھی اور اس کی پارٹی کے اہم لیڈر ارنوڈ وان ڈورن کو ایمان سے سرفراز کردیا، جو شخص کل تک اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہر افشانی کیا کرتا تھا آج وہی حلقہ بگوش اسلام ہو گیا ہے، اور اس نے مدینہ منورہ میں روضہ اقدس پر حاضری دیتے ہوئے سایہ رحمت تلاش کرلیا ہے، ارنوڈ وان ڈورن نے گستاخ وائلڈرس کی فلم میں کام کرنے پر بارگاہ خداوندی میں اپنے گناہوں کی معافی طلب کی اور توبہ و استغفار کیا، ڈورن بھی فریڈم پارٹی کے ان لیڈروں میں شامل تھا جنھوں نے اسلام کے خلاف گستاخانہ فلم ''فتنہ'' تیار کی تھی۔

ڈورن نے مشرف باسلام ہونے سے قبل دین اسلام کے علاوہ پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفی ﷺ کی سیرت طیبہ کے بارے میں تفصیلی مطالعہ کیا تھا، ڈورن نے کہا کہ گستاخ فلم کے خلاف ساری دنیا میں غم وغصہ کی لہر نے انھیں محسن انسانیت حضرت محمد مصطفی ﷺ حیات مبارکہ کے بارے میں وسیع تر مطالعہ کرنے پر مجبور کردیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سیرت طیبہ سے متاثر ہوکر مشرف باسلام ہو گئے ہیں، اسلام کے بارے میں تجسس نے ڈورن کو مسجد نبوی کے دو ائمہ کرام شیخ علی الحذیفی، اور صالح البدر سے ملنے کا موقع فراہم کیا اور کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد مکہ مکرمہ پہنچ کر انھوں نے عمرہ ادا کیا۔

اسلام قبول کرنے کے بعد انھیں ایک اچھے مسلمان کی حیثیت سے زندگی بسر

کرنے کے لئے رہنمائی کی گئی، اور نصیحت کی گئی، کہ مغربی ممالک میں اسلام کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈہ اور دیگر چیلنجوں کا موثر سامان کریں، ڈرون ہالینڈ کے رکن پارلیمنٹ ہیں، اور دی ہیگ سٹی کونسل کے رکن اعلیٰ بھی ہیں، انھوں نے ٹوئیٹر پر اسلام قبول کرنے کے فیصلہ کا اعلان کیا، انھوں نے عربی زبان میں بھی ایک پیغام روانہ کیا جس میں لکھا گیا ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں) ابتدا میں کئی افراد نے اس خبر کو محض ایک مذاق یا لطیفہ سمجھا کیونکہ وہ ماضی میں اسلام کے خلاف نفرت پھیلانے میں کافی بدنام ہوئے تھے، اسلام اور پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے وہ ایک سرگرم حامی اور مداح تھے، انھوں نے کئی مرتبہ اسلام کے خلاف گستاخانہ بیانات کی کھلے عام حمایت کی تھی، اتنا ہی نہیں بلکہ وہ شخصی طور پر بھی ایسی سرگرمیوں میں شامل ہوا کرتے تھے۔

مستفاد از ماہنامہ ''ارمغان'' ماہ نومبر ۲۰۱۳ء

۱۲۹

اے لوگو!

تمہارا رب اور تمہارا باپ ایک ہے۔

بھائی سہیل احمد (سشیل کمار) سے ایک ملاقات

اقتباس

بالکل یہی! سب ایک ماں ایک باپ کی اولاد ہیں، حضرت نے فرمایا تینوں ہمارے حقیقی بھائی مرے، تینوں ہمارے تھے، حافظ صاحب کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور بولے ہاں واقعی ہماری غلطی تھی، تینوں ہمارے ہی مرے، وہ بھی تو ہمارے ہی تھے۔ چائے ختم ہوگئی سب لوگ نماز کے لئے چلے گئے۔ (اس کی تفصیل آگے انٹرویو میں ہے)

احمد اوّاہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سہیل احمد: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

س: ماشاء اللہ بڑی تجوید کے ساتھ سلام کا جواب دیا؟

ج: مولانا احمد صاحب! اللہ کا کرم ہے کہ میں جس جماعت میں وقت لگا کر آیا، اس کے امیر ایک قاری صاحب تھے، جو ہردوئی سے پڑھے ہوئے تھے، انھوں نے جماعت کی ساری ترتیب کے ساتھ پوری جماعت کو تجوید کے ساتھ چالیس روز میں قاعدہ پڑھا دیا، اور پنجاب کے پچاس سال کے لوگوں کی زبان سدھار دی انھوں نے۔

س: چالیس روز میں پورا قاعدہ پڑھا دیا انھوں نے؟

ج: ہاں مولانا احمد صاحب! وہ وقت کی بڑی قدر کرتے تھے، ہر چیز پابندی سے کرتے تھے، اس بات پر زور دیتے تھے کہ میدان محشر میں انسان سے سب سے پہلے زندگی کی گھڑیوں کا سوال ہوگا، اور جس کسی کو، کسی چیز کے حساب کتاب دینے کی فکر ہوتی ہے وہ بہت احتیاط سے اس کو خرچ کرتا ہے، کہتے تھے میں تو دین دار صرف اس کو سمجھتا ہوں جس کی زندگی میں حساب کتاب دینے کی فکر ظاہر ہو، اور حساب کتاب دینے کے خیال میں زندگی کی گھڑیوں کا، ٹائم کا حساب سب سے پہلے لیا جائے گا، اور جو چاہتا ہو کہ اپنی چھوٹی سی زندگی کو اس طرح گذارے کہ حساب کتاب دے سکے اس کو دن رات کا ٹائم ٹیبل بنا کر سیکنڈوں کے حساب سے اس کی پابندی کرنا چاہئے، وہ پورے چلہ میں اس پر زور دیتے رہے اور پھر اس پر ان کا عمل بھی تھا، کہتے تھے کہ ٹائم ٹیبل بنا کر زندگی گذارنے سے وقت میں بڑی برکت ہوتی ہے، امیر صاحب یہ بھی کہتے تھے جس کو وقت کی قدر نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو آخرت میں حساب دینے کا یقین نہیں ہے اور اس کا ایمان معتبر نہیں۔

س: امیر صاحب کہاں کے رہنے والے تھے، ان سے تو ملنے کا شوق پیدا ہو گیا ہے، سہیل بھائی؟

ج: وہ سیتا پور ضلع کے تھے، وہ خود بھی حضرت سے اور آپ سے ملنے کا بہت شوق رکھتے تھے، انشاء اللہ بہت جلد پھلت بھی آئیں گے۔

س: آپ کا چلہ کہاں لگا اور جماعت کہاں کی تھی؟

ج: ہمارا وقت گجرات ضلع بھروچ میں لگا، ہم دو نومسلم تھے، چار ساتھی جے پور کے، تین سیتا پور کے اور دو ساتھی میرٹھ کے تھے۔

س: آپ کے علاوہ دوسرے نومسلم کہاں کے تھے؟

ج: وہ چھتیس گڑھ کے رائے پور شہر کے پاس کے تھے۔

س: آپ سے ابی نے یہ نہیں بتایا کہ آپ نو مسلم نہیں ہیں، آپ تو پیدائشی مسلمان ہیں اس لئے کہ ہر بچہ اسلامی فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔

ج: ابی سے تو میری زیادہ ملاقات نہیں ہوئی، ہاں نسیم ہدایت کے جھونکے کتاب میں، جگہ جگہ میں نے یہ پڑھا ہے، اور بات واقعی سچی یہی ہے، کہ ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے، تبھی تو ۲۸ رسال کفر میں رہنے کے بعد چالیس پینتالیس روز کی اسلام کی زندگی میں مجھے بالکل ایسا نہیں لگتا کہ ہم نے کوئی نیا دین لیا ہے، بلکہ ایسا لگتا ہے جیسے گھر سے بھٹکا اور کھویا ہوا اپنے گھر آ گیا ہوں، بالکل بھی بے گانگی نہیں لگ رہی ہے، اور تو اور بچپن سے کبھی گوشت چھوا بھی نہیں تھا، مگر امیر صاحب نے بتایا کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ گوشت ہمارے کھانوں کا سردار ہے، تو کھانا شروع کیا، اور دو چار روز کے بعد ایسا لگنے لگا کہ جیسے کوئی مریض صحت مند ہو کر معمول کے مطابق کھانا کھانے لگے۔

س: الحمد للہ آپ کا وقت ماشاء اللہ بہت اچھا لگا آپ بڑے خوش قسمت ہیں کہ آپ کو امیر صاحب بہت اچھے ملے، آج کل جماعت میں نکلنے والوں کی تعداد بڑھ گئی ہے، اس لئے اچھے امیر کا ملنا مشکل ہوتا ہے؟

ج: ہاں میرے مالک کا بہت کرم ہے ہمیں امیر صاحب بھی بہت اچھے ملے اور ساتھی بھی، میں مرکز میں دو روز رہا، کارگذاری میں یہ سنتا رہا کہ جماعت میں ساتھیوں میں لڑائی ہو گئی جماعت ٹوٹ گئی، یہ ہو گیا وہ ہو گیا، مگر ہماری جماعت کے ساتھی تو بہت محبت سے ہے۔

س: ماشاء اللہ! براہ کرم اپنا تعارف کرائیے، یعنی خاندانی تعارف کرائیے؟

ج: صحیح پرچے (یعنی تعارف) تو یہی ہے کہ میں آپ کا حقیقی بھائی ہوں، جو ہمارے لئے ہدایت کا ذریعہ بنا، یعنی سگا بھائی، اور لوکل پرچے یہ ہے کہ مظفر نگر کے کوال کے قریب سکھیڑہ سے ملی ایک جاٹوں کی بستی میں ایک ہندو جاٹ گھرانہ میں ۳ ما کتوبر ۱۹۸۷ء کو پیدا ہوا، پتاجی نے سشیل کمار نام رکھا، آٹھویں کلاس گاؤں میں پڑھی، اس کے بعد مظفر نگر میں بی کام تک تعلیم حاصل کی، اب مظفر نگر میں آٹو پارٹس کی ایک دوکان کرتا ہوں، میرے ایک بڑے بھائی اور دو چھوٹی بہنیں ہیں، میرے پتاجی ایک اچھے کسان ہیں، بڑے بھائی گھر پر کھیتی کرتے ہیں۔

س: اپنے قبول اسلام کے بارے میں کچھ بتائیں گے؟

ج: ہمارے امیر صاحب نے ایک بار بتایا کہ کچھ خوش قسمت لوگ ایسے ہوں گے جن کو فرشتے زنجیروں میں باندھ کر لائیں گے، اور ان کو جنت میں داخل کردیں گے، ان لوگوں میں سے ایک میں بھی ہوں، کہ میرے مالک نے مجھے زنجیر میں باندھ کر زبردستی اسلام میں داخل کیا ہے۔

س: وہ کس طرح ہوا، ذرا بتائیے؟

ج: چھٹی کلاس سے بی کام تک ہم تین دوست آپس میں دوستی کی ایک مثال سمجھے جاتے تھے، میرا ایک دوست وکرم جو جاٹ فیملی سے ہے، اور ایک اکرم ہمارے گاؤں کے ایک پڑھے لکھے مسلم خاندان سے ہیں، اکرم کے بھائی ماسٹر اسلم ہیں، جو ایک سرکاری اسکول میں ہیڈ ماسٹر ہیں وہ پھلت حضرت کے پاس آتے جاتے ہیں، ہم تینوں دوست مظفر نگر میں کچھ پراپرٹی لینے بیچنے کا کاروبار کرتے تھے، ادھر کچھ روز سے ہم نے جتنے سودے لئے وہ بکے نہیں، اس کی وجہ سے ہم تینوں بہت پریشان تھے، وکرم نے ایک سیانے سے پتہ کیا، تو انھوں نے بتایا کہ تمھارے کاروبار کو کسی نے بندھوادیا ہے، کسی نے

اس کو یہ بھی بتایا کہ پھلت میں ایک حضرت جی ہیں جو اُتار کرتے ہیں، اور علاج بھی کرتے ہیں اور کچھ لیتے بھی نہیں، وکرم نے مجھے بتایا تو میں نے اس کا بہت مذاق بنایا، کہ سائنس کے اس یگ میں کس اندھ وشواش کی بات کرتے ہو، میں نے اس کو بہت سمجھایا مگر اس کی سمجھ میں نہیں آیا، اس نے اکرم سے کہا کہ حضرت جی کا پتہ لگاؤ، اکرم نے کہا وہ تو ہمارے بھائی صاحب کے پیر ہیں، اور وہ بھائی صاحب سے بہت تعلق رکھتے ہیں، ہم نے کہا تو بھائی کو فون کرو، وہاں چلا جائے، ماسٹر اسلم جی سے ہم ملے، وہ بولے ہمارے حضرت کچھ اتار وغیرہ نہیں کرتے، کسی نے غلط بتایا ہے، وہ تو بس دعا کرتے ہیں اور خود آدمی کو عمل کرنے کو کہتے ہیں، ہم نے کہا ہم دعا ہی کروائیں گے، وہ بولے: وہ تو سفر میں رہتے ہیں، وکرم نے کہا کبھی تو گھر آتے ہوں گے، آپ فون کرکے ٹائم لے لیں، وہ بولے ان کا فون زیادہ تر بند رہتا ہے، ہم نے بہت زور دیا تو فون لگ گیا اور حضرت نے بتایا کہ بدھ کے روز شام کو میں پھلت میں رہوں گا، ان بچوں کو بھیج دیں، مجھے کوئی ٹوٹکے جھاڑ پھونک میں بالکل وشواش نہیں تھا، میں نے ان کو بہت سمجھایا مگر وہ نہ مانے اور زبردستی مجھ کو لے کر بدھ کے روز جانے پر آمادہ کیا، ہم لوگ تین بجے پھلت پہنچے، معلوم ہوا ابھی دس منٹ پہلے سفر سے آئے ہیں، اور ساڑھے چار بجے نماز کے لئے جائیں گے، نماز کے بعد باہر ہی مجلس ہوگی اس میں بیٹھیں گے، ہم لوگ انتظار میں بیٹھ گئے، نماز کے بعد مجلس ہوئی، اس کے بعد خانقاہ میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے، ایک بوڑھے بزرگ جن کو لوگ ڈاکٹر صاحب کہہ رہے تھے آئے اور کرسی پر بڑے مزہ کے ساتھ بیٹھ گئے، ہم نے ان کو حضرت سمجھ کر مصافحہ کیا، تھوڑی دیر میں برابر کی ایک کرسی پر حضرت بھی اندر سے آکر بیٹھ گئے، کتاب پڑھی جانے لگی، تو اکرم نے رومال جیب سے نکال کر سر پر باندھ لیا، ہم دونوں نے بھی پروٹوکول سمجھ کر اپنی اپنی جیب سے

رومال نکال کر باندھ لئے، آدھا گھنٹہ کتاب پڑھ کر بند کی، تو ہم اپنی غرض پیش کرنے کے لئے کھڑے ہوئے، اکرم نے آگے بڑھ کر ڈاکٹر صاحب سے کہا (جن کو ہم حضرت سمجھ رہے تھے) کہ حضرت میرے بڑے بھائی ماسٹر اسلم کا فون آیا ہوگا، ہم تینوں کو انھوں نے بھیجا ہے، ڈاکٹر صاحب نے حضرت کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ حضرت یہ ہیں، حضرت نے خوب سواگت کیا، محبت سے ملے، اور بتایا کہ ماسٹر اسلم صاحب ہمارے بہت اچھے دوست ہیں ان کا فون آیا تھا، اور اکرم سے پوچھا: یہ دونوں تمھارے دوست ہیں؟ اکرم نے کہا: جی ہاں، بولے بیٹا دوستی کرنا تو آسان ہے، نبھانا بہت مشکل ہے، بتاؤ کیا کام ہے؟ میں نے کہا کاروبار تھوڑا ابھی چل نہیں رہا ہے، کسی نے کام باندھ دیا ہے، آپ سے کھلوانے آئے ہیں، حضرت بولے بیٹا اگر مجھے کاروبار کھولنا آتا تو میں خود اپنا کاروبار کرتا میں خود بے روزگار ہوں، تم لوگوں کو حضرت جی کے پاس جانا تھا، آگے جاؤ، وہ تو آگے رہتے ہیں، اکرم نے کہا: نہیں، ہمارے بھائی تو آپ کے پاس ہی آتے ہیں، حضرت نے کہا وہ تو میرے دوست ہیں، مگر انھوں نے تمھیں نہیں بتایا کہ کاروبار کھولنا ہمیں نہیں آتا، اکرم نے کہا حضرت دعا کرانے آئے ہیں، حضرت بولے دعا تو ضرور کریں گے اور تم سب بھی اپنے لئے دعا کرو، حضرت بولے پھر بھی حضرت جی کے پاس چلے جاؤ دیکھو شاید وہ کوئی علاج بتادیں وہ ہمارے ساتھی ہیں جو علاج وغیرہ کرتے ہیں، اور دعا تو سب کو کرنی چاہئے، میں بھی آپ کے لئے دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کی پریشانی دور فرمائے۔

ہم چلنے لگے تو حضرت نے کہا، پانچ منٹ اور رک جاؤ، چائے تو پی لو، تم ہمارے دوست کے بھائی ہو تو تم لوگوں پر کچھ تو ہمارا بھی حق ہے، حضرت کے اصرار پر ہم بیٹھ گئے، دو روز پہلے کواں میں ہمارے گاؤں کے پاس وہ حادثہ ہوگیا تھا۔

س: کون سا حادثہ ہو گیا تھا؟

ج: وہی بڑا حادثہ جو پورے علاقہ میں فساد کا ذریعہ بنا۔

س: اچھا اچھا وہ لڑائی والا واقعہ، وہ اصل میں کیا ہوا تھا، آپ تو وہیں کے رہنے والے ہیں؟

ج: اصل میں ایک جاٹ کی لڑکی سے ایک مسلمان قریشی کے ناجائز تعلقات تھے، لڑکی کے بھائی کو پتہ چلا تو اس کا بہن پر تو بس نہیں چلا، اپنے دو دوستوں کو لے کر لڑکے کے گھر جا کر اس کو قتل کر دیا، لڑکے کے خاندان کے لوگوں نے ان تینوں کو گھیر لیا، لڑکی کا بھائی تو بچ کر بھاگ گیا، باقی دونوں کو انھوں نے بدلہ میں قتل کر دیا، اس بات کو کیس بنا کر ایک سی ڈی جو پاکستان یا کہیں کی تھی، اس کو الیکشن میں فائدہ اٹھانے کے لئے فیس بک پر ڈال دیا گیا، اور اس سے پورے علاقہ میں آگ لگ گئی۔

س: اس واقعہ سے آپ کے اسلام لانے کا کیا تعلق ہے؟

ج: ہاں تعلق یہ ہے، میں بتا رہا ہوں، حضرت سفر سے آئے تھے، چائے پر ایک حافظ جی سے معلوم کیا، حافظ جی کوال میں کوئی بڑا حادثہ ہو گیا ہے؟ حافظ جی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا: پہلے ایک جاٹ نے ایک مسلمان قریشی کو قتل کیا، اس کے جواب میں انھوں نے دو کو قتل کر دیا، حضرت نے بہت حیرت اور افسوس سے کہا، اتنا بڑا حادثہ ہو گیا تین جانیں چلی گئیں، حافظ صاحب نے بتایا حضرت تین لوگ مرے، ایک ہمارا، دو ان کے، حضرت نے بہت زور دے کر پوچھا، کس نے بتایا کہ ایک ہمارا اور دو ان کے، انھوں نے کہا یہ رپورٹ اخبار اور ٹی وی پر آ گئی ہے، حضرت نے کہا: صحیح یہ ہے کہ تینوں ہمارے مرے، حافظ صاحب نے کہا وہ تو ٹی وی اخبار وغیرہ میں نام بھی آ گئے ہیں، ہمارا ایک مرا اور دو ان کے مرے، حضرت نے کہا اخباروں اور ٹی وی والوں کی باتیں اکثر

جھوٹی ہوتی ہیں، قرآن مجید نے جو بتایا وہ سچ ہے، اور قرآن کی کوئی ایک آیت پڑھی۔
س: یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی اے لوگو! تم سب ایک ماں اور ایک باپ کی اولاد ہو۔

ج: بالکل یہی! سب ایک ماں ایک باپ کی اولاد ہیں، حضرت نے فرمایا تینوں ہمارے حقیقی بھائی مرے، تینوں ہمارے تھے، حافظ صاحب کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور بولے ہاں واقعی ہماری غلطی تھی، تینوں ہمارے ہی مرے، وہ بھی تو ہمارے ہی تھے۔ چائے ختم ہوگئی سب لوگ نماز کے لئے چلے گئے، اکرم نے کہا میں بھی نماز پڑھ لوں، نماز کے بعد چلیں گے، میں نے وکرم سے کہا، اس زمانے میں بھی سنسار میں ایسے لوگ ہیں جو ایسی سوچ رکھتے ہیں، تھوڑی دیر ان کی سنگت میں بیٹھنا چاہئے نماز کے بعد اکرم آئے تو ہم نے تنہائی میں کچھ دیر حضرت سے ملنے کی چاہت ظاہر کی، اکرم بولے سفر سے آئے ہیں، ہمت کر کے میں نے ایک صاحب سے جو مدرسہ میں ٹیچر تھے ان سے پانچ منٹ حضرت سے تنہائی میں ملنے کو کہا، انھوں نے اندر کسی کو فون کیا معلوم ہوا حضرت کسی صاحب کی کتاب پر کچھ لکھ رہے ہیں، جو دو روز سے انتظار میں پھلت میں رکے ہوئے ہیں، حضرت نے کہلوایا کہ آپ لوگ ناشتہ کرلیں ناشتہ آرہا ہے، آدھے گھنٹہ میں آتا ہوں میں ضرور ملوں گا، ناشتہ کرانے والوں نے ناشتہ کے ساتھ اسلام کی باتیں کرنا شروع کیں، "تینوں ہمارے مرے" اس بات نے ہمارے اور اسلام کے فاصلہ کو زیرو بنا دیا تھا، اب ہمیں حضرت کے ناشتہ کے ساتھ ہر چیز میں مٹھاس محسوس ہو رہی تھی، ناشتہ کے بعد بات ہو رہی تھی کہ حضرت آگئے، بہت محبت کے ساتھ بیٹھ گئے، بولے: یہاں پر رہنے والے سب لوگ یہ سمجھ ہی نہیں سکتے کہ اکرم میاں تم سے دوستی کا دم بھرتے ہیں، جب کہ انھوں نے ابھی تمہیں نرک سے بچا کر سورگ میں لے جانے

کی فکر نہیں کی، واہ بھئی واہ یہ بھی کوئی دوستی ہے، کہ خود تو جنت میں جائیں اور جان چھڑکنے والے دوست جائیں نرک میں، کیوں بھائی اکرم یہ کیا دوستی ہے، اکرم نے کہا واقعی میری غلطی ہے، اب آپ ان کو کلمہ پڑھوادیں، حضرت نے کہا بیٹا کلمہ پڑھ لو کلمہ، موت کا ایک پل اطمینان نہیں، اور موت کے بعد پھر کسی کو واپس نہیں آنے دیا جائے گا، کچھ ایسے محبت سے یہ بات کہی کہ ہمیں ذرا جھجک نہیں ہوئی ہم دونوں نے کلمہ پڑھا، ہندی میں بھی کہلوایا، اور میرا نام سہیل احمد اور وکرم کا نام محمد احمد رکھا، اندر سے منگوا کر "آپ کی امانت آپ کی سیوا میں" اور "ہمیں ہدایت کیسے ملی؟" کتاب دی، مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ اسلام کیا ہے؟ اور نسیم ہدایت کے جھونکے نام لکھ کر دیئے، کہ اس کے بعد یہ کتابیں منگوا کر پڑھنا، اور سب کو جلد سے جلد وقت نکال کر جماعت میں جانے کے لئے کہا۔

س: اس کیلئے آپ بہت جلدی جماعت میں چلے گئے؟

ج: دو روز کے بعد میں حضرت سے ملنے آیا، اور اسی ہفتہ حضرت نے میرے کاغذات بنوا کر نظام الدین مرکز سے جماعت میں بھیج دیا۔

س: آپ کے ساتھی نے ابھی وقت نہیں لگایا؟

ج: وہ اور اکرم ابھی تین روز پہلے جماعت میں گئے ہیں

س: ماشاء اللہ، آپ اسلام میں آکر کیسا محسوس کر رہے ہیں؟

ج: میں نے بتایا ہے کہ بالکل ایسے جیسے کوئی اپنے گھر سے ایک زمانہ سے کھویا ہوا ہو اور اپنے گھر آجائے۔

س: اب کیا ارادہ ہے؟

ج: اب ہمارا ارادہ کیا؟ بس ہم بندے ہیں، بندوں کا ارادہ کیا، بس مالک کی مرضی اور مالک کا حکم بندوں کے لئے یہ ہے کہ اس کے بندوں کو اس سے جوڑنے یعنی اس کے

دین کی دعوت، بس یہی وظیفہ، کاروبار اور مقصد ہے یہی دھن۔

س: معلوم ہوا ہے کہ آپ نے تین چلے مزید لگانے کا ارادہ کرلیا ہے؟

ج: اللہ کا شکر ہے۔ بس یہیں سے نظام الدین اسٹیشن جارہا ہوں، جماعت اسٹیشن پر پہنچ گئی ہے، حضرت نے کہا تھا کہ مولوی احمد تم سے کچھ بات کریں گے، آدھے گھنٹے کو آجاؤ، بس اس لئے آیا ہوں، وقت بھی ہوگیا ہے۔

س: ارمغان جو اردو میگزین ہے، اس کے پڑھنے والوں کو کوئی پیغام، کوئی میسیج دیں گے؟

ج: بس ایک ہی گرو منتر جو ہمیں ملا ہے "تینوں ہمارے ہی مرے ہیں" ساری دنیا کے لوگ ایک ماں، ایک باپ کی اولاد ہیں، ان کو اپنا حقیقی بھائی سمجھ کر ان پر ترس کھائیں اور ان کو دوزخ کی آگ سے بچانے کی فکر کریں۔ دنیا آپ کی سننے کو اور رشتہ کو ماننے کو تیار ہے، آپ اپنا کہیں اور رشتہ نبھائیں تو سہی۔

س: آپ بڑے خوش قسمت ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے کس طرح ہدایت کے راستے کھولے؟

ج: میں چلہ میں اپنے اللہ سے کہتا رہا کہ اے میرے مالک کس طرح آپ کا شکر ادا کروں کہ میرے دونوں دوستوں سے گرفتار کرا کے مجھے جنت کے راستہ پر ڈالا اور دو بول محبت کے میرے دونوں بھائیوں کے لئے کامیابی کا ذریعہ بن گئے۔ اللہ کا پیارا دین جو سارا خیر خواہی ہے، کاش ہم بھولے بھٹکے لوگوں تک یہ محبت بھرا پیغام پہنچا سکتے۔

مستفاد از ماہنامہ "ارمغان" ماہ دسمبر ۲۰۱۳ء

۱۳۰

رب سے بچھڑنے کے بعد
اس سے تعلق نے بچھڑے بیوی بچوں کو ملا دیا۔
بھائی بشیر احمد (مشراجی) سے ایک ملاقات

اقتباس

شیطان اپنی چال چل رہا تھا، اور رحمن اس گئے گذرے بندے پر اپنی رحمت بھیج رہا تھا، میری بیوی سے ملاجی نے کلمہ پڑھوا کر لوگوں کو دکھانے کے لئے نکاح کر لیا، ان کی پہلی بیوی اور جوان بچوں کو یہ گوارہ نہ ہوا، ملاجی نے ایک اور اچھا نیا مکان بنا یا تھا۔

احمد اوّاہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بشیر صاحب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

س: آپ کو دیکھ کر بالکل نہیں لگتا کہ آپ چھ سات ماہ پہلے مسلمان ہوئے ہیں؟

ج: اکثر لوگ یہی کہتے ہیں، حضرت نے جب پہلی بار مجھے دیکھا تو مصافحہ ملاتے وقت مجھ سے کہا: السلام علیکم امام صاحب، کیا حال ہے؟ سلمان بھائی نے حضرت سے کہا یہ امام صاحب نہیں، یہ تو مشراجی ہیں جو چار مہینہ پہلے مسلمان ہوئے ہیں یہ نومسلم ہیں، حضرت بولے کوئی نومسلم نہیں ہوتا، ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے، آپ دیکھ نہیں رہے

ہیں اتنی لمبی خوب صورت ان کی داڑھی، ماتھے پر سجدہ کا اتنا گہرا نشان، اتنا خوب صورت بڑے مولانا والا رومال، اصل میں کچھ تو حالات کے مارے کی داڑھی بڑھی ہوئی تھی، کافی روز سے شیونگ وغیرہ نہیں کرائی تھی اور چار ماہ جماعت میں لگائے تھے، شاید کچھ میرے بال بڑھتے بھی زیادہ ہیں اس لئے ایک مٹھی پوری داڑھی ہوگئی تھی بس مجھے خط ٹھیک کروانا پڑا۔

س: اللہ تعالیٰ کو آپ کو اسلام عطا فرمانا تھا اس لئے پہلے سے داڑھی رکھوادی تھی؟

ج: ہاں حضرت بھی یہی کہہ رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے پہلے آپ سے داڑھی رکھوائی پھر اسلام سے نوازا۔

س: کتنے روز آپ کو اسلام قبول کئے ہوئے ہوگئے؟

ج: حضرت نے پچھلے ہفتہ تقریر میں بڑی اچھی بات کہی، سب کچھ پیدا کرنے سے پہلے اللہ نے روحوں کو پیدا فرمایا، اور ان کی ایک کلاس لی، ساری دنیا کے انسانوں کی روحیں اسٹوڈنٹ، اور اللہ تعالیٰ ٹیچر (استاد) تھے، کیسی شان کی کلاس تھی، اللہ تعالیٰ نے سب سے سوال کیا، کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا بے شک، حضرت نے اپنے بیان میں کہا، ہم ساری دنیا کے انسان اسی دن سے مسلمان ہیں، اور ہم نے اپنے اللہ کے سامنے اسلام قبول کیا ہے، حضرت لوگوں سے یہ کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہم نے اسلام قبول کیا ہے، اور اکیلے اللہ کو رب ماننے کا عہد ہم سبھی نے اللہ کے سامنے کیا ہے، اور اللہ ہمیں سبق پڑھانے والے ہیں، اللہ کا پڑھایا ہوا اور اللہ کا یاد کرایا ہوا سبق انسان کیسے بھول سکتا ہے، بس ہمیں ذرا یاد دلانا پڑتا ہے، اور لوگوں کو یاد آجاتا ہے، ہمیں تو ذرا یاد دلانا ہے، فوراً آدمی کا سبق تازہ ہو جاتا ہے، جس طرح آدمی کسی غفلت میں ہوتا ہے تو کہتے ہیں، کہ کیا تم فلاں بزرگ یا فلاں حاکم کی اولاد نہیں ہو؟ تو

آدمی فوراً کہتا ہے ہاں ہاں آپ ٹھیک کہتے ہیں، اسی طرح آپ اپنے رب کے بندے ہیں نا، تو وہ اسی طرح کہتا ہے ہاں ہاں آپ نے سچ کہا، اس لئے بچہ جب بڑا ہوتا ہے تو سب سے پہلے اللہ اور ابا ہی بولتا ہے، اور سب سے آسان اس کو یہی کہنا لگتا ہے، تو ہمیں بس لوگوں کو اتنی دعوت دینی ہے کہ اللہ ہی آپ کا رب ہے، تو ہر آدمی کہہ اٹھتا ہے ہاں ہاں کیوں نہیں؟ آپ نے سچ کہا، حضرت نے کہا آدمی اصل میں اسلام قبول نہیں کرتا، بلکہ اپنے اسلام کے سبق کو تازہ کرتا ہے، کہ ہاں ہاں، لا الہ الا اللہ، اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے: محمد رسول اللہ، میرے رب اللہ نے میرے لئے، جو رہبر اور رہنما ذات بھیجی ہے، بھلا کیوں نہ اس کی پیروی کروں گا، تو میں نے بھی وہ سبق ابھی ساڑھے سات مہینے پہلے تازہ کیا ہے، ۲۸ر اپریل کو۔

س: آپ اب کیا کر رہے ہیں؟

ج: میں اصل میں دین کی تعلیم حاصل کر رہا ہوں، اصل میں حضرت نے مجھے پہلی ملاقات میں یہ بات فرمائی تھی کہ: السلام علیکم امام صاحب، تو میں نے اسے اپنے لئے آشیرواد سمجھ کر، دل پر لے لیا، اور میرے دل کو بس لگن لگ گئی ہے کہ مجھے امام بننا ہے، پہلے میں ایک بڑی دوکان پر نوکری کرتا تھا مگر اب میں نے وقت بچانے کے لئے کچھ دوکانوں پر بیکری آئیٹم، رس، بسکٹ، نمکین وغیرہ سپلائی کا کام شروع کیا ہے، میرے اللہ کا احسان ہے کہ صبح نو بجے تک اور رات کے دو گھنٹوں میں میرا کام پورا ہو جاتا ہے اور نوکری سے بہت زیادہ آمدنی بھی ہو جاتی ہے، اور پورا دن پڑھنے کے لئے مل جاتا ہے۔

س: ماشاء اللہ یہ تو بڑی اچھی بات ہوئی؟

ج: جب اللہ دینے پر آتے ہیں تو ہمارے بڑے کہتے تھے چھپر پھاڑ کر دیتے ہیں اور اللہ تو ہر وقت دینے پر آتے ہیں۔ بس ہم لینے والے ہوں، اصل میں مولانا احمد

صاحب میرا خیال یہ ہے کہ ہمارے چاہنے پر بھی وہاں سے فیصلے ہوتے ہیں، پہلے میں جانوروں کی طرح اپنا پیٹ بھرنا، بچوں کو پالنا، بس اس میں دن رات تیلی کے بیل کی طرح پلا رہتا تھا، اب اللہ نے ایمان دیا تو یہ خیال آنے لگا کہ پیٹ پالنا اصل نہیں، کچھ اللہ کے یہاں جانے کے لئے منھ دکھانے، اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جگہ بنانے کی فکر پیدا ہوگئی۔ تو اللہ نے اس روزگار کو کتنا آسان کر دیا، اور زندگی ایک نئی زندگی لگنے لگی، دل کو بھی تسلی رہتی ہے کہ زندگی کا زیادہ وقت دین میں لگ رہا ہے، یہ دل کا اطمینان خود ایک بادشاہت ہے مولانا صاحب! ورنہ آدمی سوتا کھاتا رہتا ہے، اور اندر اندر گھٹتا رہتا ہے۔

س: واقعی آپ نے سچی بات کہی، آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے، یعنی اپنے گھر کا پریچے کرائیے؟

ج: ہاں تعارف میں سمجھتا ہوں، اب الحمد للہ میں اردو اچھی طرح پڑھ لیتا ہوں، میں خاندانی لحاظ سے بنارس کے قریب ایک برہمن خاندان میں انچاس سال پہلے پیدا ہوا، میرا نام بالیشر مشرا تھا، مشرا ہمارا خاندانی سرنیم ہے، ۱۲ رسال کی عمر میں میرے پتاجی کا ایک ٹرک سے ٹکرا کر انتقال ہوگیا، اور اماں نے مجھے، میرے ایک بڑے بھائی اور ایک بہن کو پالا، میں ۱۷ رسال کا تھا کہ ماں بھی دو ہفتے بیمار ہو کر چل بسی، بڑے بھائی نے شادی کرلی، بھابھی ہماری ذرا سخت مزاج تھیں، میری چھوٹی بہن اور مجھ سے ان کی کچھ نہ نبھ سکی، اس لئے پڑھائی میری جاری نہ رہ سکی، تھوڑی سی عمر سے مزدوری کرنی پڑی، ایک دوست کے کہنے پر دہلی آگیا، دہلی فریدآباد، غازی آباد میں جگہ جگہ نوکری مزدوری کرکے پیٹ پالتا رہا، ۹۱ء میں بہن کی شادی کی، ۱۹۹۵ء میں غازی آباد میں اپنی بھی شادی کی، اور اب آج کل جمنا پار ۵۰ رگز کے ایک مکان میں رہ رہا ہوں، مالک کا

احسان ہے کہ مکان اپنا ہو گیا ہے۔

س: آپ اپنے اسلام قبول کرنے کا حال بیان کریں؟

ج: احمد بھائی جب کوئی استاد بچوں کو بہت بہت محبت سے ضروری سبق یاد کراتا ہے اور شاگرد سبق بھول جائے، اور روز اسکول سے بھاگ جائے تو پھر لڑکوں سے ڈنڈا ڈولی کرا کر، بندھوا کر بلاتا ہے، اور پھر اسے کمرہ میں بند کر کے، یا بعض مرتبہ زنجیر سے باندھ کر پڑھاتا اور یاد کراتا ہے، بالکل اسی طرح میرے اللہ نے مجھے منھ میں کپڑا ٹھسوا کر بوری میں بندھوا کر ٹرین کی لائن میں موت کے منھ میں بھیج کر ایمان دیا۔

س: ابی ابھی گھر میں اس واقعہ کا ذکر کر رہے تھے، ذرا تفصیل بتائیے؟

ج: روزگار کی فکر میں دہلی کا خرچ پورا کرنے کے لئے مجھے دن رات ایک کرنا پڑتا تھا، بیوی بچوں کا پیٹ بھرنے کی فکر میں، میں اتنا تھک جاتا تھا کہ بیوی بچوں کے پاس بیٹھ کر کچھ دل جوئی یا وقت دینا میرے لئے مشکل تھا، رات کو دیر سے تھکا ماندہ آیا سو گیا، صبح اندھیرے اٹھ کر پھر نوکری پر، میری بیوی مجھ سے ملنے کو ترستی تھی، اور کچھ اخراجات کی بھی فراوانی نہیں تھی، ہمارے پڑوس میں ایک ملاجی کباڑے کا کام کرتے تھے ان سے میری بیوی کے ناجائز تعلقات ہو گئے، شیطان نے اپنا کام کیا، میں تو کہوں رحمن کی رحمت کو اس طرح بھی رحم آتا ہے، ملاجی غازی آباد کے رہنے والے تھے مگر ہمارے یہاں ان کا مال کا گودام تھا، اور ایک کباڑے کی دوکان تھی، ملاجی کی جوان اولادیں تھیں مگر ان دونوں نے پلان بنالیا اور کچھ لوگوں کو پیسے دے کر مجھے مروانے کا پلان بنوالیا، بدمعاشوں نے مجھے دوا سنگھائی بے ہوش کر کے میرے منھ میں کپڑا ٹھونسا، اور ایک بوری میں بند کر کے اوپر سے باندھ دیا اور ٹرین کی لائن کے بیچ میں ڈال دیا کہ ریل کے نیچے کٹ کر مر جائیگا، رات میں میری بیوی میرے دونوں بچوں کو

لے کر ملاجی کے ساتھ فرار ہو گئی، میرے اللہ کا کرم ہوا، شاہدرہ سے پہلے آؤٹر پر ایک ٹرین رکی، اور تین ریلوے پولیس والے اپنا کوارٹر قریب دیکھ کر گاڑی سے اتر گئے، وہ لائن پار کر کے اپنے گھر جا رہے تھے، تو انھیں لائن کے بیچ میں ایک بوری پڑی دکھائی دی انھوں نے ٹارچ جلا کر دیکھا تو بوری ہل رہی تھی، پہلے تو وہ ڈر گئے مگر پھر ان میں سے ایک نے کہا دیکھو تو کبھی کسی نے مرڈر کے لئے کسی کو ڈالا ہو، بوری کو انھوں نے اٹھایا، بار بار وہ ڈر بھی جاتے کہ بھوت نہ ہو، مگر ہمت کر کے ان میں سے ایک نے کھولا مجھے ہوش آ چکا تھا میں نے اپنا نام پتہ بتایا انھوں نے مجھے ساتھ لے جا کر ریلوے تھانہ میں ایف آئی آر لکھوائی، پولیس مجھے لے کر گھر پہنچی تو معلوم ہوا کہ میری بیوی، بچوں کو لے کر غائب ہے، بعد میں ملاجی کے لڑکے جن کو اس کھیل کا اندازہ تھا، انھوں نے بھی اپنی ماں کے کہنے پر ملاجی کے نام رپورٹ لکھوائی، مجھے اپنے دونوں بچوں سے بہت پیار تھا، میں ان کو تلاش کرتا پھرتا تھا، ایک دن میں میورو ہار کے بس اسٹاپ پر بیٹھا رو رہا تھا کہ سلمان بھائی جو حضرت کے مرید ہیں اور دعوت کا کام کرتے ہیں، وہ مل گئے، ان کو مجھ پر ترس آیا، وہ بولے بھیا تمھیں کیا پریشانی ہے مجھے بتاؤ؟ میں کچھ مدد کروں، میں نے ان سے اپنی پریشانی بتائی، وہ بولے پیدا کرنے والا وہ مالک، سارے سنکٹ دور کرنے والا ہے، یہ جیون تو سفر ہے میرے بھائی، یہ سفر تو کٹ ہی جائے گا، مرنے کے بعد ہمیشہ کی زندگی ہے، وہاں کوئی مشکل نہ ہو اور وہاں کی نرک سے بچ جاؤ، اس کی فکر کی ضرورت ہے، اس کے لئے آپ کو کچھ بتانا چاہتا ہوں، میں نے کہا مرنے کے بعد جو ہوگا دیکھا جائے گا، مجھے میرے بچوں کی یاد نے موت سے پہلے مار رکھا ہے، مجھے صرف میرے بچے چاہئے، چاہے مرنے کے بعد سورگ ملے یا نرک، وہ بولے ایسا نہ کہیں، اور یہ بھی ہے مشرا جی کہ وہ مالک سارے سنسار کا مالک ہے، زمین کے نیچے سات تہوں کے نیچے

سمندر کی گہرائی میں ایک مچھلی یا چیونٹی چل رہی ہے، اس کے پاؤں کی آہٹ کو وہ مالک سنتا اور دیکھتا ہے، سارا سنسار اس کی نظر میں ہے، تمھارے بچے کہاں ہیں اسے معلوم ہے، اور اب ایمان لا کر اس کو راضی اور خوش کرلیں گے تو وہ آپ کے بچوں کو ضرور آپ سے ملا دے گا، سلمان بھائی نے حضرت موسیٰ اور ان کی ماں کی کہانی سنائی کہ حضرت موسیٰ کی ماں نے اپنے رب کا حکم مان کر اپنے بچے کو صندوق میں بند کرکے دریا میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو فرعون جیسے ظالم اور طاقتور بادشاہ سے بچا کر ان کو ماں کی گود تک پہنچایا، تم بھی اللہ کو مان لو اور اس کی مان لو تو اللہ آپ کے بچوں کو بھی آپ کی گود میں پہنچا دے گا، میں نے کہا، میں اس کو کس طرح مانوں کہ میرے بچے مجھے مل جائیں، سلمان بھائی نے مجھے اسلام کے بارے میں بتایا اور مجھ سے کلمہ پڑھنے کے لئے کہا، میں نے کلمہ پڑھ لیا، میں نے معلوم کیا کہ اب مجھے کیا کرنا ہے، وہ بولے آپ چار مہینہ کے لئے جماعت میں چلے جائیں اور دین سیکھ لیں، اور اپنے بچوں کی تلاش میں دردر مارے مارے پھرنے کے بجائے بس اللہ کے راستہ میں جا کر اپنے بچوں کو اللہ سے مانگیں، سلمان بھائی بولے، عقل کی بات بھی یہی ہے کہ جب ہمیں کچھ نہیں معلوم کہ بچے کہاں ہیں، اور ہم الل ٹپ دربدر تلاش کرتے پھریں تو کیا یہ عقل کی بات ہے؟ ہوسکتا ہے بچے غازی آباد میں ہوں اور ہم انھیں ممبئی میں تلاش کریں، اس لئے اسی رب سے درخواست کریں جس کی نظر میں بچے اور بچوں کا اندر باہر سب کچھ ہے، اور وہی اس سنسار کا مالک بھی ہے، میں نے کہا مجھے جماعت میں بھیج دو، تین ہزار روپئے ایک دوست سے قرض لے کر بچوں کو تلاش کرنے کی نیت سے نکلا اور ارادہ کرلیا کہ جب تک میرے بچے مجھے نہیں ملیں گے گھر نہیں لوٹوں گا، ایک ہزار احتیاطاً سلمان بھائی نے ادھار دیئے اور میں چار مہینہ کی جماعت میں چلا گیا، جمنا پار کے سلمان بھائی کے چاہنے والے

ایک حاجی صاحب چار مہینہ کی جماعت لے کر جا رہے تھے ان کے ساتھ جماعت میں چلا گیا متھرا، آگرہ اور کچھ میوات میں وقت لگا، جماعت میں بہت اچھے ساتھی مل گئے ، امیر صاحب بھی بہت رحم دل آدمی تھے، میں شروع شروع میں بچوں کو یاد کر کے بہت روتا تھا، وہ دیکھ کر مجھے تسلی دیتے تھے، مگر بعد میں میرا دھیان دین سیکھنے میں رہنے لگا، اور صحابہ کی دین پر قربانیوں کی باتوں سے مجھے بہت ہمت ہوئی، ایک حافظ صاحب سے میں نے قاعدہ پڑھنا شروع کر دیا اس کے بعد عم کا پارہ بھی جماعت میں آدھے سے زیادہ ہو گیا اور اردو بھی کچھ پڑھنی آ گئی۔

س: آپ کو آپ کے بیوی اور بچے کس طرح ملے؟

ج: ہاں سنا رہا ہوں، میں نے کہا تھا کہ شیطان اپنی چال چل رہا تھا، اور رحمن اس گئے گذرے بندے پر اپنی رحمت بھیج رہا تھا، میری بیوی سے ملاجی نے کلمہ پڑھوا کر لوگوں کو دکھانے کے لئے نکاح کر لیا، ان کی پہلی بیوی اور جوان بچوں کو یہ گوارہ نہ ہوا، ملاجی نے ایک اور اچھا نیا مکان بنایا تھا، ان کے بچے خوش تھے کہ ہم شان دار مکان میں رہیں گے، مگر ملاجی نے میری بیوی کو نئے مکان میں رکھا، ملاجی کے لڑکے نے جو خود بھی بگڑا ہوا تھا، پلان بنایا اور ایک روز ملاجی موٹر سائیکل سے غازی آباد سے دلی آتے ہوئے ایک ٹرک سے کچل کر قتل ہو گئے، ملاجی وہیں پر مر گئے اور دو دن کے بعد لڑکے نے میری بیوی اور بچوں کو گھر سے نکال کر بھگا دیا۔

س: کہتے ہیں جو دوسروں کے لئے کنواں کھودتا ہے خود اس میں گرتا ہے، عجیب بات ہے انھوں نے جس عورت کے لئے آپ کے قتل کرانے کا پروگرام بنایا اسی عورت کی زد میں ان کا قتل ہوا بڑی عبرت کی بات ہے؟

ج: حضرت یہ کہہ رہے تھے کہ اللہ کے کرم کی بات ہے، ورنہ ملاجی آپ کو قتل

کر کے، آپ کے بیوی بچوں کو بھگا کر لے گئے تھے، آپ کو مسلمانوں اور اسلام کے نام سے بھی چڑنا چاہئے تھا، مگر آپ کے دل و دماغ میں ایسی بات نہیں آئی۔

س: آپ کے بچے پھر آپ کو کس طرح ملے؟

ج: بتا رہا ہوں، میری بیوی کو جب وہاں سے مار کر بھگایا تو اس کے لئے کوئی ٹھکانہ نہ تھا، وہ اسٹیشنوں پر، سڑک پر، دھکے کھاتے پھرتی تھی، اس نے ایک روز ہمارے پڑوس میں ایک مسلمان عورت کو فون کیا جس سے اس کے تعلقات تھے، اور مجھ سے فون پر بات کرنا چاہی، میرا فون تو بند تھا، اس نے پڑوسن جس کا نام سروری تھا، اور محلہ کی بڑی کہلاتی تھی، اس سے کہا کہ وہ کسی طرح مجھ سے بات کرادے، اس نے سروری آپا سے کہا کہ میں اپنے کئے پر بہت پچھتا رہی ہوں، اب میں آئندہ سے وعدہ کرتی ہوں کبھی کوئی شکایت کا موقع نہیں ہوگا، میں اپنے پتی کے ساتھ زندگی گذارنا چاہتی ہوں سروری آپا نے بتایا اب وہ تمھیں کیسے رکھ سکتے ہیں، وہ تو مسلمان ہو کر چار مہینے جماعت میں لگا چکے ہیں میری بیوی نے کہا میں بھی مسلمان ہو چکی ہوں، اس نے بار بار اس کی خوشامد کی، اسے ترس آیا، اس نے اپنے بیٹے کو جو جماعت سے تعلق رکھتے ہیں، مرکز نظام الدین بھیج کر امیر صاحب کا فون نمبر منگوایا، ایک روز دس بجے امیر صاحب نے تعلیم کے بعد مجھے بتایا، بشیر بھائی ایک عورت کا فون آیا تھا، کہ میں بالیشر مشرا جی سے بات کرنا چاہتی ہوں، آپ کا پرانا نام بالیشر مشرا تھا کیا؟ میں نے کہا، ہاں، میں نے بات کی، وہ فون پر بار بار رو رو کر معافی مانگتی رہی، اور مجھے اپنے ساتھ رکھنے کی منت سماجت کرتی رہی، میں نے کہا، میں تو مسلمان ہو گیا ہوں میں تجھے کس طرح رکھ سکتا ہوں، اس نے کہا میں نے خود کلمہ پڑھ لیا ہے، اس نے بہت ضد کی کہ میں میوات میں آ کر آپ سے ملنا چاہتی ہوں، میرا دل بھی بچوں کی یاد میں تڑپ رہا تھا میں نے امیر صاحب سے اجازت

لے کر اس کو میوات میں بلوایا، ملاقات پر امیر صاحب نے ایک مدرسے کے مہتمم صاحب کو بلوا کر میری بیوی کو دوبارہ کلمہ پڑھوایا اور نکاح کرایا، سات روز جماعت میں باقی تھے، میں نے سات دن پورے کئے، میں نے شکر کے طور پر تین دن اور مرکز میں گذارے، میرے اللہ کا شکر ہے کہ میری اس نئی اسلامی زندگی کے پہلے چار مہینے اللہ کے راستہ میں گذرے، شاید بہت کم لوگ ایسے خوش قسمت ہوں، کہ ایمان قبول کرنے کے بعد میرا پہلا دن اللہ کے راستہ میں گذرا۔

س: واقعی ماشاء اللہ، اللہ نے آپ کو یہ خاص سعادت بخشی، ایسا تو شاید ہی دنیا میں کوئی ہو جس کو یہ سعادت ملی ہو، اب آپ نے اور کیا پڑھ لیا ہے؟

ج: الحمدللہ ناظرہ قرآن مجید پڑھ لیا ہے، دینی تعلیم کے رسالے، سارے پورے ہو گئے ہیں، میرا ارادہ عالم بن کر امامت کرنے کا ہے، میں نے پچھلے مہینے سے حفظ بھی شروع کر دیا ہے۔

س: آپ کے بچے کتنی عمر کے ہیں اور آپ نے اپنی بیوی کی تربیت کے لئے کیا انتظام کیا ہے؟

ج: میری بڑی بیٹی گیارہ سال کی ہے، اور بیٹا آٹھ سال کا، دونوں بہت ذہین ہیں، میں نے دونوں کو مدرسہ میں ڈال دیا ہے، دونوں کو عالم حافظ بنانا ہے انشاء اللہ۔ اور ہمارے محلہ میں ایک حاجی صاحب نے اپنی بیٹے کی شادی کی ہے وہ عالمہ ہیں، میری بیوی روزانہ ان کے پاس پڑھنے جا رہی ہے، اللہ کا شکر ہے کہ چاروں تہجد میں اٹھ جاتے ہیں، ہمارا دن قرآن کا سبق پڑھنے اور یاد کرنے سے شروع ہوتا ہے۔

س: کچھ اپنے خاندان والوں کو دعوت دینے کے سلسلہ میں آپ نے سوچا؟

ج: اصل میں میرے خاندان سے میرا تعلق بالکل نہ کے برابر ہے، بس ایک

چھوٹی بہن ہے، اور بہنوئی اور اس کے تین بچے، بڑے بھائی بھی نشہ کی عادت میں لگ کر چھت سے گر کر مر گئے تھے، میری بہن تو مجھ پر فدا رہی ہے، میں نے بھی اس کو اولاد کی طرح ماں بن کر پالا ہے، اس لئے اس کو تو بس مسلمان ہونے کے لئے اشارہ ہی کافی تھا، بہنوئی بھی، اور ان کے تینوں بچے بھی تین بار خوشامد کرنے سے مسلمان ہو گئے ہیں۔

س: آپ کو معلوم ہوگا میں نے یہ باتیں اردو کے ایک رسالہ ارمغان کے لئے کی ہیں، اس کے ہزاروں پڑھنے والے ہیں، ان کو آپ کچھ پیغام دیں گے؟

ج: ہاں ہاں، حضرت نے مجھے سب سے پہلے جب ملنے آیا تھا تو نسیم ہدایت کے جھونکے کتاب دی تھی وہ میں نے پڑھی ہے، میں تو بس یہی کہتا ہوں جو حضرت نے اپنے بیانوں میں کہا، میرے تو دل کو لگ گئی ہے، یہ بات کہ سب نے اپنے اللہ کے سامنے اسلام قبول کر رکھا ہے، بس یہی سبق یاد دلانا ہے اور ہم مسلمانوں کو اسی کے لئے اللہ نے بھیجا ہے ہمیں اس میں کوشش کرنی چاہئے۔

س: بہت بہت شکریہ السلام علیکم

ج: وعلیکم السلام

مستفاد از ماہنامہ ''ارمغان'' ماہ جنوری ۲۰۱۴ء

۱۳۱

مذاق میں پڑھا ہوا کلمہ بھی حقیقی بن گیا
جناب سلمان پٹیل سے ایک ملاقات

اقتباس

یا صنم صنم کہتے کہتے زبان پھسلی اور یا صمد نکل گیا، تو اس کی آغوش رحمت نے اٹھالیا، قولولا الہ الا اللہ کہا اور اس کے نبی کو گندی زبان سے محمد رسول اللہ کہا تھا، وہیں سے کمپیوٹر کلک ہو گیا، یہ زمانہ کمپیوٹر کا ہے، مذاق میں بھی کلک کر دیں تو سارا کریڈٹ ڈیبٹ ہو جاتا ہے۔

احمد اواہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سلمان پٹیل: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

س: سلمان صاحب آپ دہلی کب تشریف لائے ہیں؟

ج: دہلی میں میں ایک ہفتہ سے آیا ہوں، اصل میں اگر ہم اسلام کے ہر اصول کو فالو کریں (مانیں) تو پریشانی نہیں ہو سکتی، اللہ کی نہ ماننے کر دونوں جہاں میں خسارہ ہے، قرآن نے ہمیں حکم دیا ہے کہ کسی کے گھر جاؤ تو اس سے اجازت لے لو، بلکہ حکم ہے کہ کسی کے یہاں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو، یعنی اپائنمنٹ لئے بغیر نہ جاؤ، میں نے فون پر معلوم تو کر لیا کہ حضرت ۱۱ر تاریخ کو دہلی میں ہیں، اور سفر کا پروگرام بنالیا، ہماری ٹرین کہرے کی وجہ سے چھ گھنٹہ لیٹ ہو گئی، حضرت کی شام کی فلائٹ تھی،

فون پر بات ہوئی، تو حضرت ائر پورٹ پر تھے، معلوم ہوا کہ چھ روز بعد ملاقات ہو سکے گی، میں نے گھر والوں سے مشورہ کیا تو سب کی رائے ہوئی کہ مل کر ہی جائیں گے، دہلی میں سردی بھی بلا کی ہو رہی ہے، ہمیں اس کی عادت نہیں، کاٹھیاواڑ میں سردی بالکل نہیں ہوتی مگر اللہ کا شکر ہے ملاقات ہو گئی، تو یہاں سردی میں رہنا وصول ہو گیا، نظام الدین میں حضرت نے ایک گیسٹ ہاؤس میں قیام کا انتظام کروا دیا تھا، تو مرکز بھی میرا اور میری اہلیہ کا جانا ہوتا رہا، اس سے ہم دونوں کو بہت فائدہ ہوا۔

س: آپ جدہ سے ہندوستان کب لوٹے، ابی کو تو یہ گمان تھا کہ آپ ابھی سعودی عرب میں ہیں؟

ج: میں تو دو سال پہلے ملک واپس آ گیا تھا، خاندان میں دعوتی کام اور بیوی بچوں کی تربیت کے لئے میرا لوٹنا ضروری تھا، اس لئے میں واپس ملک آ گیا، الحمد للہ میرا فیصلہ مفید رہا البتہ اس کا افسوس ہے کہ حضرت سے میں نے رابطہ نہیں کیا، دہلی اور مرکز نظام الدین میں کچھ وقت لگا کر مجھے یہ احساس ہوا کہ مجھے خالد بھائی کے واسطے سے جدہ میں ہی حضرت سے رابطہ کرنا چاہئے تھا، اگر چہ میں نے جدہ سے چلہ بھی لگایا مگر چلہ میں جالیات کے مرکز سے میرا رابطہ رہا اور اس کی وجہ سے ہندوستان میں بھی ڈاکٹر ذاکر نائک سے رابطہ ہوا، اور میں نے خاصہ وقت ان کے یہاں اور ان کے مشورہ سے گذارا، الحمد للہ مجھے فائدہ ہوا مگر وہ فکری اور علمی زیادہ تھا، مجھے دہلی آ کر یہ احساس ہوا کہ مجھے پریکٹیکل کے سلسلہ میں کمی رہی جو اگر میں پہلے دہلی آ گیا ہوتا تو شاید یہ کمی نہ ہوتی۔

س: آپ کا اصل وطن گجرات ہے نا؟

ج: جی میں گجرات میں کاٹھیاواڑ کے ایک مذہبی ہندو پٹیل خاندان کا فرد ہوں، میری پیدائش ویراول کے ایک ایسے گاؤں میں ہوئی جہاں مسلمان نام کا کوئی

آدمی نہیں رہتا، ۹ر جنوری ۱۹۷۵ء میری ڈیٹ آف برتھ ہے، میں نے ویراول میں گریجویشن کے بعد ہوٹل مینجمنٹ کا کورس کیا، میری شادی دیو کے ایک اچھے گھرانہ میں ہوئی، میرے فادر ان لا ممبئی میں ایک بڑے ہوٹل میں مینجر ہیں، مجھے ممبئی میں سیٹل کرنا چاہتے تھے اور ایک ہوٹل میں انھوں نے نوکری بھی سیٹ کر لی تھی، مگر ہمارے گھر والوں کی رائے نہیں ہوئی، میری بھی رائے نہیں تھی کہ وہاں جا کر میرے گھر بار میں بس ادھر ہی کا دباؤ رہے گا، اس لئے میں نے باہر کی سوچی، میرے ماما جدہ میں ٹویوٹا کمپنی میں اچھی پوسٹ پر تھے، انھوں نے جدہ میں ایک ہوٹل میں اسسٹنٹ مینجر کی ملازمت کی سیٹنگ کر لی اور میں چلا گیا، وہاں میرا دل نہیں لگا، دو سال میں نے بڑی مشکل سے وقت گذارا، بعد میں خروج لگا کر واپس آیا، گجرات آ کر کافی وقت تک مجھے کوئی ملازمت نہیں ملی، میری سسرال والے مجھ سے ناراض سے تھے، مجبور ہو کر میں نے اپنی بیوی کو ممبئی بھیجا کہ وہ اپنے پتا جی سے بات کریں، وہ گئی تو ان لوگوں نے مری بیوی کو بھی ذرا کڑوا جواب دیا، وہ مایوس ہو کر واپس آ گئی اور ایک سال بے روزگار رہ کر میں بہت پریشان ہو گیا، میری ماں بھی میری وجہ سے بہت پریشان تھیں انھوں نے جدہ میں میرے ماما کو میری پریشانی بتائی، تو میرے ماما نے پھر جدہ میں ایک ہوٹل میں مینجر کی نوکری کی سٹنگ کر کے مجھے بلا لیا، مگر میری بیوی نہیں چاہتی تھی کہ میں سعودی عرب جاؤں۔

س: وہ سعودی عرب کیوں بھیجنا نہیں چاہتی تھیں؟

ج: ایک تو وجہ یہ تھی کہ ان کو کسی نے بتایا تھا کہ سعودی عرب میں ذرا سی بات پر سر قلم کر دیا جاتا ہے، شراب پر، زنا پر، کسی نشہ کی چیز لانے پر، اس سے وہ بہت ڈرتی تھی۔ یہ بھی کہتی تھی کہ سعودی عرب اسامہ بن لادن کا ملک ہے، اور سب سے زیادہ اس لئے کہ میں سعودی عرب دو سال رہا تھا تو گوشت کھانے لگا تھا، اور وہ بہت مذہبی ہونے کی وجہ

سے گوشت کھانے سے بہت چڑتی تھی، جدہ میں رہ کر میں نہ صرف گوشت کھانے لگا تھا بلکہ گوشت کا رسیا ہو گیا تھا، گجرات آیا تو میری بیوی نے مجھ سے گوشت چھڑا کر چھوڑا، اب ان کا خیال تھا کہ پھر سعودی عرب جا کر میں گوشت کھانے لگوں گا، اس لئے وہ نہیں چاہتی تھی کہ میں جدہ جاؤں، مگر میں بے روزگاری سے عاجز آ گیا تھا، اس لئے گھر والی کی مرضی کے بغیر میں دوبارہ جدہ سروس پر چلا گیا۔ اصل بات یہ ہے کہ اس دنیا میں بادشاہت تو دنیا کے مالک کی چلتی ہے، یہاں صرف اس کا چاہا ہوتا ہے، اور وہاں سے جو فیصلہ ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے، وہاں اس گندے کے لئے کچھ دینا لکھا تھا، میں لاکھ سعودی عرب سے گھبرا تا رہا اور میری بیوی لاکھ پاؤں پٹختی رہی مگر ہوا وہی جو میرے اللہ نے چاہا۔ مجھے ہدایت دینا وہاں لکھا تھا طے تھا، اور جدہ میں طے تھا اس لئے لاکھ بچنے کے باوجود مجھے اللہ نے راہ دکھائی۔

س: ہاں آپ خود ہی اس ٹاپک پر آ گئے۔ اصل میں میں نے آپ سے جو بات شروع کی ہے، دراصل یہ بات معلوم کرنے کے لئے کی ہے کہ آپ اسلام لانے کا لطیفہ آپ اپنی زبان سے سنائیں؟ ابی تو وہ لطیفہ گھر میں سنا چکے ہیں۔

ج: مولانا صاحب! بچے اور اولاد ماں باپ کے کتنے نافرمان اور باغی ہو جائیں، مگر ماں باپ پھر بھی مامتا میں بے تاب رہتے ہیں بیٹا ماں کو کیسا ستائے نافرمانی کرے، آخری درجہ میں دکھ دے مگر ماں بس کلیجہ مامتا میں نکالے رکھتی ہے، اربوں ماؤں کو دیا اور پیار دینے والا مالک ایسا رحمٰن اور رحیم ہے کہ بندے کتنا بھی اس سے بھاگیں اس کی زمین کے اوپر، اس کے آسمان کے نیچے اس کی ہوا میں سانس لے کر اس کا دیا کھا کر، اس کے دیئے ہوئے جسم سے جتنی نافرمانی کریں، اور اس کے دیئے ہوئے دل میں، دماغ میں کس کس کو بسائیں، اس کی بنائی زبان سے اس کو چھوڑ کر کس کس کے

گن گائیں مگر ہائے ہائے میرے کریم رب کی رحمت، وہ بس بے بہانہ بھی دیتی ہے، ہمارے امیر صاحب ایک قصہ سنا رہے تھے جماعت میں، کہ ایک بت پرست اپنے دیوتا کی مورتی سامنے رکھ کر جاپ کر رہا تھا یاصنم یاصنم، بار بار کہتے کہتے زبان لڑکھڑا گئی، بے خیالی میں ایک بار یاصنم کی جگہ نکل گیا یاصمد، حالانکہ بے نیازی کی صفت سے یاد کیا مگر رحمت جوش میں آئی، اور آسمان سے ندا آئی نعم یا عبدی، ہاں میرے بندے، وہاں سے رحمت کے ساتھ جواب آیا، بس مستی اور جنون میں بت پرست کھڑا ہو گیا اور محبت سے یاصمد یاصمد کی رٹ لگانی شروع کی، اللہ تعالیٰ نے آغوش رحمت پھیلا دی، اور اپنی ولایت اور معرفت کا مقام عطا فرمایا، اور اس بت پرست کو بہت اونچا ولایت کا مقام عطا کر دیا، یہ تو ایک پرانی کہانی ہے، مگر میرے ساتھ تو بالکل ایسا ہی ہوا اور مذاق مذاق میں مسلمان ہو گیا، میرا مسلمان ہونا ایک لطیفہ اور جوک ہے، واہ میرے اللہ آپ کی رحمت اور ہدایت، ایسے کریم مالک پر جان و دل قربان نہ کریں تو بندے کی کیسی کم ظرفی ہے، واہ میرے رب آپ کے کرم کے کیا کہنے۔

س: ہاں سنائیے، وہ لطیفہ آپ کی زبان سے سننا چاہتا ہوں؟

ج: اصل میں خالد بھائی تھانہ بھون مظفر نگر کے بہت ہی خوب صورت، خوش مزاج ساڑھے چھ فٹ کے نوجوان ہیں، وہ ایک زمانہ سے جدہ میں گھڑیوں کا کاروبار کرتے ہیں، سنا ہے وہ نو دس بھائی ہیں، سب ماشاء اللہ لحیم شحیم ساڑھے چھ فٹ کے ہیں، تین چار تو جدہ میں ہیں، بہت ہی پیارے، جس ماحول میں رہیں اسے ہرا بھرا رکھیں، وہ ایک گھڑی کی کمپنی میں نائب مدیر مارکیٹنگ تھے، وہ اپنے کسٹومرس کی سال میں دوبار اپنی کمپنی کی پروڈکٹ بتانے کے لئے ہوٹل میں ریسپشن دیتے تھے، جو کئی سال سے اس ہوٹل میں ہوتا تھا جس میں میں ملازم تھا، پہلی ملاقات میں اپنے ہنس مکھ سوبھاؤ اور اپنے

لطیفوں کی ایسی چھاپ چھوڑتے تھے کہ آدمی بالکل بے تکلف پرانے دوست کی طرح ہو جاتا، وہ آپ کے والد حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی سے بیعت ہیں اور بہت عقیدت اور محبت رکھتے ہیں، اور حضرت بھی ان سے بہت ہی تعلق رکھتے ہیں، حضرت جب عمرہ کو آتے ہیں تو جدہ میں پروگرام رہتے ہیں تو زیادہ تر مکہ معظمہ، مدینہ منورہ سے جدہ لانے لے جانے کے لئے خالد بھائی کو ہی پسند کرتے ہیں، ۲۰۱۱ء کے شعبان کے موقع پر حضرت کا جدہ کا سفر تھا، تو ایک صاحب جدہ میں بہجت نجمی صاحب جو بڑے لوگوں اور عالموں کے پروگرام اپنے یہاں کراتے رہتے ہیں، کے یہاں حضرت کا پروگرام تھا، حضرت نے تقریر کی، اور لوگوں کو غیر مسلموں میں دعوت کے لئے جھنجوڑا اور آخر میں سب سے، آئندہ زندگی میں دعوت کا کام کرنے کا وعدہ لیا، اور اس کام کے لئے سب سے پہلے کسی غیر مسلم تعلق والے کو جس کو دعوت دیں گے، نشانہ بنانے کو کہا، اور کچھ لوگوں سے نام بھی معلوم کئے، کہ آپ پہلے کس غیر مسلم بھائی کو دعوت دیں گے؟ ہاتھ اٹھوائے اور اس کو دعوت کس طرح دیں گے، کچھ موٹا موٹا طریقہ بھی بتایا، خالد بھائی نے بھی ہاتھ اٹھایا اور وہ بڑی ہمت کے آدمی ہیں تو انھوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ میں تو حضرت کا میزبان ہوں اور سب سے زیادہ قریبی اور عزیز بھی ہوں، سب نے ایک ایک کی نیت کی ہے، میں دو کی نیت کرتا ہوں، سب نے ایک ہاتھ اٹھایا خالد بھائی نے دو ہاتھ اٹھائے، یہ پیر کے روز کی بات تھی، اس پروگرام میں ایک صاحب نے اصرار کیا تو حضرت نے دوبارہ جدہ کے لئے پروگرام دے دیا، خالد بھائی نے اپنی کمپنی کے ایک دوسرے نائب مدیر جو ملتان کے عیسائی ہیں اور ان کی کمپنی میں ایک اکاؤنٹینٹ جو ہندوستان کے ہیں ان دونوں کی نیت کی، اگلے روز انھوں نے اپنے اکاؤنٹینٹ سے بات کی وہ ایسے سوبھاؤ کے آدمی ہیں کہ آدمی کے لئے ان کی غلط بات سے انکار کرنا بھی

مشکل ہے، ان کی اتنی سچی اور محبت و ہمدردی کی بات کو کون ٹھکرا سکتا تھا، دعوت دیتے دیتے خالد بھائی کے دو بار آنسو نکل گئے، اتنے ہنسنے ہنسانے والے اور ہنسانے کے لئے جانے جانیوالے، تو یہ آنسو تو دل پر لگنے ہی تھے، اکاؤنٹینٹ فوراً تیار ہو گئے اور کلمہ پڑھ لیا، اگلے روز انھوں نے اپنی پچھلی کمپنی کے نائب مدیر دوست جو فلپائنی تھے، کو تلاش کیا ان سے ملنے گئے، اور ان سے بات کی، اللہ کا کرنا کہ انھوں نے بھی پہلی ہی ملاقات میں کلمہ پڑھ لیا، اس ہفتہ ان کی کمپنی کے کسٹومرس کی ریسپشن کا فنکشن تھا، ہمارے ہوٹل کا ہال بک کرانے کے لئے وہ پیٹر کو کلمہ پڑھوا کر میرے پاس آئے اور بس ہنستے ہنساتے آتے ہی مجھ سے کہنے لگے، پیٹر کو تو کلمہ میں نے پڑھوا دیا، شنکر تم کب مسلمان ہوں گے؟ اب تو قیامت آنے والی ہی ہے، مسلمان تو سب کو ہونا ہی ہے، دیر کیا کرنی، تم بھی مسلمان ہو جاؤ، بتاؤ ابھی کلمہ پڑھو گے یا پھر ایک دو روز کے بعد، میں نے کہا کلمہ پڑھ کر کیا کروں گا؟ خالد بھائی بولے، بتا تو رہا ہوں، بس یہ ہندو دھرم چھوڑ دو، کب تک پتھر پوجو گے؟ تمھیں شرم نہیں آتی، جو کبھی نہ اٹھا سکے اس کو پوجتے شرم نہیں آتی، بتاؤ کب مسلمان ہو گے؟ میں نے کہا جب بھی خالد بھائی کریں گے، ہم تو جبھی مسلمان ہو جائیں گے، خالد بھائی بولے، میں نے آج ہی دھاوا بول رکھا ہے، بس لگے ہاتھوں تم بھی نام لکھوا لو اللہ کے رجسٹر میں، بس آج تو بانٹ رہا ہوں، جلدی کلمہ پڑھ لو، کبھی رجسٹر بند ہو جائے میں نے کہا بس دیر نہ کرو پڑھاؤ، وہ بولے پڑھو، میں نے کہا پڑھاؤ، انھوں نے ہنستے ہنستے کلمہ پڑھوایا، میں نے بھی ہنستے ہنستے پڑھا، کلمہ پڑھوا کر بولے، اسلامی نام کیا رکھو گے؟ میں نے کہا جو آپ رکھیں گے وہی رکھ لوں گا، بولے سلمان رکھ لو، اُن دونوں کا عثمان اور عمران رکھا ہے، تم سلمان رکھو، اگر نظم بنانی پڑے تو ردیف ایک رہے، عثمان، عمران، سلمان، میں نے کہا ٹھیک ہے بس سلمان رکھ دو۔

س: آپ نے کلمہ کیا سوچ کر پڑھا، آپ اس خیال سے پڑھ رہے تھے کہ مسلمان ہونے کے لئے پڑھ رہا ہوں؟

ج: نہیں نہیں بالکل نہیں، میں نے مذاق میں بس لطیفہ کے طور پر ہنسی میں کلمہ پڑھ لیا تھا، خالد بھائی خود مجھے مذاق میں کہہ رہے تھے، اور خوب سمجھ رہے تھے کہ مذاق کر رہے ہیں، البتہ وہ یہ کہہ رہے تھے کہ میرے دل میں یہ بات آرہی تھی کہ مذاق مذاق میں بات کی شروعات تو ہو ہی جائے۔

س: تو پھر آپ مسلمان کیسے ہوئے، یہ تو مذاق تھا؟

ج: ہاں بتا رہا ہوں، ہوٹل کے ہال کی بات ہوئی، چائے پی کر خالد بھائی چلے گئے، میں نے مذاق میں اپنی بیوی کو فون ملایا، اور اسے چھیڑنے اور چڑانے کے لئے مذاق میں اسے بتایا کہ ابھی ابھی میرے ایک دوست خالد بھائی آئے تھے انھوں نے مجھے اسلام کا کلمہ پڑھوا کر مجھے مسلمان بنا دیا ہے، اور میرا نام بھی سلمان رکھ دیا ہے، سنا تو نے، سلمان خان ہے، ہے نہ کتنا بڑھیا ہیرو، تیرا پتی بھی اب سلمان خان بن گیا، بس پھر تو کیا کہنا تھا، وہ لگی مجھے گالیاں دینے، تو تو پر اتر آئی، تجھے تو مانس کی لت لگ گئی ہے، تو تو گیا ہی اسی وجہ سے، اصل کا ہوگا تو مجھے فون نہ کرنا، اور گھر مت آنا، بس وہاں پلیٹوں میں مانس کھاتے رہنا، اس نے اس بدتمیزی سے بات کی جس کی مجھے امید نہیں تھی، راج پوت خون تھا مجھے بھی جوش آگیا، میں نے بھی کہا، مسلمان بن گیا ہوں، مسلمان بن گیا ہوں، اب تیرے پاس نہیں آؤں گا، تو جو چاہے کر لے، اس نے فون کاٹ دیا، ہمارے ہوٹل میں ایک اکاؤنٹینٹ تھے، بلال صاحب، وہ تبلیغی جماعت سے تعلق رکھتے تھے، میں نے ان کو فون ملایا، اور کہا خالد بھائی مجھے مذاق میں کلمہ پڑھوا گئے، مگر اب سچ میں مسلمان بننا چاہتا ہوں، انھوں نے کہا یہاں جالیات کے مرکز چل کر کلمہ پڑھ کر شہادت

نام لے لیں، اور پھر ایمبیسی سے پاسپورٹ میں نام بدلوانے کی کاروائی کروا لیجئے، شام کو وہ مجھے لے کر جالیات کے مرکز گئے اور وہاں سے سرٹیفکٹ بنوایا، بلال صاحب نے مجھے جماعت میں جانے کا مشورہ دیا، پھر وہ اس کے لئے تیار ہو گئے، کہ اگر میں جماعت میں جاتا ہوں تو میرے ساتھ وقت لگا دیں گے، دونوں نے چھٹی کی سبیل بنائی، ہوٹل کے مالک خود اپنے مزاج کے عربی ہیں، ان کو میرے اس طرح اسلام لانے سے بڑی خوشی ہوئی، اور انھوں نے بخوشی ہم دونوں کو جماعت میں جانے اور دین سیکھنے کے لئے چھٹی دے دی۔

س: آپ کے گھر والوں سے آپ کا واسطہ رہا؟

ج: اس کے بعد میری ماں کا جماعت میں جانے سے پہلے فون آیا، انھوں نے مجھے بہت زور دیا اور سمجھایا، اپنے دودھ کا واسطہ دیا، اَدھرم ہونے سے باز رہنے کے لئے کہا، مگر مجھ پر اس وقت غصہ سوار تھا، میں نے صاف صاف جواب دے دیا، ایک سال تک گھر والوں نے مجھ سے کوئی واسطہ نہیں رکھا، اور وہ سیانوں اور پنڈتوں سے ٹوٹکے کراتے رہے، کسی طرح میں واپس آ جاؤں، جماعت میں وقت لگایا تو مجھے اسلام سمجھ میں آ گیا، اور میں نے اپنے کو مسلمان بنانے اور اسلام کو جاننے کے لئے، گھر والوں سے واسطہ نہ رکھنا ہی مناسب سمجھا، اس بیچ بعض دفعہ کچھ رشتہ داروں کا فون آیا، تو میں نے ہندوستان سے کوئی کال ریسیو کرنا ہی بند کر دیا۔

س: اس زمانہ میں خالد بھائی سے آپ کی ملاقات ہوئی؟

ج: خالد بھائی کی اپنی کمپنی کے مالک سے کسی غلط فہمی کی وجہ سے بات بگڑ گئی، اور انھوں نے وہ کمپنی چھوڑ دی، پھر ایک جاننے والے صاحب کو انھوں نے کمپنی بنانے کا مشورہ دیا، اور اس کے مدیر کی پوسٹ پر ملازمت کر لی، خالد بھائی کے ساتھ کئی کام کے

لوگ کمپنی چھوڑ کر چلے گئے، اس کی وجہ سے کمپنی فیل ہو گئی، اور خالد بھائی کے نئے مالک نے وہ کمپنی بھی خرید لی، کمپنی کے کسٹومرس کو دوبارہ جوڑنے کے لئے رسپشن کا پروگرام بنایا، تو خالد بھائی سے ان کے ساتھیوں نے ہمارے ہوٹل میں رسپشن کے لئے کہا، میرے پاس خالد بھائی کا فون آیا، بولے شنکر بھائی فلاں تاریخ میں آپ کے ہوٹل کا ہال خالی ہے؟ میں نے کہا: ہے۔ انھوں نے کہا: میں آتا ہوں، چیک بھی دے دوں گا، کھانے کا مینو بھی طے کر لیں گے۔ خالد بھائی ہوٹل پہنچے، منیجر کی کرسی پر سوٹ کے بجائے ایک ٹوپی اوڑھے داڑھی والے توپ پہنے آدمی کو دیکھ کر، حیرت سے بولے، منیجر صاحب کہاں ہیں؟ میں نے ذرا آواز بدل کر کہا، میں منیجر تو ہوں، وہ بولے ابھی میرے فون پر بات ہوئی تھی، شنکر بھائی ہیں منیجر، میں کرسی سے اٹھ کر ان کو گلے لگا کر زور سے بولا، خالد بھائی شنکر نہیں سلمان کہو سلمان، آپ ہی تو سلمان نام رکھ کر گئے تھے، خالد بھائی حیرت میں بالکل پاگل سے ہو گئے، واقعی میں نے مذاق میں کلمہ پڑھوایا تھا، مگر ہم دونوں کے مذاق پر اس دنیا کے مالک کا مذاق غالب آ گیا **وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ**۔

یا صنم صنم کہتے کہتے زبان پھسلی اور یا صمد نکل گیا، تو اس کی آغوش رحمت نے اٹھا لیا، تو لوا الٰہ الا اللہ کہا اور اس کے نبی کو گندی زبان سے محمد رسول اللہ کہا تھا، وہیں سے کمپیوٹر کلک ہو گیا، یہ زمانہ کمپیوٹر کا ہے، مذاق میں بھی کلک کر دیں تو سارا کریڈٹ ڈیبٹ ہو جاتا ہے، سارا کھاتہ دوسرے کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہو جاتا ہے، خالد بھائی پاگلوں کی طرح مجھے دیکھتے جاتے، بار بار اٹھتے اور گلے لگاتے، اور پوری داستان سن کر بہت خوش ہوئے۔

س: اس کے بعد گھر والوں سے آپ کا واسطہ کیسے ہوا؟

ج: گھر میں میں ہی اکیلا کمانے والا تھا، مالی حالت پہلے سے بھی اچھی نہیں تھی،

جب بات حد سے گذری تو گھر والوں کے فون آنے شروع ہوئے، ایس ایم ایس پر ایس ایم ایس آنے لگے، اصل میں میں نے بھی اپنے رب سے فریاد شروع کی میرے مالک میرے مذاق کو آپ نے قبول کر کے مجھے ایمان دیا، اور اب میرے گھر والوں پر بھی رحمت اور ہدایت کا ایک جھونکا بھیج دیجئے، میں نے ایک ایس ایم ایس کے جواب میں میسج کیا میرا انڈیا آنا تو ابھی ممکن نہیں، اگر تم چاہو تو وزٹ ویزا بھیج سکتا ہوں، آ کر مل لو، شروع شروع میں تو وہ ایک ہفتے کے لئے مجھے بلانے کی ضد کرتی رہی، مگر پھر جدہ رکنے کے لئے تیار ہوگئی، وہ جدہ دونوں بچوں کے ساتھ آئیں، میں نے سمندر کے بیچ پر لے جا کر ان کی خوب خاطر کی، اور دنیا دکھا کر دین پیش کیا، میں نے ان سے مکہ معظمہ حرم دیکھنے کے لئے اصرار کیا، تو وہ بولیں، وہ تو میں خود بھی دیکھنا چاہتی ہوں، میں نے کہا یہاں کا قانون ہے کہ وہاں جانے کے لئے اسلام قبول کرنا پڑے گا، وہ بولیں اس کے لئے کیا کرنا پڑے گا؟ میں نے بتایا کہ بس جالیات جا کر دولائن پڑھنی ہوں گی، اور وہ نیا اسلامی نام رکھ کر سرٹیفکٹ دے دیں گے، وہ بولی کوئی میرے منھ پر تو لکھا نہیں ہے کہ میں مسلمان نہیں ہوں، میں نے کہا کسی طرح پکڑی گئی تو سزا ہوگی، وہاں کی سزا سے وہ بہت ڈرتی تھی، وہ جالیات جا کر شہادت کے لئے تیار ہوگئی، میری اہلیہ بتاتی ہیں کہ اس وقت تو وہ مجھ سے تعلقات ہموار کرنے اور خرچہ جاری کرانے کی وجہ سے مکہ جانے، عمرہ کرنے اور شہادت کے لئے تیار ہوئی تھیں، جالیات جا کر کلمہ پڑھا، سلمہ نام رکھوایا، شہادت نامہ لیا، اور جمعہ کے دن میں ان کو لے کر مکہ مکرمہ عمرہ کے لئے گیا، جیسے ہی حرم میں داخل ہوئیں، تو کعبہ پر نظر پڑتے ہی ان کا عجیب حال ہوگیا، بس رونا شروع کیا، اور روتی رہیں، زمزم پلایا، وہ بولیں میں نے وہاں جدہ میں جھوٹ میں ہی کلمہ پڑھا تھا، مگر اب میں سچ میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں، میں نے مطاف میں ان کو کلمہ پڑھوایا،

پھر عمرہ کیا، الحمدللہ وہ میرے ساتھ چار مہینے رہیں، روزانہ کوشش کرتی کہ ہم رات کو حرم جائیں، تین بار میں ان کو مدینہ منورہ لے کر گیا، میری بیوی ایسی خوش قسمت خاتون ہیں کہ جنھیں اس زمانہ میں حرم میں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونا نصیب ہوا۔

س: واقعی یہ بات آپ نے سچ کہی؟ عجیب اتفاق ہے، یہ تو اللہ تعالی کی شان ہے، پھر آپ جدہ چھوڑ کر کیوں چلے آئے؟

ج: اصل میں گھر کے حالات ماں اور بھائی، بہنوں کو دعوت دینے اور بچوں کی تربیت کے لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ہندوستان لوٹ آؤں، میں جس گاؤں میں رہتا ہوں وہاں کوئی مسلمان نہیں ہے، میں نے کسی اسلامی ماحول میں شفٹ ہونے کا پروگرام بنایا جس کے لئے مجھے ہندوستان آنا ضروری تھا، میں نے آ کر اپنی پراپرٹی بیچی اور ایک مسلم علاقہ میں مکان خریدا، جدہ جالیات میں جن لوگوں سے رابطہ تھا انھوں نے مجھے ڈاکٹر ذاکر نائک صاحب سے ملنے کا مشورہ دیا، اور انھوں نے ڈاکٹر صاحب کو فون بھی کرادیا، ڈاکٹر صاحب نے کچھ وقت فارغ کر کے ساتھ رہنے کا مشورہ دیا، ایک سال سے زیادہ میں نے ان کے مشورہ سے دعوت اور دین سیکھنے میں لگایا، پچھلے اگست میں عید کے بعد میں گھر میں ہی تھا، مجھے ویراول کے ایک صاحب احمد بھائی نے حضرت کی کتاب 'آپ کی امانت' گجراتی اور ہندی نسیم ہدایت کے جھونکے' پڑھنے کو دی، ان کتابوں نے مجھے بہت متاثر کیا، اور ان کتابوں سے مجھے گھر والوں میں دعوت کے لئے راہیں ملیں، میں نے ایک ایک واقعہ پڑھ کر ماں کو اور بہن بھائیوں کو سنایا، اللہ کا شکر ہے میری ماں اور بہن بھائی کی ہدایت کا وقت آ گیا، اور تینوں نے کلمہ پڑھا۔ میری بیوی اور میرا مشورہ ہوا کہ ہمیں حضرت سے ملنا چاہئے، میں نے خالد بھائی کو فون کیا، خالد بھائی نے حضرت کا فون دیا اور رابطہ کرایا، اللہ کا شکر ہے ملاقات ہوگئی۔

س: اب آئندہ کیا پروگرام بنایا ہے؟

ج: حضرت نے چالیس روز یا چار مہینے سہولت کے اعتبار سے جماعت میں لگانے کا مشورہ دیا، اب پہلے چالیس روز کے لئے گجرات جا کر جماعت میں لگاؤں گا، روزگار کا مسئلہ تو حل سا ہو گیا ہے، پراپرٹی بیچ کر جو پیسے بچے تھے، وہ میں نے ایک حاجی صاحب کے ساتھ کاروبار میں لگا دیئے ہیں، الحمدللہ خرچ آرام سے چل رہا ہے اب تو بس زندگی دعوت کے کام میں لگ جائے۔

س: ماشاء اللہ خوب، آپ کی داستان بھی بڑی دلچسپ ہے، ارمغان ایک اردو میگزین ہے اس کے پڑھنے والوں کو ایک پیغام بھیج دیجئے؟

ج: ساری ماؤں کو ممتا دینے والے رب سے لوگوں کو جوڑنے کا کام سب سے آسان اور اس مالک کا سب سے محبوب کام ہے، جو مالک مذاق میں لا الہ الا اللہ کہنے والوں کے لئے آغوش رحمت کھولنے والا ہے، اس کوچ میں بلانے والے کے لئے اس کی بارگاہ میں کیسا سواگت ہوگا، انسان کی انسانیت بس اس میں ہے کہ اس کے نام پر اور اس کے کام پر مر مٹے۔

س: شکریہ، جزاک اللہ السلام علیکم

ج: وعلیکم السلام

مستفاد از ماہنامہ ''ارمغان'' ماہ فروری ۲۰۱۳ء

۱۳۲

ملک کا قانون یہ ہے کہ
دین بدلنے والوں کو روکنا قانوناً جرم ہے۔
جناب عبدالرحمن سے ایک ملاقات

اقتباس

مجھے پیارے نبی ﷺ کی خواب میں زیارت کا بہت شوق تھا، ہر امتی کو ہوتا ہے، مجھے کچھ زیادہ ہی تھا، کئی سال سے مجھے جو کوئی عمل بتاتا تھا وہ میں کرتا تھا، مگر پچھلے دنوں ایک کیمپ میں ہمارے حضرت (مولانا محمد کلیم صدیقی) نے دعوت کے کام کرنے والے ساتھیوں کو اس بات پر زور دیا کہ ہماری دعوت جتنی زیادہ سنت کے قریب اور آپ کے طریقہ پر ہوگی، اتنی زیادہ مؤثر اور کامیاب ہوگی۔

فائدہ: انٹرویو دینے والے کے اپنے خاص جذبات ہوتے ہیں یہ ضروری نہیں کہ اکابر اس سے مکمل اتفاق کریں ہاں اعتدال پر رہنا سب کے لئے پسندیدہ ہے۔

احمد اواہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عبد الرحمن: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

س: عبدالرحمن صاحب آپ جماعت سے واپس لوٹے ہیں، کتنے روز کے لئے گئے تھے، اور آپ کا وقت کہاں لگا؟

ج: میں چالیس روز کی جماعت میں گیا تھا، میرا وقت بھروچ گجرات میں لگا، اللہ کا شکر ہے کہ ہماری جماعت میں چار عالم سال لگانے والے تھے ان کے ساتھ بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔

س: یہ آپ کا کون سا چلہ تھا؟

ج: مجھے اسلام قبول کئے ہوئے چھٹا سال ہے، پہلے سال میں نے چار چلے لگائے اس کے بعد یہ پانچواں چلہ ہے، الحمد للہ سالانہ چلہ، مہینہ کے تین دن اور روزانہ کے ڈھائی گھنٹہ ہفتہ کے دو گشت، دونوں تعلیم، پانچوں کام جب سے میں اسلام لایا ہوں بلکہ میں کیا لایا ہوں، مری کہاں صورت کہ اسلام میں آتا میرے اللہ نے مجھے اسلام عطا کیا ہے، آج تک ناغہ نہیں ہوئے۔

س: ماشاء اللہ! بزرگوں اور سب اللہ والوں کا کہنا ہے کہ نیک کام میں استقامت ہزار کرامتوں سے افضل ہے، بلکہ نیکی پر استقامت ہی بڑی کرامت ہے۔

ج: بس کسی نیکی کی توفیق بھی اللہ کے کرم سے ہوتی ہے، اور اس پر جمنا تو صرف اور صرف اللہ کے کرم ہی سے ہوسکتا ہے۔

س: اس بار کے چلہ کی کوئی خاص بات بتائیے؟

ج: سب سے بڑی خاص بات تو یہ ہے کہ ان چالیس دنوں میں میں نے پورے قرآن مجید کا ترجمہ یاد کرلیا، بلکہ اگر میں چاہوں تو لفظی ترجمہ کسی کو پڑھا سکتا ہوں، ہمارے ساتھ بستی ضلع کے ایک عالم تھے، جنھوں نے مولانا نثار صاحب سے دوسو گھنٹوں میں ترجمہ پڑھانے کی ٹریننگ لے کر دسیوں جگہ ترجمہ قرآن پاک کے سنٹر قائم کئے ہیں۔

س: جماعت میں جماعت کا کام اور نظام، تعلیم و گشت وغیرہ میں آپ کو ترجمہ قرآن کا وقت کیسے مل گیا، اور امیر صاحب کی طرف سے اس کی اجازت کیسے ملی؟

ج: جماعت کے امیر صاحب بھی ایک عالم تھے، ہم لوگ سارے معمولات کر کے اپنے آرام کے وقت میں ترجمہ قرآن پاک سیکھ رہے تھے، میرے ساتھ چار

ساتھی اور تھے ہم پانچ لوگوں نے پورا ترجمہ سیکھا، امیر صاحب نے خوشی سے اجازت دی۔

س: ایک تو یہ خاص بات تھی، اس کے علاوہ بھی کوئی خاص بات ہے؟

ج: دو اور خاص باتیں تھیں، بلکہ تین اور باتیں تھیں، دوسری بات یہ تھی کہ پہلی بار میں نے اس جماعت میں جا کر پیارے نبی ﷺ تین بار زیارت کی، دو دفعہ تو چہرہ مبارک یاد نہیں، مگر آخری جمعہ کی رات میں تو بالکل چہرہ انور ایسا نورانی اور صاف و شفاف کہ ہر وقت نگاہ کے سامنے جما رہتا ہے۔

س: اس کے لئے آپ نے کوئی خاص عمل کیا؟

ج: مجھے پیارے نبی ﷺ خواب میں زیارت کا بہت شوق تھا، ہر امتی کو ہوتا ہے، مجھے کچھ زیادہ ہی تھا، کئی سال سے مجھے جو کوئی عمل بتاتا تھا وہ میں کرتا تھا، مگر پچھلے دنوں ایک کیمپ میں ہمارے حضرت (مولانا محمد کلیم صدیقی) نے دعوت کے کام کرنے والے ساتھیوں کو اس بات پر زور دیا کہ ہماری دعوت جتنی زیادہ سنت کے قریب اور آپ کے طریقہ پر ہوگی، اتنی زیادہ مؤثر اور کامیاب ہوگی، اس کے لئے اس کو (دعوت کو) قرآن و سنت سے جوڑنا پڑے گا، اس کے لئے ہر داعی اپنے اوپر لازم کر لے کہ اپنا دن قرآن کو تدبر اور غور کے ساتھ پڑھنے سے شروع کرے، اور قرآن کو کتاب ہدایت اور کتاب دعوت سمجھ کر پڑھے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے خالق ہیں ہماری نفسیات اور فطرت سے اللہ سے زیادہ کون واقف ہوگا، توحید سمجھانے، رسالت سمجھانے اور آخرت سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیا کیا مثالیں دی ہیں، اور کون سا طریقہ اور اسلوب اختیار کیا ہے، سب سے بہتر اور اچھا اسلوب وہی ہو سکتا ہے، اس لئے ہر داعی اور ہمارا ساتھی اس کو فرض کی طرح ضروری اور لازمی کر لے اور قرآن میں اللہ نے کہا بھی ہے:

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ

توقرآن توفرض ہے ہی، یعنی قرآن پر ایمان فرض ہے، اس کا مطلب حضرت نے فرمایا کہ قرآن کو سمجھ کراس کو حق جاننا اوراس پر عمل کرنا فرض ہے، اس کے لئے قرآن پر غور ضروری ہے، توحضرت نے بہت زوردیا کہ دعوت کو دعوت بالقرآن بنانے کے لئے یہ ضرور کرنا پڑے گا کہ دن قرآن پڑھنے اور قرآن کو کتاب ہدایت اور کتاب دعوت سمجھ کرتدبر کے ساتھ پڑھنے سے شروع کرے، اور پڑھنا بالکل سرسری نہ ہوبلکہ اتنی دیر اور اتنا قرآن پڑھا جائے کہ قرآن کے مضامین دن بھر دل ودماغ میں گھومتے رہیں، آدمی کسی اللہ والے، کسی بڑے کے ساتھ وقت گذارتا ہے کسی کی تقریر سنتا ہے، توکوئی روزتک اس کی باتیں اور مضامین ذہن میں گھومتے رہتے ہیں، اسی طرح دن قرآن مجید تدبر کے ساتھ پڑھنے سے شروع کرنا ہے، اور دعوت کو سنت کے قریب اور پیارے نبی ﷺ کے طریقہ پر کرنے کے لئے اللہ کے رسول ﷺ سیرت کو بھی پڑھنا ہوگا، اس کے لئے ہرداعی اور ساتھی کے بستر کے پاس سیرت کی کوئی کتاب ہو، اور کوئی بھی کتاب ہومگر ہم اللہ کے رسول ﷺ سیرت کو بحیثیت رسول اور نبی پڑھیں، اور وہ اتنی دیر پڑھیں کہ سوتے سوتے خواب بھی سیرت اور نبی ﷺ کے بارے میں آئیں، جس طرح آدمی کسی بزرگ بڑے عالم کی صحبت میں دیرتک رہتا ہے تودیرتک اس کو صحبت کا احساس رہتا ہے، سیرت پاک بھی چندلائن یاایک دوصفحے نہ پڑھے بلکہ اتنی سیرت پاک پڑھی جائے کہ ایسا محسوس ہو جیسے کچھ وقت ہم نے پیارے نبی ﷺ صحبت اور معیت میں گذارا ہے، اگرقرآن کی کوئی تفسیراورسیرت کی کوئی کتاب ہم نہ پڑھ سکیں تو اب آڈیوپراس طرح کی چیزیں دستیاب ہیں، ہم انھیں سنیں، حضرت نے کہااس سے جہاں ہماری دعوت سنت سے قریب ہوگی اس کے علاوہ بہت سے فائدے ہوں گے،

بہت سے ساتھیوں نے بتایا کہ لگاتار کچھ روز اس خیال سے سیرت کو پڑھنے سے خواب میں زیارت کے شائقین کو ہمارے نبی ﷺ کی زیارت بھی نصیب ہوئی ہے، اسی لئے اس چلہ میں میں نے سیرت کے آدھا گھنٹہ مطالعہ کی پابندی کی، اس کی برکت سے مجھے چار بار زیارت نصیب ہوئی۔

س: ماشاء اللہ، دوسری یہ بات ہوئی، اس کے علاوہ اور دو خاص باتیں سنائیے؟

ج: اس بار جماعت میں کل ملا کر دس لوگوں نے مجھ گناہ گار کے ذریعہ کلمہ پڑھا۔

س: جماعت میں رہتے ہوئے آپ نے غیر مسلموں میں دعوت کا کام کیسے کیا؟

ج: کام تو ہم جماعت کی ترتیب پر ہی کرتے رہے، مگر اللہ کا کرنا ہوا کہ کسی نہ کسی طرح انفرادی طور پر موقع ملتا رہا، سب سے پہلے دو لوگ ہماری جماعت دیکھ کر نئی دہلی ریلوے اسٹیشن پر جہاں ہم گاڑی کے انتظار میں تھے، آگئے اور بولے، اسلام کے بارے میں ہم جاننا چاہتے ہیں، امیر صاحب کو معلوم تھا کہ میں چند سال پہلے مسلمان ہوا ہوں، اس لئے انھوں نے مجھ سے بات کرنے کو کہا اور الحمد للہ وہ دونوں پلیٹ فارم پر ہی مسلمان ہوئے، اور جماعت میں جانے کا وعدہ بھی کیا، اور جماعت میں فون بھی آتے رہے، خدمت کی باری میں ایک روز سودا لینے کے لئے بازار گئے تو دوکاندار بات کرنے لگا اور کلمہ پڑھا، اس طرح کل ملا کر دس لوگ مسلمان ہوئے۔ اس کے علاوہ ایک بات یہ ہوئی کہ چار بالکل چوروں نے توبہ کی اور جماعت میں چلہ کے لئے نکلے۔

س: ماشاء اللہ، وہ کیسے؟

ج: وہ ہمارے ساتھ کوٹہ سے ٹرین میں سوار ہوئے، امیر صاحب نے مجھ سے کہا کہ ان سے بات کرو، میں نے دو رکعت نماز پڑھی، اپنے اللہ سے دعا کی، الحمد للہ بات ان کی سمجھ میں آئی، وہ رتلام کے رہنے والے تھے، رتلام جا کر وہ بھروچ آئے اور

جماعت میں شامل ہوئے۔ پانچویں ایک بات ان چاروں سے بھی زیادہ خاص ہے کہ ہمارے وہ چچا جو ہمارے اسلام کے سب سے زیادہ مخالف تھے، اور انھوں نے ہی پولیس کو پیسے دے کر ہمیں جماعت سے اٹھوایا تھا اور ہمارے ساتھ ناقابل بیان زیادتیاں کرائی تھیں انھوں نے میرے بڑے بھائی کے سامنے کلمہ پڑھا، جماعت میں ایک رات میں سیرت پاک پڑھ رہا تھا تو فتح مکہ کے بعد حضرت وحشی اور حضرت خالد بن ولید کے اسلام کا واقعہ پڑھا، میں نے اپنے چاچا اور تاؤجی کے بارے میں خوب دعا کی، رات کو سویا تو کوئی خواب میں کہہ رہا تھا تیرے چاچا مسلمان ہونا چاہتے ہیں، میں نے سویرے اٹھ کر بڑے بھائی سے کہا آپ ان کو اسلام کے بارے میں بتاؤ اور ان کو ڈاکٹر عیسیٰ صاحب کے پاس لے جاؤ وہ ان کو سمجھا کر لے گئے، جہاں ایک مولانا صاحب آئے ہوئے تھے چاچا نے ان سے اسلام کے بارے میں کچھ سوالات کئے، جن کے جواب سے وہ بہت مطمئن ہوئے اور وہیں اسلام قبول کرلیا، یہ میرے لئے اس جماعت کی سب سے خوشی کی اور بڑی بات تھی۔

س: آپ اپنا خاندانی تعارف، اور اسلام قبول کرنے کا حال بتائیے؟

ج: میرا نام اب الحمدللہ عبد الرحمن ہے، میں راجستھان کے ضلع الور کے ایک راجپوت خاندان میں پیدا ہوا، ہمارے گاؤں میں ایک بھی مسلمان نہیں ہے، میرا نام میرے دادا جی نے اجیت کمار رکھا، ابتدائی تعلیم گاؤں میں ہوئی اس کے بعد الور سے بارہویں کلاس پاس کی اور وہیں سے بی اے کیا۔

الور میں میری دوستی ایک میواتی لڑکے سے ہوگئی، اور تعلق اتنا بڑھا کہ ہم لوگوں کا ایک دوسرے سے پریوارک (خاندانی) تعلق ہوگیا، ہمارے گھر والے ان کے شادی بیاہ میں، اور ان کے گھر والے ہماری شادی بیاہ میں شریک ہونے لگے، دونوں ملازمت

کی تلاش کرتے رہے مگر ملازمت نہ مل سکی تو ہم نے پارٹنر شپ میں اسپیئر پارٹس کی دوکان کر لی، میرے گھر میں میرا بڑا بھائی، ایک چھوٹا بھائی، بھائی کے دو بچے، میری بھابھی، میری بیوی، میرے تین بچے، اور دو غیر شادی شدہ چھوٹی بہنیں اور ماں تھیں، پتاجی کا میرے بچپن میں ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا تھا، میرے میواتی دوست کے ماں باپ حج کو گئے تو ہم لوگ میرے دونوں بھائی اور بھابھی ان کو دہلی چھوڑنے گئے، ایر پورٹ پر حج کو جانے والوں کا منظر دیکھ کر مجھے اور میرے بھائیوں کو بہت اچھا لگا اور دل میں آیا کاش ہم بھی حج کو جاتے، اس کے بعد حج کو جانے کی حسرت بڑھ گئی، گھر میں ایک کے بعد ایک کو کعبہ، روضہ پاک، اور احرام میں طواف کرتے لوگ دکھائی دینے لگے، ایک روز میں دوکان کا سامان لینے کے لئے اپنے دوست یونس کے ساتھ جے پور گیا، تو وہاں ایک مسجد میں امام صاحب سے یونس نے ملوایا، اور ہمارے گھر والوں کے وہاں جانے کے خوابوں کا ذکر کیا، امام صاحب نے کہا کہ وہاں جانے کے لئے ایمان شرط ہے، کیونکہ شرک سب سے بڑی ناپاکی ہے، اس لئے شرک کے ساتھ وہاں جانا حرام ہے، آپ خواب میں وہاں جا رہے ہیں، اس سے لگتا ہے کہ آپ کی روح شرک سے پاک ہو گئی ہے، یعنی اندر سے ایمان آ رہا ہے، جب باہر سے بھی ایمان آ جائے گا تو مجھے امید ہے آپ ضرور حج کو جائیں گے، میں نے بھائیوں اور گھر والوں کے سامنے امام صاحب کی بات بتائی، ایک روز الور میں ایک جماعت کے امیر صاحب سے مجھے یونس نے ملوایا اور ان سے میرے گھر اور حالات کے بارے میں بتایا، امیر صاحب نے بھی یہی بتایا کہ اللہ تعالی آپ کو ایمان کا راستہ دکھا رہے ہیں، آپ کو دیر نہیں کرنی چاہئے، اور مولانا سراج الدین جے سنگھ پور والوں کے پاس جانے کو کہا، مولانا سے تو رابطہ نہیں ہوا، کئی بار کوشش کے باوجود فون پر رابطہ نہیں ہو سکا، مگر مولانا کی تلاش

میں ایک ماسٹر صاحب حضرت کے جاننے والے مل گئے، ڈاکٹر عیسیٰ ایک بڑے ڈاکٹر ہیں ان کے ساتھ مل کر دعوت کا کام کرتے ہیں، انھوں نے بہت سمجھایا کہ جب مالک آپ کو ایسا راستہ دکھا رہے ہیں تو دیر نہیں کرنی چاہئے، میں نے ان سے اپنے گھر آکر گھر والوں سے بات کرنے کی بات کہی، وہ تیار ہو گئے، گھر والوں سے انھوں نے درد کے ساتھ بات کی اور سب گھر والوں نے ایک ساتھ کلمہ پڑھا، سیکری حلقہ کا جماعت کا جلسہ تھا وہاں سے ہم تینوں بھائی جماعت میں نکل گئے، گاؤں کے پردھان کو پتہ لگا، اور میرے چاچا جو بی جے پی سے جڑے ہیں ان کو بھی پتہ لگا اس خبر سے ان دونوں کے آگ لگ گئی، انھوں نے تھانہ دار کو تھانہ جا کر پیسے دیئے اور کہا کہ ان کو جماعت سے اٹھا لاؤ اور ایسی سزا دو کہ مسلمان بننا بھول جائیں اور واپس دھرم میں لاؤ، پولیس تلاش کرتے کرتے متھرا پہنچی اور ہم تینوں بھائیوں کو اٹھا لائی، یونس اور ان کے پریوار کو بھی پولیس پکڑ کر لے گئی، اور زبردستی لالچ دے کر مسلمان بنانے کا مقدمہ دائر کیا، ہمارا تیسرا چلہ تھا، پولیس نے ہمارے ساتھ پانچ دن تک بہت زیادتی کی، ہمیں بے انتہا مارا، میرے بھائی کی تو کمر کی پسلیاں ٹوٹ گئیں، ہماری داڑھیاں نوچیں، یونس کے گھر والے تو کسی طرح کچھ نیتاؤں کی سفارش سے پہلے دن ہی چھوٹ گئے، ہمارے ساتھ زیادتیاں ہوتی رہیں، ہم مار کھاتے رہے اور کہتے رہے کہ تم ہماری جان بھی لے لو گے تو بھی ہم ایمان سے پھرنے والے نہیں، یونس نے ماسٹر صاحب کے ذریعہ حضرت کو اطلاع کرائی، حضرت کسی سفر میں تھے، انھوں نے ایک مولانا صاحب کو بھیجا اور بتایا کہ ہمارا ملک ایسا پیارا اور اچھا دیش ہے، اور ہمارے بڑوں نے اس کا ایسا اچھا قانون اور سنودھان بنایا ہے کہ یہاں پر ہر انسان آزاد ہے، اور ملک کے قانون اور آئین کی شروع کی پچاس دفعات شہریوں کے بنیادی حقوق کہلاتے ہیں، یعنی فنڈامنٹل

رائٹس، ان میں سے کسی دفعہ کو پوری پارلیمنٹ بھی ختم نہیں کرسکتی، اس کی ۲۵ رویں دفعہ آرٹیکل ۲۵ رمیں ملک کے ہر شہری کو، کوئی مذہب قبول کرنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی دعوت دینے کا حق دیا گیا ہے، اور یہ ہر شہری کا بنیادی حق ہے، شرط یہ ہے کہ امن و امان متاثر نہ ہو اور لالچ اور دباؤ نہ دیا جائے، اس کی رو سے کسی کو دعوت سے روکنا اور دین قبول کرنے سے روکنا یا دباؤ دینا یہ سب جرم ہے، حضرت نے مولانا کے ذمہ لگایا کہ ہم لوگوں کی ایک میڈیکل رپورٹ تیار کی جائے، ہم لوگ زیادتی کرنے والوں کے خلاف سپریم کورٹ میں مقدمہ ڈالیں گے۔

اتفاق سے سرکاری اسپتال کے سی ایم او ایک پس ماندہ خاندان کے تھے اور وہ ڈاکٹر عیسیٰ کے بہت قریب تھے، انھوں نے بہت اچھی میڈیکل رپورٹ بنائی کہ ہمارے ساتھ تھانے میں بہت زیادتیاں ہوئی ہیں، تھانہ انچارج کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ لوگ سپریم کورٹ میں جانے کی تیاری کر رہے ہیں اور ہمارے خلاف مقدمہ قائم کر رہے ہیں تو ڈی ایس پی کو خبر دی، ڈی ایس پی، تھانہ انچارج، گاؤں کے پردھان، ہمارے چاچا اور تاؤ ہماری خوشامد کے لئے آئے، انھوں نے پہلے مشورہ کیا اور پھر یہ طے پا کر کہ ہم پر مقدمہ قائم ہوگا، جرم ثابت ہوگا اور سزا ہوگی، انھوں نے مولانا صاحب سے کہا کہ آپ ان کو مقدمہ سے روکیں، ہم ساری پراپرٹی بھی دیں گے، ایک مکان میں مسجد بنا کر دیں گے، اور آئندہ جو دھرم بھی اپنانا چاہیں، رکاوٹ نہیں بنیں گے، آپ فیصلہ کرلو، مولانا صاحب نے حضرت سے فون پر بات کی، حضرت نے کہا ہمیں ری ایکشن تو نہیں کرنا ہے ان تک بھی دعوت پہنچانی ہے، فیصلہ کرلو فیصلہ ہوگیا، دو سو گز کا مکان مسجد بنا کر لکڑی پتھر ڈال کر انھوں نے دیا اور ہم خوشی خوشی اپنے گھر رہنے لگے اور جماعت میں جا کر اپنے چار مہینے بھی پورے کئے، ایک امام صاحب کو ہم نے رکھ لیا ہے، ایک کمرہ ان کو دے دیا

ہے، ان کی بیوی ہماری عورتوں اور بچیوں کو پڑھاتی ہیں اور وہ ہمیں۔ اللہ کا شکر ہے تھوڑی سی تکلیف ہوئی مگر اللہ نے بہت جلد راہیں کھول دیں۔

س: پھر اس کے بعد گاؤں والوں کی طرف سے اور علاقہ والوں کی طرف سے مخالفت نہیں ہوئی؟

ج: اس کے بعد کچھ ایسا تاثر قائم ہوا کہ دین بدلنے والوں کو روکنا قانون میں بہت بڑا جرم ہے، داروغہ اور ڈی ایس پی ڈر گئے، اس کا بہت بڑا فائدہ ہوا، اندر سے تو وہ لوگ جلتے رہے، مگر کوئی زیادتی نہیں کی اور ہم سے سیدھے الجھنا بند کر دیا۔

س: بچوں کی تعلیم کا کام کس طرح چل رہا ہے؟

ج: بس ہمارا گھر ایک چھوٹا سا مدرسہ ہے، سب لوگ پڑھ رہے ہیں، قرآن مجید تقریباً سبھی کا پورا ہو گیا ہے، چار بچے حفظ کر رہے ہیں، اردو سب پڑھنے لگے ہیں، جماعت کے ساتھ لگے ہیں اور جیسا موقع ملتا ہے غیر مسلموں میں دعوت کا کام بھی اپنے اپنے طور پر کرتے رہتے ہیں۔

س: آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی یہ باتیں اردو میگزین ارمغان میں چھپیں گی، پڑھنے والوں کو آپ کوئی پیغام دیں گے؟

ج: اپنے دن کو قرآن مجید سے کتاب ہدایت اور کتاب دعوت کے طور پر پڑھنے سے شروع کریں، اور سوتے وقت سیرت پاک کا مطالعہ کریں، اس میں بڑی برکتیں ہیں، زندگی کی ساری اندھیریاں دور ہو کر نور ہی نور اور راہیں ہی راہیں نکل آتی ہیں، اس کی پابندی کر کے دیکھیں اور اس کی برکت کھلی آنکھوں پا کر دوسروں کو اس کی ترغیب دیں۔

دوسری اور ضروری بات یہ ہے کہ ہم جس ملک میں رہ رہے ہیں اس کا آئین آزاد

ملک کا سیکولر آئین ہے، اس میں ملک کے ہر شہری کو کسی بھی مذہب کو قبول کرنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی دعوت دینے کا حق بنیادی شہری حق کے طور پر دیا گیا ہے، جس سے روکنے اور اس میں رخنہ اندازی کرنے، یعنی کسی کو دین قبول کرنے اور اس کی دعوت سے روکنا یا اس کا لالچ دینا جرم ہے، اور بنیادی حق سے محروم کرنے کی وجہ سے قانونی جرم ہے، اس لئے نہ اسلام قبول کرنے والوں کو ڈرنا چاہیئے اور نہ دعوت دینے والوں کو، کہ اسلام قبول کرنا اور اس کی دعوت دینا ملک کے ہر شہری کا قانونی اور بنیادی حق ہے، یہ کوئی غیر قانونی کام نہیں ہے بلکہ ہمارا حق ہے

س: بہت شکریہ، جزاک اللہ واقعی دونوں باتیں بہت اہم ہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ج: وعلیکم السلام

مستفاد از ماہنامہ ''ارمغان'' ماہ مارچ ۲۰۱۴ء

(۱۳۳) اللہ کے گھر کی خدمت اور اللہ کے کلام کے ادب نے ہمارے پورے گھرانے کو اسلام سے نواز دیا

بھائی شمیم احمد سے ایک ملاقات

اقتباس

مولانا احمد! آپ اپنے ماتحتوں کو کچھ بانٹ رہے ہوں اور ایک آدمی اس وقت آپ کے کسی کام میں مشغول ہو تو کیا آپ اس کو نہیں دیں گے؟ آپ یقیناً اس کا حصہ اوروں سے زیادہ محفوظ کریں گے، یہ تو ہمارا دھوکہ ہے کہ ہم کماتے ہیں، رزاق تو اللہ کی ذات ہے۔

احمد اوّاہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شمیم احمد: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

س: شمیم بھائی آپ دہلی کب اور کہاں سے آئے ہیں؟

ج: میں دہلی پرسوں آیا تھا، میں اصل میں جماعت میں چار مہینے لگا کر لوٹا ہوں، ہماری جماعت نے بہار مونگیر ضلع میں چار مہینے لگائے ہیں، حضرت سے فون پر پہلے بات ہو گئی تھی کہ ۱۳ رتاریخ کی شام کو دہلی میں ملاقات ہو جائے گی، اس لئے مرکز میں رک گیا تھا، آج گھر جانے کا ارادہ ہے۔

س: جماعت کہاں کی تھی اور امیر صاحب کہاں کے تھے؟

ج: جماعت میں الگ الگ جگہ سے لوگ تھے، پانچ لوگ میرٹھ کے تھے، دو پانی پت ہریانہ کے، امیر صاحب غازی پور کے ایک قاری صاحب تھے جو مرکز کے ایک مدرسہ میں پڑھاتے ہیں، دو ہم، میں اور میرے چھوٹے بھائی نسیم احمد، جماعت میں سبھی ساتھی بہت اچھے تھے بس میرٹھ کے ایک بڑے میاں بہت ہی گرم مزاج کے تھے، مگر امیر صاحب بہت ہی نرم سوبھاؤ کے تھے، ذرا سی دیر میں منا لیتے تھے۔

س: جماعت کی کچھ خاص باتیں بتائیے؟

ج: ہم گاؤں کے لوگ وہ بھی ہریانہ کے، خاص بات کیا بتائیں؟ بس ایک بات چار مہینے تک دل و دماغ پر چھائی رہی، مرکز نظام الدین میں حضرت مولانا ابراہیم دیولا صاحب کے بیان میں آخرت اور جنت و دوزخ کا ذکر سنا تھا، اس طرح انھوں نے بیان کیا جس طرح دیکھنے والا کمنٹری بیان کرتا ہے، رات کو سویا تو خواب میں دیکھا کہ حشر کے میدان میں ہوں اور حساب کتاب ہو رہا ہے، ایسا ہولناک منظر ہے کہ بس تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، گناہ گاروں کا حال ایسا برا ہے کہ بس اللہ بچائے، دوزخ بھی سامنے دکھائی دے رہی تھی، اور جنت بھی، میرا حال ڈھل مل ہے کبھی لگتا ہے جہنم میں ڈالا جائے گا کبھی ہوتا ہے کہ نہیں جان بچ گئی آنکھ کھلی تو مجھ پر اس قدر خوف طاری ہوا کہ نیند اڑ گئی، اگلے روز سفر تھا، ٹرین میں بھی نیند نہ آئی، رات میں فضائل اعمال کی تعلیم ہوئی تو اور بھی نقشہ سامنے آ گیا، ایک ہفتہ تک مجھے ایک منٹ کو نیند نہیں آئی، کئی ڈاکٹروں کو دکھایا، امیر صاحب نے سر کی مالش کرائی ساتھیوں نے پاؤں بھی دبائے، ساتھیوں کا مشورہ ہوا کہ اس کو واپس گھر بھیج دیا جائے، مگر میں نے صاف منع کر دیا کہ اللہ کے راستہ میں موت آ جائے گی تو آ جائے، چار مہینے سے ایک دن پہلے میری میت بھی نہ لے جائی جائے، امیر صاحب بہت پریشان تھے مگر ان کی عادت تھی کہ ہر مشکل میں دو رکعت صلوۃ الحاجۃ

پڑھ کر اللہ سے فریاد کرتے تھے، ایک رات انھوں نے ساتھیوں کو میری مالش اور خدمت وغیرہ کے لئے لگایا اور خود مسجد کے ایک کونے میں جا کر دعا شروع کی، الحمد للہ مجھے نیند آ گئی، میں نے سوتے میں خواب دیکھا، میں محشر کے میدان میں ہوں اور بہت ڈر رہا ہوں، کہ میرا حساب کس طرح ہوگا؟ میں نے دیکھا کہ لوگوں میں شور ہونے لگا، ہمارے نبی ﷺ تشریف لا رہے ہیں، میں شور کی طرف کو بڑھا تو اللہ کے رسول ﷺ ایک خوب صورت چادر اوڑھے ہوئے ہیں، اور آپ نے دور سے اتنی بھیڑ میں مجھے آواز لگائی، میں جلدی جھپٹا، بھیڑ کو ادھر ادھر کرتے ہوئے آپ کے پاس پہنچا، آپ نے اپنی چادر کا ایک حصہ میرے سر پر ڈال دیا، اور مجھے ایسا لگا جیسے میں کسی رحمت کے سایہ میں آ گیا ہوں، اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی، نیند نہ آنے کی شکایت تو دور ہو گئی مگر دل و دماغ پر ہر وقت آخرت کا منظر اور جنت و دوزخ جیسے بالکل ہی آنکھوں کے سامنے ہوں، میرا حال جماعت میں یہ رہا کہ امیر صاحب اکثر مجھ سے ہی بات کرواتے تھے، اور میرا حال یہ تھا کہ مجھے بس موت کے بعد کی زندگی دنیا میں ہی دکھائی دیتی تھی، اس لئے بس موت کے بعد، میدان حشر، جنت و دوزخ کی باتیں کرتا تھا، میرے ساتھی کہنے لگے کہ تم تو جنت و دوزخ کا ذکر ایسے کرتے ہو جیسے سامنے ہو، امیر صاحب کہنے لگے کہ تمھارے ساتھ وقت لگا کر پوری جماعت کا ایمان، ایمان ہو گیا ہے۔

س: ماشاء اللہ بہت قابل رشک حال ہے، یہ حال تو صحابہ کا ہوتا تھا، کہ وہ کہتے تھے اگر ہم جنت اور جہنم کو دیکھ لیں تو ہمارے ایمان میں کوئی اضافہ نہ ہو؟

ج: صحابہ کے ایمان کی تو کیا بات ہے، میرا حال تو بس مولانا ابراہیم صاحب کے بیان کی برکت سے، اس کا ایک قطرہ اس گندہ کو میرے اللہ نے دکھا دیا، میرے لئے یہ بھی بڑی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ بس اس کو باقی رکھیں اور موت کے وقت کام آ جائے، مگر

یہ بات ضرور ہے کہ موت کے بعد کی زندگی کا یہ خیال انسان کی زندگی کو بدل دیتا ہے، اتنی احتیاط جیون میں آجاتی ہے، اصل یہ ہے کہ اس حقیقت کے سامنے آنے کے بعد زندگی ہی الگ ہے، انسان بالکل انسان بن جاتا ہے، ایک بار میں دہلی میں حضرت کی گاڑی میں سونی پت گیا تو حضرت کے ایک خادم حافظ شہاب الدین ساتھ تھے، حضرت پنجاب جارہے تھے، گاڑی میں جگہ تھی، حضرت نے کہا کہ سونی پت تک ساتھ چلو، بات بھی ہوجائے گی اور تم وہاں سے نکل جانا، راستہ بھر حافظ شہاب الدین حضرت سے بس جنت کی بات کرتے رہے، کبھی کہتے حضرت جنت میں تو جب آپ کا قافلہ چلا کرے گا تو پوری دنیا کے اتنے سارے لوگ ہوں گے، وہاں تو جام نہیں ملے گا؟ کبھی کہتے وہاں ٹریفک پولیس کی ضرورت تو نہیں ہوگی، کبھی کہتے حضرت وہاں آپ کے ساتھ ذکر کی مجلس بھی ہوگی؟ کبھی کہتے حضرت جنت میں خود آپ کے ساتھ دنیا جڑ جائے گی، ایسا نہ ہو کہ ہم دیہاتیوں کو آپ سے ملنے بھی نہ دیا جائے، حضرت بھی ان کی اس طرح کی دیوانگی کی باتوں سے بہت خوش ہورہے تھے اور مزے لے رہے تھے، میں یہ سوچ رہا تھا کہ یہ حافظ جی کیسی نشہ والوں کی طرح دیوانگی کی باتیں کررہے ہیں، اور حضرت بھی ان کی ہر بات کا جواب دے رہے ہیں، اس بار جماعت میں میرے اللہ نے بس ایک خواب دکھادیا تو آنکھیں کھل گئیں، ایسا لگا جیسے کسی سوتے کو خواب دیکھتے ہوئے کوئی جگادے، پہلے مجھے حافظ جی کی بات خواب اور نشہ دکھائی دے رہی تھی مگر اب لگتا ہے کہ میں خواب اور نشہ میں تھا اب جاگا ہوں، اور جھوٹ کا نشہ اترا ہے، اور سچ میرے اللہ نے مجھے دکھا دیا ہے، بس میرے اللہ میرے اس حال کو باقی رکھے، میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی سچی بات فرمائی کہ ہوشیار وہ ہے جو آخرت کی حقیقی اور ہمیشہ کی زندگی کو یادرکھے اور فانی دنیا کی طرف نظر نہ لگائے۔

س: آپ نے واقعی بڑے پتے کی بات کہی، آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیں؟

ج: میں ہریانہ کے ضلع بھوانی کے ایک لالہ خاندان میں ۲/اپریل ۱۹۶۹ء میں پیدا ہوا، میرے پتاجی نے میرا نام سنیل کمار رکھا، میرے ایک بڑے بھائی اور تین بہنیں تھیں، دو مجھ سے بڑی اور ایک چھوٹی تھیں، میرے پتاجی گاؤں میں مٹھائی کی دوکان کرتے تھے، سنہ ۱۹۴۷ء میں دیش کے بٹوارہ کے وقت مین روڈ پر ایک چھوٹی سی مسجد میں، جو مسلمانوں کے مارے جانے اور پاکستان جانے کی وجہ سے ویران ہوگئی تھی، اس کی ایک دوکان اور ایک مکان مسجد سے لگا ہوا تھا جو امام کے لئے بنایا گیا تھا، پتاجی نے اس دوکان میں اپنی دوکان کرلی تھی، وہاں جاتے اور مٹھائی سموسے وغیرہ بنا کر بیچتے تھے، وہ اچھی چلی اور بعد میں انھوں نے وہاں ریسٹورینٹ کرلیا تھا۔

س: مسجد کی جگہ میں ریسٹورنٹ بنالیا تھا؟

ج: نہیں، پتاجی جب تک زندہ رہے وہ مسجد کا بہت ادب کرتے تھے صبح اندھیرے اندھیرے مسجد میں جھاڑو خود لگاتے تھے۔ اور وہاں منبر پر ایک قرآن شریف رکھا تھا اس کو لوبان اور دھوپ بتی کی دھونی دیتے، اور اس کا سنسکار کرتے، بہت لوگوں نے چاہا کہ مسجد میں مورتی رکھ کر اسے مندر بنالیا جائے مگر پتاجی نے کبھی ایسا نہ کرنے دیا اسی کی وجہ سے کئی بار پتاجی کو مار بھی کھانی پڑی، وہ کہتے تھے کہ جب تم لوگ شیو مندر میں شیوجی کو ہٹا کر ہنومان کو نہیں رکھتے تو اللہ کے مندر میں دوسروں کو کیسے رکھنے کو کہتے ہو، ۲۰۰۷ء میں میرے پتاجی کا دیہانت (انتقال) ہوگیا، میں اور میرے بڑے بھائی دونوں ریسٹورنٹ کرتے تھے، اور سب سے بڑے بھائی گاؤں کی دوکان میں کرانہ کی دوکان کرتے تھے، اب میں نے ریسٹورنٹ چھوڑ دیا ہے اور ایک دوکان روہتک میں بہت اچھی جگہ لے لی ہے، مگر اب جماعت کے بعد میں نے ارادہ کیا ہے کہ بس اب تو

اصل کاروبار آخرت کا کرنا ہے، ابھی ارمغان ملا، اس پر ماجد دیوبندی کا شعر پڑھنے کو ملا:

کاروبار دعوت اسلام بڑھتا ہے سدا
کیا خبر اس کو کہ جس نے یہ تجارت کی نہیں

یہ پوری دنیا اچھے سے اور اچھے کی طرف بڑھ رہی ہے کوئی گاؤں میں کام کرتا ہے، اسے شہر میں کوئی اچھی دوکان مل جائے تو ایک آن میں سب کچھ چھوڑ کر گھر بار بیچ کر شہر میں آجاتا ہے، سنا ہے ایک ہزار خاندان روزانہ دہلی آکر بس جاتے ہیں، اس لئے کہ انھیں وہاں اپنے گاؤں اور شہروں سے زیادہ اچھا کاروبار اور رہنا سہنا دکھائی دے رہا ہے، جس کاروبار میں انسان کو معلوم ہو جائے کہ نفع زیادہ ہو رہا ہے تو آدمی ساری پونجی بیچ کر اپنا سب کچھ کاروبار میں لگا دیتا ہے، بلکہ قرض تک لے کر لگا دیتا ہے، اگر دنیاوی زندگی دھوکہ ہے اور فانی ہے اور اس میں کیا شک ہے جب دنیا بنانے والے رب نے ہی اسے متاع الغرور بتایا ہے اور آخرت ہمیشہ کے لئے ہے، وہاں کا نفع اصل نفع اور وہاں کا گھاٹا اصل گھاٹا ہے، تو آخرت کی تجارت کے لحاظ سے دعوت سے بڑا کوئی دھندہ نہیں، اس لئے بھائی اگر اس سے زیادہ نفع کا کوئی دھندہ اور بزنس ہوتا تو اس دنیا کے سب سے ہوشیار لوگ نبی اور رسول وہی کام کرتے، ہمارے حضرت خوب پتہ کی بات کہتے ہیں، اس دھندہ میں محنت بھی کم اور پونجی بھی کم لگتی ہے، لوگ کمائیں اور ہمارے کھاتے میں جمع کرتے جائیں، ایک آدمی ایمان میں آگیا اس کے قبول ایمان کا اور زندگی بھر جو نیکیاں نماز، روزہ، ذکر و تلاوت، صدقہ اور دعوت جو بھی وہ نیک کام کرے گا اس کے تمام اعمال کا مقبول اجر ایمان کی دعوت دینے والے کو ملتا رہے گا، اور اس کی نسلوں میں قیامت تک جتنے لوگ ایمان میں آئیں گے، ان کے ایمان اور اعمال کا اجر ذریعہ بننے

والے کے کھاتہ میں جمع ہوتا رہے گا، گویا یہ دھندہ ایسا ہے کہ دعوت کے تاجر کا ہر گاہک اس کا ٹیلر اور تجارتی نمائندہ بھی بنتا جاتا ہے، اس لئے ماجد صاحب کا یہ شعر بالکل سچا لگا کہ یہ تجارت مسلسل بڑھتی ہی رہتی ہے، اس میں خسارہ کا سوال ہی نہیں۔ تو میں نے اپنے وقت اور صلاحیت کو جو میری بچی پونجی ہے روہتک کی دوکان چھوڑ کر اس بڑے بزنس میں لگا دینے کا ارادہ کرلیا ہے۔

س: پھر آپ نے روزگار کے لئے کیا سوچا؟

ج: مولانا احمد! آپ اپنے ماتحتوں کو کچھ بانٹ رہے ہوں اور ایک آدمی اس وقت آپ کے کسی کام میں مشغول ہو تو کیا آپ اس کو نہیں دیں گے؟ آپ یقیناً اس کا حصہ اوروں سے زیادہ محفوظ کریں گے، یہ تو ہمارا دھوکہ ہے کہ ہم کماتے ہیں، رزّاق تو اللہ کی ذات ہے اگر اس کے دین کے لئے اپنے کو وقف کردیں گے تو وہ دوسروں سے اچھا کھلائیں پلائیں گے، میرا تو پکا یقین ہے۔

س: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیں؟

ج: پتاجی کے دیہانت کے بعد تین سال تک میں اور میرے بڑے بھائی مسجد کی صفائی کرتے اور صبح وشام قرآن مجید کو دھوپ بتی کی دھونی دیتے اور دن چھپتے ہی مسجد میں چراغ جلاتے کام ٹھیک چل رہا تھا میرے مالک کو اپنے گھر کی خدمت کا بدلہ مجھے دینا تھا اس لئے میرے گھر ایک شیطان کو بھیجا، میرے بھتیجے کی شادی ہوئی، پھرتے پھرتے جس پنڈت جی کو بلایا وہ ہمارے ریسٹورنٹ کے پاس والے گاؤں کے تھے، انھوں نے شادی کے بعد مجھے گھر آکر ملنے کے لئے کہا اور بتایا کہ میں نے پترے میں تمہارے بھوشیہ (مستقبل) کے بارے میں ایک بات دیکھی ہے، وہ بتانی ہے، بات کچھ اس طرح کہی کہ میں بے چین ہوگیا، اور شادی کے تیسرے دن پنڈت جی کے گھر پہنچا، پنڈت

جی نے پہلے تو اپنے جیوتش و گیان کا مجھ پر رعب جمایا، فلاں منتری کو میں نے اتنے دن پہلے بتا دیا تھا وہ ہار گیا، فلاں جیت گیا، اس نے بتانے سے فیکٹری کھولی کروڑ پتی بن گیا، پھر مجھ سے کہا مجھے شیو جی کی طرف سے آدیش ہوا ہے کہ تمھارے پتا جی بڑے بھگت تھے اس لئے میں تمہارے ریسٹورنٹ پر کچھ دن تک آکر جاپ کروں اور آرتی اتاروں، ورنہ آپ کے کاروبار اور جان پر شنی کا سایہ پڑ جائے گا، میں آپ سے اس کے لئے کوئی خرچ بھی نہ لوں گا بس کوئی جگہ مجھے تنہائی میں جاپ کرنے کی چاہئے، میں نے بھائی سے مشورہ کیا تو انھوں نے اجازت دے دی، مسجد کے صحن میں ایک جگہ ان کو دے دی گئی، جہاں انھوں نے آرتی کرتے کرتے مورتی رکھ لی، وہ روڈ پر جگہ تھی وہاں ان کی خوب دوکان جم گئی، وہ مجھے اور میرے بھائی کو سمجھاتے رہے اور ہمیں تیار کر کے قرآن مجید وہاں سے اٹھوا کر محراب میں مورتی رکھوا دی، وہ تو کہہ رہے تھے کہ اس قرآن کو باندھ کر کسی کنویں میں ڈال دیں، مگر ہم نے پتا جی کی یادگار سمجھ کر گھر میں لا کر رکھ لیا، جس روز مورتی رکھی گئی، ریسٹورنٹ میں گیس سلنڈر میں آگ لگ گئی، جس سے ہم لوگ کسی طرح بچ گئے، تین دن کے بعد میرے بڑے بھائی موٹر سائیکل سے گرے اور ان کی ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی، ہم نے ماں سے مشورہ کیا، ماں نے کہا وہ پنڈت جی تمھارے ساتھ راکشش (شیطان) لگ گیا، سارے جیون سے مالک کے گھر کا ستکار کرتے تھے چین سے جی رہے تھے، اب اس کے چکر میں پڑ کر تم دکھی ہو گئے ہو، ہم دونوں بھائیوں نے پنڈت جی کو وہاں سے چلتا کرنے کی سوچی، مگر ایک سال میں ان کا بہت میدان بن گیا تھا، ایک دن ایسے ہی میں نے پنڈت جی سے کہا آپ نے مالک کے مندر میں شیو جی کی مورتی رکھ دی ہے اس سے اوپر والا مالک بہت ناراض ہے، آپ سے ہم سے بھی زیادہ ناراض ہے اگر آپ یہاں سے جگہ چھوڑ کر نہ گئے، تو ایک ہفتہ میں آپ کی چھٹی یا

بچے مرجائیں گے، مجھے پتاجی نے سپنے میں بتایا ہے۔

س: آپ کو ایسا سپنا دکھائی دیا تھا کیا؟

ج: نہیں، میں نے ایسے ہی ڈرانے کے لئے کہا تھا، کہ زبردستی اس سے کرنا مشکل تھی، سوچا تھا شاید ڈر جائے اور ہمارا کام بن جائے۔

س: تو پھر کیا ہوا؟

ج: پنڈت جی کو اپنے دھندے کے لئے ایسی مین روڈ کی جگہ کہاں ملتی، وہ جگہ چھوڑنے کو تیار نہ ہوئے، مالک کا کرنا ایک رات پنڈت جی اپنی بیوی کے ساتھ سوئے، بیوی پہلے اٹھتی تھی، مگر صبح کو پنڈت جی اٹھے تو پتنی کو سوتے ہوئے پایا، اٹھایا تو معلوم ہوا کہ ہمیشہ کے لئے سو چکی ہے، پنڈت جی کا حال خراب ہو گیا، مجھے معلوم ہوا تو مجھے دکھ بھی ہوا کہ بیچارے کے ساتھ حادثہ ہوا، مگر خوشی زیادہ ہوئی کہ میرا تیر اندھیرے میں لگ گیا، تین دن کے بعد میں نے بات ذرا اور پکی کی، کہ پنڈت جی میں نے ایک سپنا اور دیکھا ہے کہ کل تک پنڈت جی یہ مورتی یہاں سے ہٹا کر نہ جائیں گے تو ان کے تینوں بچے مرجائیں گے، پنڈت جی ڈرے ہوئے تھے انھوں نے وہ مورتی وہاں سے اٹھائی اور اپنا بستر بھی وہاں سے ہٹا لیا، میں نے قرآن شریف لا کر وہیں رکھ دیا، جب سے ہم نے مورتی وہاں رکھی تھی ہمارے ریسٹورنٹ کو بھی جیسے کسی نے باندھ دیا ہو، جیسے ہی قرآن وہاں واپس رکھا، دوبارہ کاروبار اچھی طرح چلنے لگا، ایک روز ظفر نام کے ایک ڈاڑھی والے صاحب میرے پاس آئے اور بولے میں پہلے ہندو تھا اب مسلمان ہو گیا ہوں، میں یہاں فیکٹری میں کام کرتا ہوں یہاں کئی مسلمان رہتے ہیں ان کو نماز کی بہت پریشانی ہے، آپ مالک کے گھر کو صاف کرتے ہیں یہاں پر چراغ جلاتے ہیں، مالک کی پوجا کے لئے یہ مسجد کسی نے بنائی ہوگی، آپ یہ مسجد مسلمانوں کے سپرد کر دو، اور ہم

تمھیں اس کے بدلے میں پیسے بھی دے دیں گے، دو دن بعد وہ دو لوگوں کو لے کر آئے، اور ڈھائی لاکھ ان سے لے کر ان کو سپرد کرنے کی بات ہو گئی، مگر ان پیسوں کے آنے سے میرے بیوپار کی برکت ہی اڑ گئی، اور ریسٹورنٹ بالکل ٹھنڈا پڑ گیا، مسجد بہت موقع کی تھی نمازی بڑھتے گئے، جمعہ کے دن دور سڑک تک صفیں بن جاتیں، ایک روز ظفر صاحب ممبئی کے ایک حاجی صاحب کو لے کر میرے پاس آئے اور بولے کہ آپ اس ریسٹورنٹ اور گھر کو مسجد کو بڑھانے کے لئے دے دیں اور آپ روہتک میں کوئی جگہ لے کر وہاں دوکان کر لیں، آپ کا ریسٹورنٹ یہاں چل بھی نہیں رہا ہے، ہم نے ماں سے مشورہ کیا، ماں نے کہا ٹھیک ہے کر لو، ساڑھے سات لاکھ روپئے میں بات طے ہو گئی، چار مہینوں کا وقت پیسوں کے لئے طے ہوا، چار مہینوں میں پیسوں کا انتظام نہ ہو سکا تو ظفر صاحب کو کسی نے مولانا محمد کلیم صاحب کا پتہ اور فون نمبر دیا، وہ دہلی گئے، حضرت سے ملے، حضرت نے مجھ سے فون پر بات کی اور دو مہینے اور بڑھانے کو کہا، میں نے دو دن بعد دو مہینے کا وقت اور بڑھا دیا، ظفر صاحب نے ڈیڑھ مہینہ میں پیسے لا کر مجھے دے دیئے، میں نے ایلفی ڈیوڈ بنا کر دے دیا، اور اپنا سامان اٹھا لیا، اس کے بعد اگلے جمعہ کو ظفر صاحب نے حضرت کو وہاں آ کر جمعہ پڑھانے کو کہا، حضرت نے وقت دے دیا، ظفر صاحب نے کہا بڑے مولانا صاحب ہمارے دھرم گرو آ رہے ہیں آپ دونوں بھائی ان سے ضرور مل کر ان سے دعا اور آشیرواد لے لیں، جمعہ سے پہلی رات میں نے خواب دیکھا کہ دس بڑے سانپ ہیں، وہ مسجد سے نکلے اور ہمارے گھر کی طرف دوڑ رہے ہیں، لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ دسوں تمھارے گھر والوں اور تمھارے کاروبار کو کھا لیں گے، میری آنکھ کھلی تو میں بہت ڈرا ہوا تھا، ڈر کی وجہ سے میں صبح دس بجے مسجد پہنچ گیا، میرے بڑے بھائی ساتھ تھے، حضرت ۱۲ ر کے بعد آئے، ہم نے ان کے ساتھ ناشتہ

کیا اور حضرت سے میں نے اپنے خواب کے بارے میں بتایا، کہ ڈھائی لاکھ مسجد کے اور ساڑھے سات لاکھ گھر اور ریسٹورنٹ کے ہوئے، دس لاکھ روپئے اس مسجد کے میں نے لئے ہیں، حضرت نے کہا یہ مالک کا گھر ہے، اور ہم سب مالک کے بندے ہیں، فرمانبردار غلام اور بندے بن کر ہمیں خود مسجد میں پیسہ لگانا اور اپنے اکیلے مالک کی عبادت کرنی چاہئے، آپ نے پیسے لے کر یہ مسجد خالی کی ہے یہ آپ کے لئے حلال نہیں، اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ حرام مال کو گنجے سانپ کی شکل میں دوزخ میں لایا جائے گا تو حرام کھانے والے کو ڈسے گا، حضرت کے ساتھ حاجی شکیل صاحب بھی تھے، حضرت نے مجھے اور میرے بھائی کو الگ مولانا کے حجرہ میں بات کرنے کے لئے بھیج دیا، حاجی صاحب نے ہمیں بہت محبت سے سمجھایا اور اسلام کی دعوت دی، زندگی کے حالات میں خود ہم لوگ اندر سے اسلام کے قریب تھے، رات کے خواب کا اثر تازہ تھا، ہم دونوں نے کلمہ پڑھ لیا، حضرت نے کلمہ پڑھوایا، حضرت نے میرے بھائی کا نام محمد شکیل اور میرا نام محمد شمیم رکھا، ہمیں وضو کرائی اور ہم نے حضرت کے ساتھ پہلی جمعہ کی نماز پڑھی نماز کے بعد ہم نے حضرت سے وعدہ کیا کہ دس لاکھ روپئے ہم دونوں بھائی جلدی یا تو روہتک کی دوکان بیچ کر یا کسی طرح انتظام کر کے لوٹا دیں گے، حضرت نے کہا ٹھیک ہے، آپ نیت پکی رکھو اللہ تعالیٰ سہولت سے جب انتظام کرا دیں لوٹا دینا، اس سے اس مسجد کی دوبارہ بڑی عمارت بنانا شروع کریں گے، بھائی ظفر ستمبر میں جماعت میں چلے کو جا رہے تھے، انھوں نے حضرت سے فون پر بات کرائی، حضرت نے ہمیں مشورہ دیا کہ آپ دونوں بھائی جماعت میں چالیس روز ضرور لگالیں، پہلے ایک بھائی چلے جائیں اس کے بعد دوسرے بھائی چلے جائیں، ماں سے مشورہ کیا، کون پہلے جائے، ماں نے کہا دھرم کے کام میں دیر نہیں کرنی چاہئے تم دونوں ساتھ چلے جاؤ، ظفر

بھائی کے ساتھ ہم نے پہلا چلہ ستمبر ۲۰۱۱ء میں لگایا، واپس آ کر ہم نے پہلے ماں کو آ کر پوری جماعت کی کارگذاری سنائی، وہ الحمدللہ بہت آسانی سے اسلام قبول کرنے کو تیار ہوگئیں، اس کے بعد ہمارے بچے اور گھر والیاں بھی تھوڑی کوشش سے ایمان میں آگئیں۔

س: مسجد کے وہ دس لاکھ روپے واپس ہو گئے؟

ج: اللہ نے نیت کی برکت سے بالکل آسانی سے کام کرادیا ہم لوگوں نے ایک نئی آبادی میں ایک پلاٹ ابھی کچھ روز پہلے دو لاکھ روپے کا خریدا تھا، اچانک اس علاقہ کے پاس ایک ہائی وے روڈ نکل گیا، مٹی ڈالتے ہی زمین کے بھاؤ دس گنے بڑھ گئے، یہ پلاٹ بیس لاکھ روپے کا بک گیا، ہم نے دس لاکھ روپے ظفر بھائی کو دیئے، دونوں بھائیوں کی طرف سے پچاس پچاس ہزار روپے مزید مسجد بنوانے کے لئے اپنی طرف سے دیئے، اور نو لاکھ روپے کی ایک دوکان روہتک میں خرید لی، بیس فٹی دوکان ہے۔ الحمدللہ ریسٹورنٹ کے لئے بہت اچھی جگہ پر ہے، بڑے بھائی اس میں بیٹھ رہے ہیں۔

س: آپ نے اپنے گھر والوں کے دین سیکھنے کا کچھ انتظام کیا؟

ج: ہمارے یہاں ایک قاری صاحب ہیں جو ہانسوٹ گجرات میں پڑھے ہیں ان سے ہم سب گھر والے قرآن شریف اردو اور دینیات پڑھ رہے ہیں۔

س: دعوت کے لئے کیا کر رہے ہیں آپ؟

ج: الحمدللہ علاقہ کے جماعت کے کام میں جڑتے ہیں۔ ۱۲ء میں اور ۱۳ء میں چلہ لگایا، اس سال چار مہینے بھی اللہ نے لگوا دیئے، اور الحمدللہ وہ پنڈت جی جنھوں نے مسجد میں مورتی رکھی تھی وہ بھی ایمان میں آگئے ہیں، کچھ لوگ تو شوق سے مانتے ہیں، کچھ لوگوں کو خوف سے ماننا پڑتا ہے، پنڈت جی ایک کے بعد ایک حادثے سے ڈر کر اسلام میں

آئے ہیں۔

س:ان کے بارے میں بتائیے؟

ج:اب مجھے جانا ہے، ہماری گاڑی کا وقت ہے، میں ان کو لے کر آؤں گا، ان کی کہانی ان سے ہی سنوادوں گا۔

س:ارمغان پڑھنے والوں کو کچھ پیغام دیجئے؟

ج:دنیا کے کسی افسر منتری کے گھر یا اس کی پارٹی کا کچھ کام کوئی کر دے، تو وہ اس کو ضرور نوازتا ہے، سارے حاکموں کے حاکم، کُن کے اشارے سے ساری کائنات کو بنانے والے کے گھر مسجد میں اس کے دین کی ذرا خدمت کر کے تو دیکھے کیسے نوازتے ہیں میرے مالک، میرے پتاجی نے ذرا سی جھاڑو اس کے گھر میں لگائی، اس کے کلام کا ستکار کیا، ہمارے پورے خاندان کو دین سے جوڑ دیا ہریانہ میں اور اس کے بھی بھوانی کے ویران ترین علاقہ میں کس طرح ہدایت سے نوازا، ہر ایک اس کا تجربہ کر کے دیکھ لے۔

س:واقعی بہت کام کی بات آپ نے کہی؟ جزاکم اللہ۔ فی امان اللہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ج: وعلیکم السلام دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔

مستفاد از ماہنامہ ''ارمغان'' ماہ اپریل ۲۰۱۳ء

۱۳۴ دعوت کا کام کرنے والوں میں سمندر جیسا دل چاہئے
جناب بھائی عبدالرحمٰن سے ایک ملاقات

اقتباس

بس میری درخواست یہ ہے کہ درگذر کی عادت بڑی نعمت ہے، اگر آپ کسی آخری درجہ میں بگڑے ہوئے انسان کو سنوارنا چاہتے ہیں تو اس کی غلطی کو نظر انداز کریں، میں نے اپنی تیس سالہ زندگی میں ایسی غلطیاں کیں اگر میں آپ کو بتادوں تو آپ کا یہ انٹرویو لینا دور کی بات ہے، آپ کے بس میں جو ہوگا وہ کریں گے، میرا دل یہ چاہتا تھا کہ وہ سب باتیں میں ذکر کروں مگر حضرت کا کیسا سمندر کی طرح دل ہے۔

احمد اوّاہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عبد الرحمن: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

س: کیا بات ہے عبدالرحمٰن بھائی آپ آئے تو ابی اتنے خوش ہو رہے ہیں کہ شاید بہت زمانہ کے بعد ایسے خوش ہوئے ہوں گے؟

ج: مجھے بھی آج یہاں آنے اور حضرت سے ملنے کی ایسی ہی خوشی ہوئی کہ میں بیان نہیں کرسکتا، مجھے ایسا لگا کہ ایک آخری درجہ میں محبت کرنے والی ماں کا حد درجہ نافرمان بیٹا، ہر جگہ سے بھٹک کر اپنی ماں کی گود میں آ گیا ہو۔

س: آپ بہت زمانے سے ابی کے رابطہ میں نہیں تھے، آپ کہاں چلے گئے تھے؟

ج: میں اپنے کالے کرتوت کی سزا میں ٹکریں مار رہا تھا اور در بدر بھٹک رہا تھا، مگر میرے حضرت کی دعائیں مجھے کھینچتی رہیں اور وہ بھاری پڑ کر رہیں، ایک مہینہ سے مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے کچھ لوگ مجھے گھیر کر باندھ رہے ہوں اور آج وہ مجھے باندھ کر میرے حضرت کے پاس لے آئے ہوں، میرے دل میں بار بار یہ بات کھٹکتی تھی کہ اللہ تعالی بندوں پر ستر ماؤں سے زیادہ ماںتا رکھتے ہیں، تو پھر انھوں نے شیطان کو کیوں پیدا کیا؟ کل رات مجھے یہ بات سمجھ میں آئی، آدمی کو شروع سے راہ پر چلنے میں ایسا لطف نہیں جیسا بھٹک کر در بدر دھکے کھا کر اپنے رب کی طرف لوٹنے میں ہے، میں نے حضرت سے کہا کہ چودہ سال میں تیسری بار آپ کے پاس، آپ سے بھاگ کر آپ کو دکھ دے کر واپس آیا ہوں، مگر اس بار مجھے لگ رہا ہے کہ میرا من یہ کہہ رہا ہے کہ اب موت تک کے لئے میرے مالک نے آپ کے پاس بھیجا ہے، مجھے ایسا سکون اور خوشی ہو رہی ہے کہ بیان کرنا مشکل ہے، حضرت نے کہا مجھے تم سے کہیں زیادہ خوشی ہو رہی ہے، اس لئے کہ اللہ نے فرمایا ہے: إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ (اللہ تعالی در بدر بھاگنے، لوٹنے اور توبہ کرنے والے کو صرف معاف ہی نہیں کرتے، بلکہ محبوب بنا لیتے ہیں اور اسے پسند کرتے ہیں) اس لئے اللہ نے ہماری خوشی اور اچھا لگنے کے لئے، بھٹکانے والے شیطان کو اور خود ہمارے اندر مالک اور پالن ہارے سے بہکانے والے نفس کو پیدا کیا تا کہ ہمارے اللہ کو بھی زیادہ پیار آئے، اور ہمیں بھی اچھا لگے۔

س: چلئے تو آپ اپنے بار بار لوٹنے اور بھاگنے کی داستان سنائیے، اس سے پہلے اپنا خاندانی تعارف (پریچے) کرائیے؟

ج: میں ہریانہ کے سونی پت شہر کے ایک پنڈت خاندان میں ۲ رجنوری ۱۹۷۳ء کو پیدا ہوا، میرے پتا جی شنی کے مندر کے مکھیہ پجاری اور ذمہ دار تھے، جو ایک ویران

مسجد کی جگہ پر بنایا گیا تھا، شنی دیوتا کی ہمارے ہندو بھائیوں کے یہاں خوف کی وجہ سے
پوجا ہوتی ہے، ان کا ایسا گمان ہے کہ اگر وہ ناراض ہو جائے گا تو برباد کر دے گا، آپ
نے سنا ہوگا کہ ہمارے یہاں لوگ کہتے ہیں کہ اس پر سنیچر چڑھ گیا، سنیچر کا دن اس کی پوجا
کا دن ہوتا ہے اور نقصان سے بچنے کے لئے غریب لوگوں کے مقابلہ میں بڑے لوگ
اس کی پوجا کرتے ہیں آپ دیکھیں گے سنیچر کے روز بڑی بڑی امپورٹیڈ گاڑیاں شنی کا
جہاں مندر ہوگا اس کے آس پاس تک ہوں گی، اس لئے کہ شنی کی پوجا بڑے لوگ ہی
کرتے ہیں، سونی پت شہر ایجوکیشن اور میڈیکل فیسلیٹز کے لئے مشہور ہے، شنی مندر کی
وجہ سے میرے پتا جی کے پاس پیسے کی کوئی کمی نہیں رہتی تھی، میں نے اچھے اسکول سے
پرائمری اور پھر ہائی اسکول اس کے بعد انٹر پاس کیا، ہمارے گھر سے کچھ دور کے فاصلہ
پر ایک بہت ہی محبت بھرا لڑکا مومن رہتا تھا، آٹھویں کلاس میں میری ان سے دوستی
ہوگئی، ۱۹۸۹ء کے آخر میں جب میں گیارہویں کلاس میں تھا، حضرت کا سونی پت میں
آنا ہوا، اور انھوں نے عیدگاہ میں نیم کے پیڑوں کے نیچے ایک مدرسہ شروع کیا، یہ وہ
زمانہ تھا جب ہریانہ خصوصاً سونی پت میں مسلمان بالکل دبے ہوئے تھے اور ابھی تک
سن ۴۷ کے مارکاٹ، اور پاکستان بننے کے صدمہ سے ابھرے نہیں تھے، سونی پت
مسلمانوں کی تاریخ کے لحاظ سے بڑا مشہور شہر ہے، اور بڑے بڑے عالم اور ولی یہاں
پیدا ہوئے، مگر سن ۴۷ء میں بالکل ویران ہو گیا تھا، مومن ملک حضرت کے پاس جاتا تھا
اور بہت جلدی حضرت کا دیوانہ ہو گیا، میں بھی اس کے ساتھ حضرت کے پاس جانے لگا
اور خود میرا حال بھی یہ ہو گیا تھا کہ حضرت کو آئے دو چار روز ہو جاتے تو بہت بے چین ہو
جاتا، سن ۹۰ء میں حضرت کے پاس ایک نیلے رنگ کی ایمبیسڈر گاڑی تھی، جیسے ہی وہ آتی
تو ہم دونوں گھر سے دوڑتے اور عیدگاہ پہنچ جاتے، حضرت کو بھی ہم دونوں سے بہت تعلق

ہو گیا تھا، حضرت عید گاہ پہنچتے اور تھوڑی دیر تک ہم نہ آتے تو حضرت مدرسہ کے ذمہ دار قاری امید علی صاحب، یا ماسٹر جمشید سے معلوم کرنے لگتے، کہ راج کمار اور مومن کہاں ہیں، اب تک کیوں نہیں آئے ؟ ۹؍ ستمبر ۱۹۹۰ء کو حضرت سونی پت عید گاہ کے مدرسہ میں آئے، میں مندر کے سامنے کھڑا تھا، مجھے سڑک پر دور سے گاڑی دکھائی دی، نیلی لینڈ ماسٹر دور سے پہچانی جاتی تھی، میں گاڑی کے آگے دوڑا اور حضرت کے پہنچنے سے پہلے مدرسہ پہنچ کر حضرت کا سواگت کیا، حضرت نے دور تک خوشی میں گاڑی کے سامنے دوڑتے دیکھا تو نسیم بھائی جو حضرت کے ڈرائیور تھے، ان سے کہہ کر گاڑی روک کر مجھے گاڑی میں بٹھانے کی کوشش بھی کرتے رہے، نسیم بھائی مرحوم آواز لگاتے رہے مگر میں نہیں سن سکا۔

مدرسے پہنچ کر میں حضرت کے لئے پانی لے کر آیا، ساتھ میں تین لوگ اور تھے ان کو پانی پلایا، حضرت نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے سے بالکل ملا کر بٹھالیا اور بولے، بیٹا راج کمار تم ہم سے اتنی محبت کرتے ہو کہ آج کے زمانے میں کوئی اپنے ماں باپ سے بھی نہ کرتا ہوگا، میرے بیٹے مگر یہ محبت تمہارے کام نہ آئے گی جب تک ایمان نہ ہو، اور تم کل حشر کے میدان میں میرا گریبان پکڑو گے کہ میں اس قدر جان دیتا تھا، تم نے میری فکر نہ کی، حضرت نے مجھے سمجھایا بیٹا اگر تم واقعی اس قدر محبت کرتے ہو تو پھر ایمان قبول کرلو، اس لئے کہ ایمان کے بغیر موکش (مکتی) اور نجات نہیں، ذرا سوچو اگر تم ایمان کے بغیر مر گئے تو ہمیشہ نرک کی آگ میں جلو گے، خود میرے لئے اگر میں سورگ (یعنی جنت) میں چلا بھی جاؤں گا تو کیسا دکھ کا سماں ہوگا، جب تم جیسا محبت کرنے والا بیٹا نرک میں جلے گا، حضرت کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے میں نے ہمت کر کے اپنے ہاتھوں سے حضرت کے آنسو صاف کئے اور بولا، حضرت آپ مجھے بتائیں میں سب کچھ کرنے کو تیار

ہوں، حضرت نے کہا بیٹا دیر نہ کرو، کلمہ پڑھو، میں نے کہا پڑھائیے، حضرت نے مجھے کلمہ شہادت پڑھایا، مجھ سے کہا کوئی اسلامی نام رکھو گے؟ میں نے کہا حضرت آپ چاہیں تو رکھ دیں، حضرت نے کہا: ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: عبد اللہ عبد الرحمن، اللہ کو سب سے محبوب نام ہیں، پھر میرا نام عبدالرحمن رکھا، مسجد میں ایک جماعت گجرات کی آئی ہوئی تھی، حضرت نے مجھ سے کہا تم اس جماعت کے ساتھ تین دن لگالو، یہ وہ زمانہ تھا جب بابری مسجد رام جنم بھومی کا معاملہ بہت گرمایا ہوا تھا، ایڈوانی جی کی رتھ یاترا کی وجہ سے جگہ جگہ دنگے اور فساد ہو رہے تھے، ایک دن پہلے آپ کی بہن اسما باجی نے جو اس وقت سات آٹھ سال کی تھیں، حضرت کو دعوت سکھائی، یا یوں کہو کہ دعوت کی چنگاری سلگائی تھی، حضرت بار بار مجھ سے کہتے ہیں، تم ہماری دعوت کی کھیتی کا سب سے پہلا پھل ہو، اس سے پہلے بھی چند غیر مسلم ایسے ہی حضرت کے واسطے سے مسلمان ہوئے تھے کچھ مرتد بھی اسلام میں آئے تھے، مگر باقاعدہ دعوت کی آواز لگانے کے بعد سب سے پہلے مجھے یہ گرو (فخر) حاصل ہوا کہ مجھے حضرت نے کلمہ پڑھایا، بلکہ حضرت کہتے ہیں کہ تمہارے اس طرح آسانی سے مسلمان ہونے نے میرے دل میں لگی دعوت کی چنگاری کو بھڑکانے کا کام کیا اور مجھے یہ احساس ہوا کہ چند منٹ محبت کے ساتھ سمجھانے سے اپنا ایک خونی رشتہ کا بھائی ہمیشہ کی دردناک آگ سے بچ سکتا ہے، اور ہم کھانے سونے میں مست رہیں اور اسی طرح کتنے ہی انسانوں کو دوزخ کی طرف جانے دیں، یہ کیسا ظلم اور بے حسی ہے۔

س: کلمہ پڑھنے کے بعد آپ نے اپنے گھر والوں کو بتا دیا؟

ج: نہیں میں نے کافی روز تک نہیں بتایا، میں اپنے گھر میں حضرت کا، حضرت کی محبت کا اور میرے دل میں جو حضرت کے ساتھ آستھا (عقیدت) تھی، اس کا ذکر گھر

والوں کے سامنے کرتا رہتا تھا گھر والے بھی حضرت سے ملتے رہتے تھے، ایک بار حضرت کو میرے پتاجی نے چائے ناشتہ پر بہت کوشش کرکے بلایا، میرے زیادہ مدرسہ میں رہنے سے گھر والوں کو شک سا ہونے لگا، نماز پڑھنے کی وجہ سے میرے ماتھے پر نشان ہونے لگا، تو میری بہن اور بڑے بھائی دیکھ کر پوچھتے، میں بتاتا کہ میرے ماتھے میں دوڑتے ہوئے دروازے کی چوکھٹ لگ گئی تھی اس کا نشان ہے، مگر روشنی کب چھپتی ہے؟ میرے والد کو ادھر ادھر سے معلوم ہوگیا، مجھے بٹھا کر گھر والوں نے زور دیا تو میں نے بھی صاف بتا دیا، میرے چاچا کو سب سے زیادہ غصہ آیا اور انھوں نے مجھے بہت مار لگائی، ایک بار میرے چاچا اور میرے پتاجی دونوں مجھے لے کر حضرت کے پاس آئے، اور بولے سنا ہے راج کمار نے دھرم بدل لیا ہے، وہ مسلمانوں کے دھرم میں آگیا ہے، حضرت نے کہا کسی نے آپ کو غلط بتایا، دھرم کوئی چھوڑنے کی چیز تھوڑی ہے، اُدھرم کو چھوڑنا چاہئے، آپ اس کی فکر نہ کریں، اسے اپنے سچے مالک سے آستھا بڑھ رہی ہے، آپ اس کو نہ روکیں، وہ اس لائن میں پڑکر پورے گھر کا اُدھار کرے گا، اور آپ کا بھی دونوں جہانوں میں نام چمکائے گا، میرے پتاجی تو چپ ہوگئے، مگر چاچا بہت دیر تک غصہ ہوتے رہے، پتاجی ان کو لے کر کسی طرح گھر آئے، چاچا سونی پت میں کئی دھارمک اور راجنیک سنستھاؤں سے جڑے ہوئے تھے، انھوں نے ساتھیوں کے ساتھ مل کر میرے ساتھ زیادتی کرنا شروع کردی، میں نے حضرت سے مشورہ کیا اور بہت زور ڈالا کہ میں شرک کے اس گھر میں نہیں رہ سکتا، حضرت نے مجھے گھر پر رہ کر کام کرنے کو کہا، اور صبر کرنے کی تلقین کی، مگر روز روز کی زیادتی میں نہ سہہ سکا، اور ایک روز گھر سے کچھ کپڑے لے کر فرار ہوگیا، میری تلاش شروع ہوئی تھانے میں ایف آئی آر بھی لکھوائی گئی، سونی پت مدرسہ والوں پر بھی دباؤ ڈالا گیا، مدرسہ والوں نے حضرت سے

مشورہ کیا حضرت سونی پت آئے تو میرے پتاجی کو بلوایا، اوران کو سمجھایا کہ میں نے راج کمار کو چھ مہینہ تک بہت خوشامد کر کے رو کے رکھا کہ ماں باپ کو ستانا کوئی دین دھرم نہیں ہے، تم گھر سے جاؤ گے تو ماں باپ کو کتنا دکھ ہوگا، مگر گھر میں اس کے ساتھ زیادتی ہوتی رہی، کتنی بار اس نے مار اور چوٹ کے نشانات اور زخم رو رو کر دکھائے، میں نے آپ سے بہت محبت سے کہا تھا، کہ اس نے کوئی نیا دھرم نہیں اپنایا ہے بلکہ اصل باپ دادا کے دھرم سے مالک نے اسے جوڑ دیا ہے، ہماری معلومات میں یہ بالکل نہیں کہ وہ کہاں ہے، اگر اس نے رابطہ کیا، کسی ذریعہ سے معلوم ہوا تو میں پیار و محبت سے سمجھا کر اسے ضرور آپ کے پاس بھیج دوں گا، اس شرط پر کہ آپ اس پر سختی نہیں کریں گے، اگر آپ کو اس کی کوئی بات غلط لگے تو پیار سے اسے سمجھائیں۔ پتاجی حضرت کی باتوں سے مطمئن ہو کر چلے گئے، میں دلی غازی آباد بلند شہر دہرہ دون شہروں میں دھکے کھا کر جب کوئی راستہ نہ ملا تو ایک مہینہ کے بعد پھلت حضرت کے پاس پہنچا، حضرت نے مجھے بہت پیار سے گلے لگایا، ایک دو روز ساتھ رکھا اور مجھے سمجھایا کہ اگر اس یقین کے ساتھ مسلمان ہوئے ہو کہ ایمان کے بغیر نجات نہیں تو ایمان اللہ کے یہاں مقبول ہے، اور اگر یہ یقین ہے کہ ایمان کے بغیر ہمیشہ کی دوزخ ہے تو پھر وہ ماں باپ جن کے کتنے احسانات ہیں وہ دوزخ میں جائیں یہ کیسی مسلمانی ہے، اس لئے اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ ماں باپ اور گھر والے ایمان میں آ کر ہمیشہ کی نرک سے بچ جائیں تو پھر گھر والوں کی زیادتیاں سہہ کر ان کی سیوا (خدمت) کر کے ان میں کام کرنا پڑے گا، یوں بھاگنے سے کام نہیں چلے گا، دو مہینے میرے گھر والے تلاش کرتے کرتے تھک گئے تھے میری ماں میرے غم میں بہت بیمار ہوگئی تھی، میں اکلوتا بیٹا تھا، اگلے روز حضرت کو سونی پت جانا تھا، حضرت مجھے لے کر سونی پت گئے، میرے پتاجی کو بلایا اوران کو سمجھایا کہ یہ دھکے کھا کر کل پھلت پہنچا تھا،

میں سفر ملتوی کر کے اس کو لے کر آیا ہوں، اب اگر آپ اس پر پھر سختی کریں گے تو یہ بھاگ کر کبھی ہمارے پاس بھی نہ آئے گا، آپ اس کو لے جائیں، اور اگر آپ اس کو غلط سمجھتے ہیں تو پیار محبت سے سمجھائیں، میرے پتاجی مجھے لے کر گھر گئے، میری ماں مجھے دیکھ کر مجھ سے لپٹ کر روتی رہی، میں گھر میں رہنے لگا اور کالج بھی جانے لگا۔

س: دو مہینہ میں تو آپ کا داخلہ ختم ہو گیا ہوگا؟ کیا دوبارہ داخلہ کرایا؟

ج: جی ہاں، کالج کے پرنسپل شنی کے پجاری تھے، پتاجی کے ان سے تعلقات تھے، اس کی وجہ سے دوبارہ ایڈمیشن ہو گیا۔

س: اس کے بعد کیا ہوا؟

ج: بس مولانا صاحب اس کے بعد کی باتیں نہ معلوم کریں تو اچھا ہے، اب میں آپ کے ساتھ ہوں، دعا کریں رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ۔

س: پھر بھی کچھ تو بتائیں؟

ج: گھر میں میرا رہنا اس طرح تو بہت اچھا رہا کہ اس کے نتیجہ میں میرے پتاجی نے حضرت کے ہاتھ پر کلمہ پڑھا اور انھوں نے چھپ کر جماعت میں دس دن بھی لگائے، مگر وہ ماں کے علاوہ کسی سے نہیں کہہ سکے، ماں کو بھی میں نے مدرسہ میں لے جا کر کلمہ پڑھوایا وہ دونوں ایمان میں آنے کے بعد حضرت سے کئی بار ملے، مگر وہ اپنے اسلام کو ظاہر نہ کر سکے، اور ۸ روز کے آگے پیچھے ایک ایک دن بیمار رہ کر دنیا سے چلے گئے، میرے پتاجی کے پیٹ میں درد ہوا اور ان کو رات کو خون کی الٹی ہوئی اور بس اس کے آٹھ روز بعد میری ماں کو رات میں گھبراہٹ سی ہوئی اور وہ ٹوائلٹ کے لئے اٹھیں اور گر گئیں، ان کا بھی انتقال ہو گیا، میں نے بہت کوشش کی کہ ان دونوں کو دفن کیا جائے مگر

ہمارے خاندان میں چاچا بہت باثر ہیں، میری ایک نہ چلی اور دونوں کو جلایا گیا، جس کا مجھے زندگی بھر افسوس رہے گا، یہ بات ضرور ہے کہ وہ دونوں اندر سے بہت سوچ سمجھ کر بالکل سچ مچ میں مسلمان ہوئے تھے مگر گھر کے آخری درجہ کے مخالف ماحول میں وہ ظاہر نہیں کر سکے، پتاجی کے شنی مندر پر بہت چڑھاوے چڑھتے تھے، جس کی وجہ سے انھوں نے سونی پت اور دہلی میں بہت سی پراپرٹی خرید لی تھی، میرے چاچا کو خیال ہوا کہ ساری پراپرٹی اور شنی کے مندر پر قبضہ کیا جائے، اس لئے انھوں نے اپنے سسر کو جو سرسا میں ایک مندر کے پجاری تھے، سونی پت مندر کے لئے بلایا اور مجھ پر جادو کرا دیا، میرا حال دو سال تک ایسا الجھا کہ میں نہ زندوں میں تھا نہ مردوں میں، مجھے ایک روز خواب دکھائی دیا کہ میرے چاچا اور ان کے سسر مجھے چاقو سے کاٹ رہے ہیں، میں نے چاچا سے خواب بتایا وہ بولے ہم تو جب تک تو مر نہ جائے گا تجھے چھوڑیں گے نہیں، یا پھر تو اپنے اصلی دھرم میں واپس آجا، میں تکلیف کی شدت بیان نہیں کر سکتا، کبھی میرے سر میں درد ہوتا تھا، کبھی پیٹ میں، کبھی جسم میں سوئیاں چبھتی تھیں، اگر میں یہ کہوں کہ روزانہ ہی ایک بار میں قبر میں چلا جاتا تھا تو یہ سچ ہے۔

س: اس دوران آپ ابی سے نہیں ملے؟

ج: مجھے ان ساری تکلیفوں میں یہ خیال آتا رہا کہ انھوں نے مجھے رکھا نہیں، بوجھ سمجھ کر میرے گھر والوں کو دے دیا، اس لئے میں نے مدرسہ والوں سے بھی ملنا بند کر دیا تھا۔

س: پھر آپ نے کیا کیا؟

ج: اپنی بیماری کے علاج کے لئے میں نے بہت سے لوگوں سے رابطہ کیا، عملیات کرنے والوں سے اور سیانوں سے علاج کرایا پھر مجھے خیال ہوا کہ مجھے خود جادو اور اس

کا علاج سیکھنا ہے، اس کے لئے ایک حافظ صاحب نے مجھے اپنے استاد کے پاس دیناج پور بنگال بھیجا، میں نے وہاں پر بڑی محنت کی، تین سال دو مہینے میں ان کے ساتھ رہا، ان دنوں مجھے یہ فائدہ ہوا کہ میں نے اردو اور قرآن مجید پڑھ لیا، وہیں میری ایک سیانے سے بھی ملاقات ہوگئی، میں نے اس سے بھی کچھ کالا جادو اور اس کا علاج سیکھا۔

س: اس کے لئے تو آپ کو بہت سی شرک کی باتیں کرنی پڑی ہوں گی؟

ج: ہاں، مگر میں نے نہیں کیں، میرے اللہ کا لاکھ لاکھ کرم ہے کہ میں نے بہت غلط سلط حرکتیں کیں مگر جہاں شرک کرنا پڑتا تھا میں نے نہیں کیا، اس میں خود میری بیماری کا بھی دخل تھا، اصل میں مجھے ہر وقت موت سر پر دکھائی دیتی تھی، اس لئے میں شرک سے بچتا تھا، کہیں اسی لمحہ میری موت آگئی تو کیا ہوگا، مگر چاچا سے بدلہ لینے کا مجھ پر جنون بڑھتا رہا، اس دوران ایک سفر میں میں نے حضرت کو لکھنؤ اسٹیشن پر دیکھا، میں اس وقت دہلی ہو کر ممبئی جانے کے لئے لکھنؤ کے پاس سیتاپور جہاں مجھے معلوم ہوا تھا کہ ایک بڑے عامل مولانا نصیر صاحب کے شاگرد وہاں رہتے ہیں، وہاں سے لکھنؤ آیا تھا، میں تو چھپا مگر حضرت نے مجھے دیکھ لیا اور پکڑ لیا، میرا حال دیکھ کر بہت پریشان ہوگئے، جب میں نے اپنی داستان بتائی تو حضرت نے بہت افسوس کا اظہار کیا اور بہت شکایت کی اور بولے پیارے بیٹے تمھاری عقل کو کیا ہو گیا، ذرا سوچو اگر گھر نہ جاتے تو تمھارے ماں باپ کسی طرح بھی ایمان پر نہ مرتے، کسی ایک آدمی کے ایمان کے لئے اگر آدمی جان دے کر اس کے ایمان کا ذریعہ بن جائے تو سستا سودا ہے، بلکہ میں تو یہ سمجھتا اور کہتا ہوں اور یہ بات بالکل حقیقت ہے کہ ساری دنیا کے سب مسلمان اپنی سب کی جان دے کر ایک آدمی کی ہدایت کا ذریعہ بن جائیں تو سستا سودا ہے، بالکل اجنبی آدمی کے ایمان کی یہ بات ہے تو اتنا احسان کرنے والے اور محبت کرنے والے ماں باپ کا حق کتنا زیادہ

ہے، سوزندگیوں میں جادو ہوتا رہے اور جسم کی بوٹی بوٹی ہوتی رہے اور اس کے بدلے میں تمہارے والد والدہ کی موت ایمان پر ہوتی ہے تو تم نے بہت نفع کی تجارت کی، حضرت ٹی ٹی سے ٹکٹ بنوا کر مجھے نوچندی ایکسپریس سے پھلت لے آئے، پھر مجھے مولانا محمد احمد صاحب کا بتایا ہوا آیت الکرسی، سورہ ناس، سورہ فلق کا ایک عمل جادو کا علاج بتا کر پھلت میں مجھ سے کروایا، اللہ کا شکر ہے مجھے فائدہ ہوا اور نوے فیصد آرام ہو گیا، جب حضرت نے مجھے یہ عمل بتایا تو میں نے کہا میں پرانے پرانے عاملوں کے علاج کرا چکا ہوں حضرت نے مجھے سمجھایا: بیٹا، اس دنیا میں صرف ایک اللہ کی حکومت چلتی ہے، بڑے سے بڑا آدمی امریکہ کا صدر بھی اپنی صبح سے شام تک کی ایک دن کی زندگی پر غور کرے تو اسے اس بات پر ایمان حاصل ہو جائے گا کہ اس کائنات میں صرف احکم الحاکمین اللہ کی حکومت کی چلتی ہے، ایک دن میں بہت سے کام اس نے کرنے چاہے مگر نہیں ہوئے، اور نہیں چاہتے ہوئے بہت سے کام کرنے پڑے، تو جب کائنات پر حکومت چلانے والے نے اپنے ابدی منشور میں یہ سورتیں نازل کی ہیں، سحر اور اثر کے علاج کے لئے، تو اس سے زیادہ طاقت ور علاج کہاں ہو سکتا ہے، بات میری سمجھ میں آگئی، اور مجھے راحت ہو گئی، مگر چاچا سے بدلہ لینے کا جنون مجھے چین سے نہیں بیٹھنے دیتا تھا، اسی دوران ایک صاحب مجھے کھتولی میں ملے، مجھے انھوں نے بہت جلد مالدار ہونے کے خواب دکھائے اور زندگی کے چھ سال مجھے بہت غلط ماحول میں گذارنے پڑے، ناکامی میری قسمت میں رہی، بہت عاجز در بدر مارا پھرتا رہا، ایک روز میں چنڈی گڑھ میں تھا مجھے لوگوں نے بتایا کہ یہاں پہاڑوں میں ایک سائیں عبداللہ نام کے رہتے ہیں، بڑے افسر اور منتری ان کے چاروں طرف چکر لگاتے ہیں، وہ ایسے ہیں ویسے ہیں، میں ان کو تلاش کرتے کرتے پہاڑوں میں ایک گاؤں میں پہنچا، جب میں نے بتایا کہ میں

مسلمان ہوگیا ہوں، تو میرے منھ پر بہت زور سے طمانچہ مارا، مسلمان ہو کر صفاچٹ، یہ کہہ کر دوبارہ گالیاں سنائیں، مجھ سے کہا پھلت جا کر مولوی کلیم سے مرید ہو جا، میں نے کہا میں تو بہت پہلے سے ان کا مرید ہوں، وہ بولے تو تو کب سے ان سے نہیں ملا؟ میں نے کہا میں ان سے بھاگا ہوا ہوں، بولے جو شیخ سے بھاگے اسے ساتوں زمینوں اور آسمانوں میں ٹھکانہ نہیں ملتا، جا بس اپنے شیخ کے پاس جا۔ بس میں نے سوچا کہ میری مشکل کا حل یہیں ہے، مجھے شرم آرہی تھی کہ حضرت کیا کہیں گے، ہمت کر کے پھلت کا سفر کیا، اتفاق سے حضرت دہلی گئے ہوئے تھے، فوراً دہلی کا ارادہ کیا، حضرت نے دیکھتے ہی گلے لگا لیا اور کہا پیارے بیٹے تو تو میری دعوتی کھیتی کا سب سے پہلا پھل ہے، میری دعوت کی بسم اللہ تم سے ہوئی ہے، میں تمھیں کیسے بھول سکتا ہوں، حضرت میرے دربدر بھٹکنے کی داستان سنتے رہے، ٹھنڈی ٹھنڈی آہیں بھرتے رہے، مگر ذرہ برابر کوئی شکایت نہیں کی، اور آخر میں یہ کہا کہ انسان بھول اور غلطیوں کا بنا ہے، انسان سے غلطی ہو ہی جاتی ہے، میرے اللہ کا کرم ہے پھر بھی اسے راہ دکھا دیتے ہیں، میں نے کہا حضرت میری دربدر مارے مارے پھرنے کی داستان اگر جمع ہو تو ایک موٹا ناول تیار ہو جائے گا، مگر اس اندھیرے میں ایک روشنی کی کرن ہے کہ آپ کے اس پاگل نے سب کچھ کیا مگر شرک نہیں کیا، اور ایمان نہیں چھوڑا، حضرت نے فرمایا کریم اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ایمان نہیں چھینا ہم تو ہر لمحہ ایسی ناقدری کرتے ہیں کہ ایک لمحہ ہمارے پاس ایمان نہ رہے، میں نے کہا حضرت آپ نے بالکل حق کہا میرے اللہ نے اتنی ناقدری کے باوجود ایمان نہیں چھینا۔

س: اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟

ج: بس اس بار فیصلہ کر کے آیا ہوں کہ حضرت جو کہیں گے کروں گا، پھر پھرانا

بند، کل چار مہینے کی جماعت میں جانے کا پروگرام حضرت نے بنایا ہے، نظام الدین سے جماعت میں جاؤں گا اور واپس آ کر ''مردہ بدست زندہ'' بن کر رہوں گا۔

س: ماشاء اللہ آپ نے اچھا سوچا، شکریہ، بہت شکریہ؟

ج: شکریہ تو آپ کا، آپ نے مجھے موقع دیا۔

س: ارمغان کے پڑھنے والوں کے لئے کوئی پیغام آپ دیں گے؟

ج: بس میری درخواست یہ ہے کہ درگذر کی عادت بڑی نعمت ہے، اگر آپ کسی آخری درجہ میں بگڑے ہوئے انسان کو سنوارنا چاہتے ہیں تو اس کی غلطی کو نظر انداز کریں، میں نے اپنی تیس سالہ زندگی میں ایسی غلطیاں کیں اگر میں آپ کو بتادوں تو آپ کا یہ انٹرویو لینا دور کی بات ہے، آپ کے بس میں جو ہوگا وہ کریں گے، میرا دل یہ چاہتا تھا کہ وہ سب باتیں میں ذکر کروں مگر حضرت کا کیسا سمندر کی طرح دل ہے، کہ کتنی بھی گندگی ڈالو، وہ پاک ہوجاتی ہے، حضرت نے مجھے بہت سختی سے کہہ دیا ہے کہ میں انٹرویو میں ان باتوں کا ذکر نہ کروں، لوگوں کے دلوں میں جو نہیں جانتے ہیں برائی بیٹھ جائے گی، مگر حضرت نے، جتنی بار بھی ایسی خطرناک اور کم ظرفی کی غلطیاں کر کے آیا، ایسے گلے لگایا کہ جیسے میں قابل فخر سپوت ہوں، بس ملتے ہی شکایت ڈانٹ ڈپٹ کے بجائے محبت سے کہتے، بیٹا تو میری دعوت کی کھیتی کا سب سے پہلا پھل ہے، اس درگذر کا صدقہ ہے کہ میں الحمد للہ شرک سے بچا رہا اور آج میں حضرت کا غلام ہوں، اور اب کبھی کوئی کام شریعت کے خلاف نہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں، حضرت خوب کہتے ہیں کہ داعی کی حیثیت ایسے ڈاکٹر اور طبیب کی ہے، جو اپنے مریض کو اسپتال سے نکالنے کے بجائے، دردمندی سے اس کی بیماری کی فکر کرتا ہے، میری درخواست سب سے یہ ہے کہ درگذر کی عادت ڈالیں، خصوصاً نومسلموں کے لئے تو بہت بڑا دل چاہئے، ہم نے

دیکھا ہے کہ خاندانی مسلمان کچھ کریں تو کوئی بات نہیں اور اگر کوئی نومسلم ذرا سی غلطی کرے تو پھر اسے کافر بنا کر رہتے ہیں۔

مستفاد از ماہنامہ ''ارمغان'' ماہ مئی ۲۰۱۴ء

۱۳۵

قادیانیوں کے تیسرے خلیفہ مرزا ناصر کے بیٹے مرزا احمد بلال کا قبول اسلام

اقتباس

مرزا نے ۱۹۵۲ء میں ربوہ کے لئے حکومت سے لیز پر زمین لی تھی، اس لئے ربوہ میں رہنے والوں کی زمین ان کی ذاتی ملکیت نہیں بن سکی، اگر ربوہ میں رہنے والوں کو مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں تو وہ بآسانی قادیانیت کے چنگل سے نکل آئیں گے ایسے ایک دو افراد نہیں ہزاروں میں ہیں۔

قادیانی مرزائی اور احمدی، یہ وہ نام ہیں جن کی نسبت مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف ہوتی ہے، جس نے انگریز کے دور حکومت میں اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا، پھر مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا تو کبھی امام مہدی ہونے کا، غرض امت کو گمراہ کرنے کا ہر ایک طریقہ اپنایا، بالآخر انجام اس کا یہ ہوا کہ اپنی زندگی کے آخری دور میں بیت الخلاء میں قضائے حاجت کرتے ہوئے اس دنیا سے ہلاک ہو گیا، قادیانیت کے کفریہ عقائد کی بنیاد پر علمائے امت نے اسے ملت اسلامیہ سے خارج قرار دیا ہے، آج یہ فتنہ دشمنان اسلام کی پشت پناہی سے عالمی شکل اختیار کر گیا ہے، اور ہر جگہ اس کی ارتدادی سرگرمیاں جاری ہیں، اس فتنہ کے تدارک اور اس سے منسلک افراد کو تباہی اور بے دینی کی لعنت سے بچانے کے لئے کوششیں بھی ہو رہی ہیں الحمدللہ اسلام کی روشنی اب مرزا

قادیانی کے گھرانہ تک پہنچ چکی ہے، قادیانی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے پرپوتے اور خلیفہ سوئم مرزا ناصر کے بیٹے مرزا احمد بلال نے اسلام قبول کرلیا ہے، جسے قادیانی مبلغ بنانے کے لئے روسی اور اطالوی زبانیں سکھائی گئی تھیں، ذیل میں مرزا احمد بلال کے قبول اسلام کی داستان پیش کی جارہی ہے۔

س: آپ نے بتایا کہ آپ کا تعلق مرزا خاندان سے ہے اور آپ مرزا غلام احمد قادیانی کے پرپوتے ہیں، قادیانیت سے اسلام تک کا سفر اور قادیانیوں کے ہاتھوں اغوا اور تشدد کی کہانی کیا ہے؟

ج: جی ہاں! میں مرزا ناصر الدین کا بیٹا ہوں ہم کل تین بھائی اور ایک بہن ہیں، ایک بھائی جو مجھ سے بڑا ہے اس کا نام مرزا فرید، میرا پرانا نام مرزا احمد بلال اور مجھ سے چھوٹے بھائی کا نام مرزا انس ہے، لیکن میں نے اسلام قبول کرنے کے بعد نہ صرف یہ کہ اپنا نام بدل کر عبد الرحمن رکھ لیا ہے، بلکہ اب مرزا کا لفظ بھی نام کے ساتھ نہیں لکھتا، اسلام کی طرف آنے کی تفصیل یہ ہے گورنمنٹ تعلیم الاسلام ہائی اسکول ربوہ سے میٹرک، اور گورنمنٹ تعلیم الاسلام کالج سے بی اے کرنے کے بعد مجھے بھی ربوہ کی روایت کے مطابق مشنری مقاصد کے لئے تیار کرنے کی غرض سے اطالوی اور روسی زبانیں سکھائی گئیں، اسی دوران میں ربوہ میں قائم قادیانی خلافت لائبریری کا ناظم مقرر ہوا تو مجھے حقیقی اسلام کے بارے میں سمجھنے کا موقع ملا۔

یہ ۱۹۹۸ء کی بات ہے، جب مجھے لائبریری میں علامہ احسان الٰہی ظہیر کی دو کتب 'قادیانیت' اور 'مرزائیت اور اسلام' پڑھنے کا موقع ملا، ابتدا میں میرا خیال یہی تھا کہ یہ کتب بھی روایتی تعصب پر مبنی ہوں گی، جو ہمارا تصور تھا کہ مسلمان علماء غلام احمد قادیانی کے بارے میں خواہ مخواہ تعصب اور بغض رکھتے ہیں لیکن میں نے ان کتابوں کے چند

صفحات پڑھے تو مجھے دلچسپ اور حقیقت افروز محسوس ہوئیں ان کتب میں جو حوالے دیئے گئے تھے وہ سو فیصد درست تھے، یوں میرا دل قادیانیت سے اچاٹ ہونے لگا، میں نے قادیانیت کے مربیین سے سوال اور جواب کرنا چاہا، وہ مجھے روایتی جوابات تو دے سکے لیکن مطمئن نہ کر سکے، ان کتب کے پڑھنے کے بعد مجھے سمجھ آئی کہ مرزا قادیانی نے کس طرح اللہ پر بہتان باندھے اور انبیاء اور امہات کے بارے میں نازیبا پیرایہ میں من گھڑت قصے اپنی کتب میں شامل کئے، مجھے مرزا قادیانی کی ذہنی صحت کے بارے میں شبہ ہونے لگا، جیسا کہ میں نے مرزا بشیر الدین کی تحریروں میں پڑھ رکھا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اندازہ نہ تھا کہ پاؤں میں ایک جوتا پہننا ہے، یا دو جوتے پہننے ہیں، پھر مجھے یہ بھی علم تھا کہ ۱۸۸۳ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے خود کو محض مجدد قرار دیا، ۱۸۹۱ء میں امام مہدی قرار دینے لگا، ۱۸۹۵ء میں نبوت کا دعویٰ کرنے لگا کہ اللہ نے مجھے خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر دکھائی ہے، جو کشمیر کے علاقہ خانیار میں ہے، چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انتقال کر گئے ہیں اس لئے اللہ نے ایک رات میری جنس تبدیل کی، اور میرے ساتھ رجولیت کا اظہار کیا جس کے نتیجہ میں مجھے حمل ٹھہر گیا، یہ سب باتیں اب میرے لئے سوالیہ نشان بن کر کھڑی ہو گئیں کہ غلام احمد نے اللہ پر کس طرح بہتان باندھ دیا، میں نے مربیین جن میں حافظ مظفر اور عزیز بھامری شامل تھے ان سے دریافت کیا کہ اللہ نے قوم لوط کو تو اس عمل پر سزا دی اور خود معاذ اللہ وہی کام کرنے لگا، یہ بہتان نہیں تو اور کیا ہے؟ اب میں نے اپنے آپ کو عملاً قادیانیت سے دور کر لیا لیکن اسلام قبول کرنے کا اعلان نہ کیا کہ ربوہ جو ریاست کے اندر ایک ریاست کا درجہ رکھتا ہے وہاں یہ اعلان ممکن نہ تھا۔

س: یہ صورت حال کب تک رہی؟

ج: میں تقریباً ایک سال تک اسی کشمکش میں رہا، گھر والوں سے بھی بات ہوتی رہی، گھر والوں کا کہنا تھا کہ وہ مجھے نہ ربوہ سے باہر جانے دیں گے نہ قادیانیت سے۔ میرے گھر والوں نے کہا کہ وہ مجھے زنجیروں سے باندھ دیں گے اور اگر میں مر گیا تو میرا جنازہ قادیانیت کے مطابق ہوگا۔

س: کیا واقعی زنجیروں سے باندھا گیا؟

ج: جی ہاں مجھے ایوان محمود میں قائم قادیانیوں کی نجی جیل میں تین ماہ تک زنجیروں سے باندھ کر رکھا گیا تاکہ میں قادیانیت کے بارے میں اپنے تبدیل شدہ خیالات سے رجوع کرلوں۔

س: کیا آپ کے علاوہ بھی کچھ لوگ اس نجی عقوبت خانہ میں تھے؟

ج: میرے علاوہ بھی چار پانچ افراد تھے، تاہم انھیں مجھ سے الگ رکھا گیا تھا، ربوہ میں پولیس قادیانیوں کے معاملات میں مداخلت نہیں کرتی، قادیانی انتظامیہ نے اپنی عدالت خود بنا رکھی ہے، اور یہ خود ہی لوگوں کو سزا دیتے ہیں، خود ہی گرفتار کرتے ہیں اور اپنے نجی طور پر بنائے گئے قید خانوں میں رکھتے ہیں۔

س: آپ کیسے بچ کے نکل آئے؟

ج: تین ماہ تک رہنے کے بعد ایک دن میں نے سوچا کہ ساری عمر اس قید خانہ میں گذار دینے سے بہتر ہے کہ کوشش کی جائے، لہٰذا میں نے اپنی زنجیروں کو مسلسل فرش پر رگڑتے رہنے کا فیصلہ کیا، خدا کا کرنا یہ ہوا کہ پانچ دن تک رگڑتے رہنے سے میری زنجیر ٹوٹ گئی لیکن یہ شام کا وقت تھا جو قید خانہ سے فرار کے لئے مناسب وقت نہ تھا، اس لئے میں نے اگلی صبح تک فرار ملتوی کر دیا اگلی صبح دوسرے فلور سے نیچے چھلانگ لگا کر ربوہ کی حدود سے باہر آ گیا، میرے پاؤں پر سخت چوٹیں آئیں، تاہم تازہ چوٹ کا درد کم تھا،

میں کسی طرح لاہور پہنچ گیا، جب یہاں پہنچا تو میرے پاؤں میں زنجیر کا ایک حصہ موجود تھا اور پاؤں زخمی تھے۔

س: آپ نے بتایا کہ ربوہ سے فرار اور اسلام قبول کرنے کا واقعہ ۱۹۹۹ء کا ہے، اب آپ قادیانیوں کے ہتھے کیسے چڑھ گئے؟

ج: اس میں شک نہیں کہ میں نے ربوہ سے فرار کے بعد لاہور میں پناہ لی، لیکن میں اپنے ضروری علاج ومعالجہ کے بعد گوادر چلا گیا، جہاں میں نے ایک چینی کمپنی میں بطور مترجم ملازمت اختیار کرلی، اس دوران گاہے بگاہے میں لاہور آتا رہا، رواں سال کے دوران میں نے اپنے فریضہ حج کی ادائیگی کا ارداہ کیا تو حج کے لئے درخواست دی، لیکن میرا ایڈریس ربوہ کا ہونے کی وجہ سے سعودی حکومت نے اعتراض لگا دیا، اپنا ایڈریس تبدیل کرنے کے لئے میں لاہور میں مقیم تھا کہ شادمان کی رہائشی ایک خاتون کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ کناڈا میں قیام کے دوران قادیانیت سے متاثر ہوگئی ہے، اس کے اہل خانہ نے مجھ سے کہا کہ میں اس سے ملوں اور اسے قادیانیت کی حقیقت سے آگاہ کروں، میں اس خاتون سے ملا اور اس سے اگلے ہی روز جب میں گنگا رام کے قریب بس اسٹاپ پر کھڑا تھا، تو ایک ویگن میرے پاس آکر رکی، اور ویگن سے اترنے والے ایک فرد نے مجھ سے کہا تم ربوہ کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا پہلے رہتا تھا، اس کے ساتھ ہی انھوں نے مجھے اٹھا کر وین میں ڈالا، اور گڑھی شاہو کے دار الذکر کے عقب میں ایک گھر میں لے گئے، راستہ میں بھی وہ مجھ پر تشدد کرتے رہے، اور اس گھر میں جہاں کئی مزید افراد تھے انھوں نے مجھ پر تشدد شروع کر دیا، ڈنڈوں سے میری ٹانگوں کی پنڈلیوں اور رانوں پر ضربیں لگاتے رہے، یہ سلسلہ کئی گھنٹے جاری رہا اس کے بعد تین بجے سہ پہر نیلا گنبد چوک پر پھینک کر چلے گئے۔

س: آپ نے اس واقعہ کی ایف آئی آر درج کرائی؟

ج: اس سلسلہ میں ایف آئی آر تو درج کرادی تھی لیکن ابھی تک کوئی کاروائی نہیں کی گئی، ایف آئی آر کی کاپی بھی ہمیں تھانہ کی طرف سے فراہم نہیں کی گئی، جب تھانہ والوں سے پوچھتے ہیں کہ کاروائی کیوں نہیں کر رہے؟ تو کہا جاتا ہے کہ اوپر سے حکم ہے۔

س: ربوہ میں پولیس کاروائی کی صورت کیا ہوتی ہے؟

ج: ربوہ کا معاملہ تو بہت مختلف ہے، وہ تو ریاست کے اندر ایک ریاست ہے، ۱۹۷۳ء میں ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا تھا لیکن آج تک ربوہ کھلا شہر نہیں بن سکا حد یہ ہے کہ کوئی غیر قادیانی ربوہ میں رہائش اختیار نہیں کرسکتا، پولیس صرف ربوہ سے باہر کی چیزوں پر نظر رکھتی ہے، ربوہ میں قادیانی انتظامیہ نے نجی سیکورٹی قائم کررکھی ہے۔

س: قادیانیت کے عمومی زندگیوں پر ربوہ میں کیا اثرات نظر آتے ہیں؟

ج: ربوہ میں کوئی بندہ آپ کو مطمئن نظر نہیں آتا، ہر کوئی بے چینی کا شکار ہے، مضطرب اور پریشان ہے حتی کہ مرزا خاندان کے اندرونی حالات بھی سخت اضطراب اور خرابی کی زد میں ہیں، ڈکیتیاں ہوں تو بھی پولیس مداخلت نہیں کرسکتی، قتل کے واردات ہوں پھر بھی پولیس دخل نہیں دے سکتی۔

س: آپ کب کی بات کر رہے ہیں؟

ج: میں قصر خلافت میں ڈکیتی کیس کی بات کر رہا ہوں جو ۱۹۹۸ء میں ہوئی، اس میں مرزا داؤد کے کزن کی گردن میں گولی بھی لگی، اسی طرح بریگیڈیر اصغر کی پراپرٹی کے معاملہ پر کئی افراد قتل ہوگئے لیکن پولیس ریکارڈ میں ان کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔

س: کیا وجہ ہے لوگ کیوں بولتے نہیں؟

ج: مرزا نے ۱۹۵۲ء میں ربوہ کے لئے حکومت سے لیز پر زمین لی تھی، اس لئے ربوہ میں رہنے والوں کی زمین ان کی ذاتی ملکیت نہیں بن سکی، اگر ربوہ میں رہنے والوں کو مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں تو وہ بآسانی قادیانیت کے چنگل سے نکل آئیں گے ایسے ایک دو افراد نہیں ہزاروں میں ہیں، جو اپنے مالی مستقبل سے خوف زدہ ہیں، اس لئے ربوہ میں چپ بیٹھے ہوئے ہیں، اگر انھیں مالکانہ حقوق مل گئے تو ربوہ کھلا شہر بن جائے گا۔

س: مرزا خاندان کے اندر کا کلچر آپ کو کیسا لگتا تھا؟

ج: مرزا خاندان کی زندگی تو شہزادوں جیسی ہے۔صرف ربوہ میں ہی نہیں راجن پور، میر پور خاص یعنی سندھ، احمد نگر اور لاریاں میں ان کی زرعی زمینوں نے انھیں بڑے زمین داروں میں شامل کردیا ہے، اسی طرح لندن میں Tilford میں حال ہی میں قادیانی مرکز بنانے کے لئے حاصل کی گئی زمین کا بڑا حصہ بھی مرزا خاندان کے ذاتی استعمال میں ہے، ربوہ میں قصر خلافت کے اصطبل میں مختلف ملکوں سے لائے گئے گھوڑوں کی شاہانہ دیکھ بھال کا ماحول ہے، ربوہ میں مرزا فیملی کے دو ڈھائی سو افراد ہیں، جس علاقہ میں مرزا خاندان کے لوگ رہتے ہیں وہاں عام قادیانی بھی رہائش نہیں رکھ سکتا، ایک شاہانہ انداز زندگی ہے، جس کی زد میں قریبی دیہات سے کام اور مزدوری کے لئے آنے والے مرد اور خواتین بھی آتے رہتے ہیں، مرزا خاندانوں کے گھرانوں میں کام کرنے والی خواتین کے ساتھ جو ظلم ہوتا ہے اس پر زبان کھولنا ممکن نہیں، یہ کہانیاں وہاں کے در و بام میں ہی دب جاتی ہیں۔

س: جو منظر نامہ آپ نے ربوہ کا بیان کیا ہے، یہ تو میڈیا کی نظروں سے اوجھل ہے؟

ج: میڈیا وہاں تک رسائی نہیں کرسکتا، میڈیا والوں نے شاید کوشش ہی نہیں کی ہے، کیونکہ میڈیا کو اندازہ ہے کہ یہ اس کے لئے آسان ہدف نہیں ہے۔

س: قادیانیوں کے ترجمان 'الفضل' میں آپ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ آپ مرزا ناصر الدین کے بیٹے نہیں، اور آپ کا دعویٰ غلط ہے؟

ج: میں اس کو ہر طریقہ سے ثابت کرنے کو تیار ہوں، اگر ڈی این اے ٹیسٹ کی ضرورت ہے میں وہ بھی کروانے کو تیار ہوں، اصل بات یہ ہے کہ میں نے پہلے خاموشی اختیار کررکھی تھی لیکن اب انھوں نے جس طرح پر تشدد کاروائی کی ہے میں ان کے خلاف پوری کوشش کر کے بے نقاب کروں گا، اب میں نہ صرف مسلمانوں کو ان کے کرتوتوں سے باخبر کروں گا بلکہ قادیانوں کو بھی پیغام دوں گا کہ وہ اپنا ایمان مکمل کریں اور خود کو جہنم سے بچائیں، یہ بات بھی اہم ہے کہ ہندوستان کے ساتھ قادیان کا تعلق ہی نہیں بلکہ ہندوستان میں قادیانیوں کو اور بھی ساری مراعات حاصل ہیں سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہندوستان نے انھیں غیر مسلم قرار نہیں دیا ہے، ہندوستان میں ان کا نیٹ ورک بہت مضبوط ہے اسی طرح اسرائیل، تل ابیب میں قادیانی مرکز ہے، اسرائیلی فوج میں بھی قادیانی شامل ہیں، اور مسلمانوں کے خلاف اسرائیلی کاروائیوں میں حصہ لیتے ہیں۔

س: برصغیر ہندو پاک میں قادیانیوں کے تبلیغی اہداف اور طریقے کیا ہیں؟

ج: ہر سال ربوہ سے تقریباً چار سو مبلغ تیار ہو کر نکلتے ہیں، کچھ ملک کے اندر اور کچھ بیرون ملک بھجوائے جاتے ہیں، پاکستان کے اندر اور باہر ان کے آسان ٹارگیٹ غربت زدہ علاقوں کے مسلمان ہوتے ہیں، پنجاب کا اسرائیلی بیلٹ، سندھ کے پس ماندہ علاقے ملک کے اندر ان کا خصوصی ہدف ہیں، جب کہ افریقی ممالک کے غریب مسلمانوں پر بھی یہ کام کر رہے ہیں۔

(بشکریہ الحیات، سری نگر: مئی ۲۰۱۴ء)

مستفاد از ماہنامہ "ارمغان" ماہ جون ۲۰۱۴ء

۱۳۶

حضرت عمر رضؓ کی طرح اسلام کی دولت ملی
جناب بھائی محمد عثمان سے ایک ملاقات

اقتباس

مولوی احمد صاحب ، بالکل حضرت عمر کی طرح وہ اسلام لائے ، ہوا یہ کہ وہ میرے ساتھ اپنی بہن پر بھی بہت غصہ تھے اور ہم دونوں کو مار دینا چاہ رہے تھے، بہت گالیاں دیتے کہ ہم نے اتنے لوگوں کو پنچایت میں بلایا، ہماری ناک کٹوادی ، وہ ہمیں تلاش کرتے رہے ،میرے ایک دوست سے انھوں نے فون لے لیا اور اپنے دوست کے فون سے بات کرائی۔

احمد اواہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بھائی محمد عثمان: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

س: عثمان بھائی، آپ اس وقت کہاں سے آرہے ہیں؟ اور آج کل کہاں پر قیام ہے؟

ج: اس وقت تو میں اپنے گھر بھوانی سے آرہا ہوں، آج کل چندی گڑھ میں رہ رہا ہوں، ضروری مشورہ کے لئے حضرت کی خدمت میں آیا تھا، فون پر اطمینان سے بات نہیں ہو پاتی، پہلے تو حضرت کا فون ملنا ہی کتنا مشکل ہے پھر فون پر زیادہ لمبی بات کرتے ہوئے یہ بھی خیال آتا ہے کہ نہ جانے حضرت کہاں مصروف ہوں، ملاقات تو یوں مشکل ہے مگر

وقت لے کر آنا ہوتا ہے تو حضرت وقت نکال کر انتظار کرتے ہیں، ہمارے حضرت کہتے بھی ہیں کہ ہمارا دین کیسا راحت بھرا ہے، کسی کے یہاں ملنے کیلئے جانا ہو تو قرآن مجید کا فرمان ہے: کہ بغیر اجازت کسی کے گھر نہ جاؤ، حضرت فرماتے ہیں کہ اگر کوئی اچانک آجاتا ہے تو دل و دماغ پر بوجھ ہوتا ہے، اور جب آنے والا ذرا اچھی حیثیت کا تعلق کا آدمی ہو تو وقت تو ملنے کے لئے ہوتا نہیں، نہ ملیں تو کس طرح منع کریں، اور ملیں تو سفر پہ جانا ہے، کام پورا کرنا ہے، یا جن لوگوں کو وقت دے کر بلایا ہے ان سے ملنا ہے تو سب کام خراب ہو ں گے، حضرت کہتے ہیں کہ میرا تو بلڈ پریشر بڑھنے لگتا ہے، کبھی کبھی تو آخری درجہ کے تعلق کے آدمی کو دیکھ کر انا للہ وانا الیہ راجعون نکل جاتا ہے، اور جن کو وقت دے کر بلایا ہے ان کا انتظار رہتا ہے اور دل ان کے آنے سے خوش ہوتا ہے، اطمینان سے ملاقات کو دل چاہتا ہے، اس لئے میرا تو اب یہ مزاج بن گیا ہے کہ جس کے پاس بھی جاتا ہوں تو کسی نہ کسی طرح پہلے سے ملاقات کی اجازت (اپائنمنٹ) لے کر ہی جاتا ہوں، ایک بات یہ بھی ہے کہ میرے پاس تو حضرت سے مشورہ کے لئے بہت ساری باتیں جمع ہو جاتی ہیں، اللہ کا کرم ہے کہ اب میں زندگی کا کوئی معمولی سے معمولی کام بھی حضرت کے مشورہ کے بغیر نہیں کرتا، اور اس کا کھلا فائدہ بھی مجھے محسوس ہوتا ہے، کسی کو بڑا بنا کر اس کے ہاتھوں میں زندگی کی گاڑی کا اسٹیرنگ دے دینے میں بڑی آسانی ہے، میرے اللہ نے زندگی کو عافیت سے گذارنے کا یہ گر مجھے سمجھا دیا ہے۔

س: کوئی خاص بات پیش آئی جس کی وجہ سے آپ نے یہ معمول بنا لیا؟

ج: جی ہاں مولانا احمد صاحب، میری خاندانی زندگی اس طرح گذری کہ میں بس اپنی مرضی سے زندگی گذارتا تھا، میرے پتاجی اصل میں ایک سلائی مشین مستری تھے، معمولی کماتے تھے، میں نے بہت کم عمری میں بزنس شروع کیا، اور پریوار کی ذمہ

داری کو سنبھال لیا، اس کی وجہ سے ماں باپ بھی میری مان کر زندگی گذارتے تھے، پھر شادی ہوئی تو ہمارے سماج میں بیوی کو پاؤں کی جوتی اور داسی سمجھا جاتا تھا، بیچاری میری بیوی سماج کے لحاظ سے میرے ساتھ زندگی گذارتی تھی، میں دن کو رات کہوں تو رات کہتی تھی، میرے مالک نے مجھے ایمان دیا تو میں نے اپنی پتنی سے کہا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں، اگر تجھے میرے ساتھ رہنا ہے تو مسلمان ہونا پڑے گا وہ بیچاری تین بچوں کی مجبوری میں میرے ساتھ مسلمان ہوگئی، مگر وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کے پریوار کے لوگوں کو میرے مسلمان ہونے کی خبر ہو، اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ اس کے پریوار کے لوگ سخت مزاج کے لوگ تھے، اور شیوسینا سے جڑے ہوئے تھے، پھر یہ کہ ایک دم اس کے لئے سب کچھ بدلنا اور پانچ وقت کی نماز پڑھنا بھی مشکل تھا، میں نے ذرا سختی کی اور بچوں اور اس کے نام بدل کر پانچوں وقت کی نماز پر زور دیا، تو میرے سامنے تو وہ منع کرنے کی ہمت نہ کرسکی، مگر وہ بچوں کی چھٹیوں میں گھر گئی تو اس کے گھر والوں نے میرے خلاف مقدمہ کر دیا، سختی مار پیٹ اور جہیز کا، میرے ماتا پتا اور بھائی بہن بھی اسی کے ساتھ ہو گئے، کچھ لوگوں نے درمیان میں پڑ کر پنچایت کرائی، اور میری اور اس کی علاحدگی کا معاملہ طے ہو گیا اس کیلئے عدالت میں کمپرومائز سوٹ کر دیا گیا، مجھے زندگی بھر اس کا اور بچوں کا خرچ دینا تھا، اور بچے اور میرا ایک گھر میری بیوی کو ملنا تھا۔ اسی دوران ہمارے امام صاحب نے مجھے مشورہ دیا بلکہ زور دیا کہ آپ کو جا کر حضرت مولانا کلیم صاحب سے مشورہ کرنا چاہئے، میں نے حضرت کو فون ملانے کی کوشش کی، تین چار دن کے بعد میرا فون مل گیا، میں بس سے کھتولی جا رہا تھا، راستہ میں میں نے خواب دیکھا کہ مجھے کسی نوکری کے انٹرویو کے لئے کہیں جانا ہے، بس اڈہ پر پہنچا تو کوئی سواری نہیں تھی، میں نے لوگوں سے کہا میرا بہت اہم انٹرویو ہے، اگر پرائیویٹ ٹیکسی مل جائے تو بتادو، لوگوں نے

کہا یہاں ٹیکسی نہیں ملتی، میں بہت پریشان تھا کہ اب ہرگز میں انٹرویو میں نہیں پہنچ سکتا اچانک دیکھا کہ ایک کار آئی جس کو حضرت چلا رہے تھے، حضرت نے مجھے دیکھ کر گاڑی روکی اور کہا عثمان بیٹا آؤ کہاں جا رہے ہو، میں چھوڑ دیتا ہوں؟ میں گاڑی میں بیٹھ گیا، گاڑی میں بیٹھ کر خواب میں پھر میری آنکھ لگ گئی، حضرت نے آواز دی، عثمان بیٹا اٹھ جاؤ، تمھاری جگہ آ گئی ہے میں اٹھا اور گاڑی سے اترا، گھڑی دیکھی تو بہت خوش ہوا کہ وقت سے آدھا گھنٹے پہلے میں انٹرویو کی جگہ پہنچ گیا تھا، حضرت نے رخصت کا مصافحہ ملایا اور ہنس کر فرمایا کہ عثمان بیٹا دوسرے کی گاڑی میں بیٹھ کر سفر کرنے سے سوتے سوتے سفر طے ہو جاتا ہے، میری آنکھ کھل گئی، خواب کا عجیب سا اثر میرے دل و دماغ پر تھا مجھے لگا کہ یہ سپنا عام سپنا یا خواب نہیں ہے، یہ مالک کی طرف سے میرے لئے سبق ہے، میں نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کر لیا کہ اب حضرت کے یہاں جا کر میں اپنی ساری باتیں رکھوں گا، اور حضرت جو بھی کہیں گے میں ہر حال میں اسے مانوں گا، مغرب کے بعد پھلت پہنچا، آدھے گھنٹہ کے بعد حضرت نے اندر گھر میں بلایا، میں نے پوری تفصیل بتائی کہ دو سال پہلے میں نے جینند میں آپ کے ہاتھ پر کلمہ پڑھا تھا، میری بیوی بھی مسلمان ہو گئی تھی، مگر گھر جا کر وہ بدل گئی، حضرت نے مجھے بہت سمجھایا کہ اسلام قبول کرنے کا مطلب صرف یہ نہیں کہ صرف نماز روزہ میں اسلام کو مانیں بلکہ پوری زندگی پر اسلام لاگو ہوتا ہے، اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا ہو، اور میں تم میں سب سے زیادہ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا ہوں، تم نماز میں تو مسلمان ہو گئے مگر بیوی کیساتھ راجپوت انداز میں سختی کر رہے ہو، تمھیں ہرگز ہرگز بیوی کے ساتھ سختی نہیں کرنی چاہئے تھی، تم نرمی اور محبت کے ساتھ اس کا دل جیتنے کی کوشش کرتے، زبردستی تو اسلام دل میں بسنے والا نہیں۔ حضرت نے

بہت دیر تک پیارے نبی ﷺ کے گھر والوں کے ساتھ نرمی اور محبت کے قصے سنائے اور مجھے سمجھایا کہ اگر اس طرح جلد بازی میں تم نے علاحدگی کا فیصلہ کرلیا تو تمھارے تینوں بچے بھی ایمان سے محروم دوزخ کا ایندھن بن جائیں گے، اور ساتھ ساتھ اب تمھارے گھر والے جو تمھارے ساتھ بہت محبت کا معاملہ کرتے تھے، وہ بھی کٹنے لگیں گے، حضرت نے مجھے زور دیا کہ میں ان کے سامنے ہی فون پر اپنی بیوی سے بات کروں، اور اس سے اپنی غلطی پر ندامت کا اظہار کروں، اور یہ بھی کہوں کہ مجھے تمھاری بہت یاد آرہی ہے، بچے بھی یاد آرہے ہیں، میں تمھارے بغیر بالکل بے سہارا سا رہ رہا ہوں، تم میرے بغیر کیسے زندگی گذاروگی؟ میں نے فون ملایا اور حضرت مجھے پیچھے سے یاد دلاتے رہے کہ یہ بھی کہو یہ بھی کہو، اس بیچاری نے میری زبان سے ایسی محبت اور پیار کی باتیں کبھی نہیں سنی تھیں، وہ محبت میں رونے لگی اور اس نے مجھ سے کہا، میں کل فون کروں گی، اگلے روز اس کا فون آیا کہ میں نے گھر والوں سے بات کی ہے، وہ لوگ بالکل تیار نہیں ہیں، اور میرے دونوں بھائی تو بالکل آپے سے باہر ہوگئے، میں پھر بھی آنے کو تیار ہوں، مگر اب میں گھر والوں کی مرضی کے بغیر آئی تو گھر والوں کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر آنا پڑے گا، پھر آپ مجھے دھوکہ مت دینا، جیسی بری بھلی ہوں مجھے موت تک بھرنا پڑے گا، میں نے کہا میرے حضرت نے مجھے بتایا ہے اور میں نے ان سے وعدہ کیا ہے، کہ زندگی بھر محبت اور پیار سے تمھارے ساتھ نبھاؤ کرنا ہے، دو روز بعد اس کا فون آیا، پرسوں کو میرے بڑے بھائی جو شیوسینا کے سنچالک ہیں اور وہ بہت سخت ہیں، بار بار تمھیں گولی مارنے کو کہہ رہے ہیں، وہ دلّی جانے والے ہیں، دوپہر کو پتاجی بھی نہیں ہوں گے، میں بچوں کو لے کر کرنال کی بس میں بیٹھ کر کرنال آجاؤں گی، اور آپ چندی گڑھ سے آکر مجھے کرنال بس اڈہ سے لے جانا، تیسرے روز میں کرنال گیا، اور اپنے تینوں بچوں اور بیوی کو چندی گڑھ لے آیا، وہاں

دوروز ہم آمب والی کوٹیا میں قاری معین الدین صاحب کے پاس رہے، انھوں نے تیسرے روز میرے کہنے پر ایک مکان کرایہ کا دلوادیا۔

س: آپ کے ماں باپ، گھر والوں اور بھائی بہنوں کا کیا ہوا، انھوں نے آپ کو تلاش نہیں کیا؟

ج: وہ میرے اس طرح چلے جانے سے پریشان ہوگئے، ایک روز میں نے ماں کی خبر لینے کے لئے فون کیا وہ بہت روئی، اور بتایا کہ میں نے ایک ہفتہ سے نہ کھانا کھایا اور نہ سوئی بس رو رہی ہوں، یہ تیرا کیسا دھرم ایمان ہے، جن ماں باپوں نے تجھے پالا ہے ان کو دھوکہ دے کر بھاگ گیا، تیرا اللہ بھی تجھے کبھی معاف نہیں کرے گا، اور مجھے بہت زور دیا کہ میں ایک گھنٹہ کو ہی سہی ضرور گھر آجاؤں، مجھے ماں کی پریشانی پر ترس آیا، حافظ معین الدین صاحب سے کہہ کر میں گھر گیا، ماں مل کر بہت روئی پتاجی بھی آگئے، گھر والوں نے کہا، تو مسلمان بن گیا چلو تیری مرضی، مگر کون سا دھرم یہ کہتا ہے کہ بوڑھے ماں باپ کو جوا ب بے سہارا ہو گئے ہیں ان کو دھوکہ دے کر بھاگ جا، جب انھیں یہ معلوم ہوا کہ میرے بیوی بچے آگئے ہیں اور میرے ساتھ رہ رہے ہیں وہ بہت خوش ہوئے میں دوروز ماں کے زور دینے کی وجہ سے گھر رہا اور پھر چندی گڑھ واپس آگیا۔

س: آپ کی سسرال والوں نے آپ کو یا اپنی بیٹی کو تلاش نہیں کیا؟

ج: بہت کیا، میرا بڑا سالا، جو شیوسینا سے جڑا ہوا ہے، وہ تو غصہ سے پاگل ہو گیا، فوراً وہ ہمارے گھر آیا، اور میرے ماں باپ کو بہت سخت سست کہا، اور کہا کہ ہمیں جہاں ملیں گے ہم دونوں کو ماردیں گے، اور وہ میری تلاش میں لگ گئے۔

س: آپ کی بیوی کا کیا معاملہ رہا؟

ج: وہ میری محبت اور میری نرمی سے بالکل میری داسی بن گئی، میں نے بھی جب

ذرا محبت میں آتی تو اسلام اور ایمان کی اہمیت سمجھائی، پیارے نبی ﷺ کے وہ قصے جو مجھے حضرت نے سنائے تھے وہ اس کو سنائے، الحمدللہ اس کے دل میں اسلام اور پیارے نبی ﷺ محبت بیٹھ گئی اور کیونکہ میرے اندر یہ بدلاؤ حضرت کی وجہ سے آیا تھا اور میں نے اس کو بتایا تھا، اس لئے اسے حضرت سے بہت عقیدت ہوگئی، میں نے کئی بار فون پر بات کرائی تو حضرت کہتے کہ عثمان میاں اگر تمھیں کچھ ستائیں فوراً خط لکھ کر عثمان کے ساتھ بھیج دینا، یا مجھے عثمان کے فون سے فون کرنا، مجھے جو بات اس سے منوانی ہوتی، میں حضرت کا نام لے کر کہہ دیتا کہ حضرت نے کہا ہے، بس وہ فوراً مان جاتی۔

ہم دونوں نے پہلے قاعدہ پڑھا، پھر قرآن شریف پڑھا، اور اردو دینی تعلیم کے رسالے بھی ساتھ پڑھے، وہ پڑھائی میں مجھ سے ہوشیار تھی، پھر اس نے قرآن مجید ترجمہ کے ساتھ پڑھنا شروع کیا، حضرت کی کتاب نسیم ہدایت کے جھونکے پڑھی، اللہ کا شکر ہے کہ وہ نہ صرف نماز کی پابند بلکہ تہجد گذار بن گئی، پابندی سے تہجد پڑھتی ہے، اور ایک پارہ ناظرہ اور دور کوع ترجمے سے بلاناغہ پڑھتی ہے۔

س: آپ نے اپنا تعارف اور اسلام قبول کرنے کا واقعہ تو بتایا ہی نہیں؟

ج: میرا نام اکشے کمار تھا، ہندو راجپوت خاندان میں بھوانی ضلع کے ایک چھوٹے سے گاؤں نما قصبے میں پیدا ہوا، میرے دو بھائی اور ایک بہن مجھ سے چھوٹے تھے، پتا جی ذرا بیمار بھی رہتے تھے، زندگی میں بہت محنت کی مگر سلائی مشین مرمت کی آمدنی میں بس بڑی مشکل سے گذارہ ہوتا تھا، میں نے بارہویں کلاس کر کے پرائیویٹ بی اے کیا اور بزنس شروع کیا، پہلے تو پانی سپلائی کرنے کا کام کیا، پھر پیپر ملوں میں بھوسی سپلائی کا کام کیا، بعد میں پلائی کی ٹریڈنگ شروع کی، جس میں میرا کام خوب اچھا چلا اور گھر کا ایک طرح سے ذمہ دار بن گیا، جمنا نگر کا سعید نام کا ایک لڑکا میرے ساتھ پلائی کی بزنس میں کام کرتا

تھا اس سے میری دوستی ہوگئی۔ ۲۰۰۳ء میں رمضان کے مہینے میں اس نے میرے ساتھ سفر کیا، میں دیکھتا کہ وہ کئی بار سحری بھی نہیں کھاتا تھا، پھر بھی پورے دن روزے رکھتا تھا، میں اس کی بہت کوشش کرتا کہ وہ سفر میں کچھ کھا پی لے، مگر وہ کہتا، ہم جس مالک کا دیا کھاتے ہیں، جس کے دیئے ہاتھوں سے لقمہ توڑتے ہیں، جس کے دانتوں سے روٹی چباتے ہیں اور جس کے دیئے ہوئے پیٹ میں کھانا کھاتے ہیں، اس کا حکم ہے کہ ہم دن بھر کچھ کھانے پینے سے بچیں، ایک پولیس پیادے کے سامنے، جو سرکاری نوکر ہے، آدمی چوراہے پر لال بتی میں آگے نہیں بڑھتا، ایسے بڑے مالک کے سامنے اس کی زمین پر اس کی نافرمانی کرنا کتنا غلط ہوگا، مجھے اس کی یہ بات دل کو لگی، میں نے کہا: تمھیں کمزوری نہیں ہوتی، اس نے کہا نہیں، بلکہ روحانی طاقت ملتی ہے، میں نے ایک دن آزمانے کے لئے روزہ رکھا اس نے میرے لئے سحری کا انتظام کیا، دودھ جلیبی اور کھانا پھل وغیرہ مجھے کھلائے، اور میں نے روزہ رکھا، میں بیان نہیں کرسکتا کہ روزہ رکھ کر میرا کیا حال ہوا، دس بجے کے بعد مجھے ناشتہ کی بھوک لگی مگر مجھے خیال آیا کہ جس مالک کے لئے میں نے روزہ رکھا ہے، وہ دیکھ رہا ہے، دوپہر کو بھوک اور لگی مگر میں ہمت کرتا رہا، جیسے جیسے بھوک پیاس بڑھی، مولانا احمد مجھے ایسا لگا، جیسے میرا مالک مجھے دیکھ کر خوش ہو رہا ہے، اور مجھے یہ احساس ہوا جیسے وہ لاڈ سے کہہ رہے ہوں، میرا بندہ میری محبت میں بھوک کے باوجود کھانا پینا چھوڑے ہوئے ہے، میں نے سعید سے کہا تمھارا روزہ تو بہت بڑی چیز ہے، ہم برت رکھتے ہیں تو اس میں کچھ بھی مزا نہیں، میں نے دوسرے روز پھر روزہ رکھا، مسلسل ایک کے بعد ایک گیارہ روزے رکھے، بارہویں روز عید ہوئی، عید منانے کی مجھے مسلمانوں سے بھی زیادہ خوشی ہوئی، سعید نے بتایا کہ ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کی اور ایک عید کی خوشی، اور چونکہ اللہ کے لئے آدمی نے روزہ

رکھا، تو اللہ سے ملاقات کی خوشی، عید کی خوشی سے زیادہ اللہ سے ملاقات کی خوشی ہوگی، ساتھ ہی اس نے حضرت کی کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' مجھے پڑھنے کو دی، میں نے اس کتاب کو پڑھا تو سعید سے اسلام کے بارے میں مشورہ کیا کہ میں اسلام قبول کروں تو مجھے کیا کرنا ہوگا، سعید نے حضرت کو فون ملایا تو حضرت نے بتایا کہ اگلی اتوار کو حضرت جیند آرہے ہیں، ہم سعید کے ساتھ جیند گئے، حضرت سے بات ہوئی، حضرت نے سمجھایا کہ مالک نے آپ کو بھیجا ہے اور جب وہ مارگ درشن کر رہے ہیں تو پھر دیر کرنا ٹھیک نہیں، کلمہ پڑھ لیجئے، مجھے کلمہ پڑھایا اور میرا نام محمد عثمان رکھا۔

س: اسلام کو سیکھنے کے بعد آپ نے کیا کیا؟

ج: ایک مہینہ بعد میں نے سعید کے ساتھ چالیس روز جماعت میں لگائے اللہ کا شکر ہے کہ نماز وغیرہ میں نے سیکھ لی اور اسلام میری پہلی پسند بن گیا، روزہ میرے لئے ہدایت کا ذریعہ بنا اللہ کا شکر ہے جب سے مسلمان ہوا ہوں رمضان کے روزے تو رکھتا ہی ہوں، بہت مجبوری کے علاوہ کبھی پیر جمعرات اور ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵ رکے روزے بھی ناغہ نہیں ہوئے اور جب میں روزے سے ہوتا ہوں تو الحمدللہ میری وہی کیفیت ہوتی ہے، جیسے میں اللہ کے لئے بھوکا پیاسا ہوں، اور وہ مجھے دیکھ رہے ہیں، اور مجھے خوش ہو کر لاڈ کر رہے ہیں۔

س: ماشاءاللہ آپ کی سسرال اور گھر والوں کا کیا ہوا؟

ج: گھر والوں کا مسئلہ تو الحمدللہ بہت آسان ہو گیا، میرے پتا جی نے اپنا بھوانی کا گھر ہمیں دیا اور کچھ پیسے ہمارے پاس تھے، ہم نے چندی گڑھ کے پاس ایک جگہ مکان خرید لیا، میرے پاس آکر میرے ماں باپ اور بھائی بہن سب اسلام میں آگئے۔ ایک بھائی کی شادی بھی مسلمانوں میں ہو گئی، بہن کا رشتہ بھی ایک حافظ صاحب سے

کردیا، جو ماربل کا کاروبار کرتے ہیں، مگر سسرال والوں کی طرف سے بہت مخالفت ہوئی، میرے بڑے سالے صاحب نے اللہ کا شکر ہے اسلام قبول کرلیا ہے۔

س: آپ کے بڑے سالے تو شیو سینا سے جڑے ہوئے تھے، وہ تو سخت مخالف تھے، وہ کس طرح اسلام میں آئے؟

ج: مولوی احمد صاحب، بالکل حضرت عمر کی طرح وہ اسلام لائے، ہوا یہ کہ وہ میرے ساتھ اپنی بہن پر بھی بہت غصہ تھے اور ہم دونوں کو مار دینا چاہ رہے تھے، بہت گالیاں دیتے کہ ہم نے اتنے لوگوں کو پنچایت میں بلایا، ہماری ناک کٹوادی، وہ ہمیں تلاش کرتے رہے، میرے ایک دوست سے انھوں نے فون لے لیا اور اپنے دوست کے فون سے بات کرائی، اور جھوٹ یہ کہلوایا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں، میں نے ان سے معلوم بھی کیا کہ تمھارے پاس یہ فون کہاں سے آیا، اس نے بتایا کہ تمھارے دوست منوج کمار نے دیا ہے، اس نے مجھ سے ملنے کے لئے میرا پتہ معلوم کرلیا مجھے خیال بھی نہیں تھا کہ راجندر میرے سالے نے اسے لگایا ہے، میں نے خوشی خوشی اس کو پتہ بتادیا، دوسرے روز میرے سالے جس کا نام راجندر کمار تھا، بڑے جلال میں ہم دونوں کو قتل کرنے کی نیت سے ہمارے گھر آئے، گھر کا دروازہ کھلا تھا، بیوی نے اس کو گھر میں داخل ہوتے دیکھ لیا، مجھے پیچھے کے دروازے سے پڑوسی حاجی صاحب کے گھر جانے کو کہا، میری بیوی اور میں دونوں اس وقت قرآن مجید پڑھ رہے تھے، گھر میں گھس کر انھوں نے میری بیوی (اپنی بہن) کو بے اختیار مارنا شروع کیا اور کہا کہ وہ کمینہ ادھرم اکشے کہاں ہے؟ قرآن شریف سامنے تھا میری بیوی نے اسے چھپانا چاہا کہ وہ کہیں اس کی بے ادبی نہ کردے، وہ بولے: تو یہ کیا پڑھ رہی ہے، اسلام اور مسلمانوں کو برا بھلا کہا، اور کہا تو کیسی راجپوت ہے مرجاتی مگر اس ادھرم کے ساتھ نہ جاتی، بہت برا بھلا

کہا اور مارتے رہے، اس کی ناک کی لونگ ناک میں گھس گئی اور ناک سے خون بہنے لگا، پورے کپڑے خون سے رنگ گئے، میری بیوی کو غصہ آ گیا اور اس نے کہا کہ ہم تیرا دیا نہیں کھاتے، صرف وہ مسلمان نہیں ہوئے ہیں میں بھی مسلمان ہو گئی ہوں، تجھ سے جو ہو وہ کر لے، انھوں نے کہا یہ تو کیا پڑھ رہی تھی؟ میری بیوی نے کہا اپنے مالک کا پریم پتر قرآن مجید، پریم پتر کا نام سن کر وہ قرآن مجید کو دیکھنے لگے اور مولانا احمد صاحب اس وقت میری بیوی سورہ طٰہٰ ہی پڑھ رہی تھی، راجندر اسے پڑھنے کے لئے ہاتھ بڑھانے لگے، میری بیوی نے منع کر دیا اور کہا، پہلے ہاتھ منھ دھو کر آؤ، تب اس کو دیکھنا، وہ سامنے ٹونٹی پر ہاتھ منھ دھو کر آئے، اور قرآن مجید کو پڑھنا شروع کیا ایک صفحہ پڑھا تھا، بس ان کا حال عجیب ہو گیا اور رونے لگے بولے، اکشے کو بلاؤ کہاں ہے، وہ مجھے بتائے، میری بیوی نے حاجی صاحب کے یہاں جا کر مجھے سارا ماجرا بتایا، میرے دل میں آیا کہ اتہاس اپنے کو دہرا رہا ہے، یہ راجندر بھی مسلمان ہونے کو آیا ہے، میں گیا اور ان کو مبارک باد دی، اور یہ بھی بتایا کہ ہمارے حضرت نے کہا تھا کہ اگر تم اپنی بیوی کو اسلامی طریقہ سے اس کا محبت کا حق دو گے، تو پھر تمھارے گھر والے بھی دوزخ سے بچ جائیں گے، میں نے راجندر بھائی سے آپ کی امانت پڑھنے کی درخواست کی، انھوں نے کہا یہ کتاب بھی میں پڑھ لوں گا مگر پہلے میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں، میں نے خوشی خوشی ان کو کلمہ پڑھایا اور ان کا نام محمد عمر رکھا، اور فضائل اعمال سے پورا قصہ حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے کا پڑھ کر سنایا وہ بہت خوش ہوئے۔

س: اس کے بعد باقی سسرال والوں کا کیا ہوا؟

ج: وہ عمر بھائی کے مخالف ہو گئے، اور جب بات حد سے بڑھ گئی، تو انھیں گھر چھوڑنا پڑا، آج کل وہ دہلی میں جمنا پار کے علاقہ میں ایک صاحب کے ساتھ المونیم کے

دروازے کھڑکیوں کا کام کرتے ہیں، الحمدللہ چالیس روز انھوں نے بھی لگا لئے ہیں

س: ماشاء اللہ، واقعی بالکل عجیب، ایک بات یہ ہے کہ اللہ نے ان کو ایمان دیا ، اس سے زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ سورہ طٰہٰ کی آیت ان کی ہدایت کا ذریعہ بنی، اور بہن نے بھی حضرت عمرؓ کی بہن فاطمہ کی طرح ہی جوش دکھایا، واقعی اس لائن میں دعوت کا کام ہوگا، تو صحابہ کی طرح واقعات دوہرائے جائیں گے؟

ج: اور میری بیوی کا نام بھی حضرت نے فاطمہ ہی رکھا تھا۔

س: ماشاء اللہ بہت خوب، قارئین ارمغان کے لئے آپ کوئی پیغام (میسیج) دیں گے؟

ج: پہلی بات تو ان خوش قسمت بھائیوں سے کہنی ہے جنھیں اللہ تعالیٰ نے اس دور میں ہدایت سے نوازا ہے کہ صبر وتحمل اور نرمی سے کام لے کر گھر والوں پر محبت سے کام کریں، اگر وہ کلمہ پڑھ کر اپنے کو مسلمان کہلانے لگیں، اور نماز وغیرہ روزہ کے لئے آمادہ نہ ہوں تو سختی نہ کریں، جلدی نہ کریں اگر وہ مسلمان نہ ہوں اور آپ سے تعلقات رکھیں تو بھی ان کا محبت سے خدمت سے دل جیتنے کی کوشش کریں اور ان کو دوزخ کے بڑے خطرہ سے بچانے کے لئے قربانی دیں، مایوس نہ ہوں، ایک ماہ دو ماہ، ایک سال دو سال دس سال میں وہ ضرور اسلام میں آجائیں گے حضرت تو بتاتے ہیں کہ ایک صاحبہ کے شوہر ۳۵ رسال کے بعد بیوی سے پکے مسلمان بن گئے۔ دوسری بات ارمغان کے سب قارئین سے یہ ہے کہ ماہ مبارک کی قدر کریں، اور اللہ کے لئے اللہ کے سامنے بھوک پیاس پر صبر کریں، اللہ کی محبت اور لاڈ کا مزا لیں اور کسی بڑے دینی رہبر کو اپنی زندگی کی باگ ڈور دے کر دوسرے کی گاڑی میں سفر کی عافیت اور راحت حاصل کریں۔

س: جزاکم اللہ بہت کام کی دونوں باتیں ہیں، بہت بہت شکریہ۔ السلام علیکم

ج: اللہ تعالیٰ آپ کو بھی جزائے خیر دے، آپ کا بھی بہت شکریہ۔ وعلیکم السلام

مستفاد از ماہنامہ ''ارمغان'' ماہ جولائی ۲۰۱۳ء

۳۷

کچرے میں ملی ہوئی کتاب نے
سیکڑوں کو جہنم سے بچالیا
بھائی محمد ابراہیم سے ایک ملاقات

اقتباس

اسلام سچا دین اور دین فطرت ہے، یہ ہر انسان کے اندر کی بھوک اور پیاس ہے، ہم یہاں سعودی عرب میں دیکھتے ہیں کہ بچا ہوا کھانا بعض مرتبہ پورا کا پورا پیک کچرے میں پھینک دیا جاتا ہے کچھ بھوکے مزدور جو کچرہ صاف کرتے ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ کھانا خراب نہیں ہے تو بیچارے کچرے میں سے اٹھا کر شوق سے اپنی بھوک مٹاتے ہیں۔

احمد اوّاہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محمد ابراہیم: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

س: بھائی ابراہیم آپ سعودیہ میں کس شہر میں کام کرتے ہیں اور وہاں سے کب آئے؟

ج: مولانا احمد صاحب، ایک سال سے میں ریاض اور ائیر پورٹ پر کام کرتا ہوں اس سے پہلے تین سال تک جدہ ایرپورٹ پر کام کر رہا تھا، پہلے جدہ میں ایک سعودی کمپنی میں ملازم تھا،کل چھ سال سے میں سعودی عرب میں ہوں، اور میں ریاض سے ۱۵ رجولائی کو حضرت کے ساتھ آیا ہوں۔

س: ابی سے تو آپ پہلے بھی مل چکے ہوں گے، یا ابھی ملاقات ہوئی؟

ج: میرے اللہ کا عجیب کرم ہوا، مدینہ سے منگل کے دن ایک فلائٹ دہلی آتی ہے، وہ ریاض ہو کر آتی ہے، جہاز میں آ کر میں سوار ہوا، میری سیٹ نمبر 23-B تھا، میں سیٹ پر پہنچا تو میرے برابر والی سیٹ پر حضرت بیٹھے ہوئے تھے، میں نیٹ پر حضرت کی تقریریں سن چکا تھا اور بار بار فوٹو دیکھ چکا تھا، میں نے معلوم کیا کہ آپ مولانا کلیم صدیقی صاحب ہیں؟ حضرت نے کہا: ہاں مجھے کلیم صدیقی کہتے ہیں، میری خوشی کی انتہا نہیں رہی میں حضرت سے چمٹ گیا، بار بار بوسے لیتا، میں نے پورا ارادہ کیا تھا کہ دہلی جا کر پہلے پھلت جا کر حضرت سے ملوں گا، پھر گھر جاؤں گا، مگر اللہ نے جہاز میں ہی ملوا دیا، راستہ بھر خوب اطمینان سے ملاقات ہوگئی، مجھے بار بار احساس ہو رہا تھا حضرت بہت تھکے ہوئے ہیں، مگر میں اپنے پر قابو نہیں رکھ سکا، بعد میں حضرت نے بتایا تھا کہ حرمین شریفین میں رات کو سونے کا بالکل ماحول نہیں ہوتا، اس لئے وہاں جا کر ہم صبح سے ظہر تک سونے کا معمول بنا لیتے ہیں، تبھی وہاں کی سب چیزیں قابو میں آتی ہیں، دہلی میں، میں ایک ساتھی کے یہاں چلا گیا، جو میرے ساتھ ریاض ائیر پورٹ پر کام کرتے ہیں، آرام کر کے فریش ہوا تو آج حضرت سے ملنے آیا ہوں، کل یہ بات طے ہوگئی تھی۔

س: آپ کا وطن کہاں ہے؟

ج: میں رام پور ضلع کا رہنے والا ہوں، وہاں پر ایک قصبہ کے تیّق پریوار میں میری پیدائش ۱۶ رسال پہلے ہوئی، غریب خاندان میں دسویں کلاس کے بعد آگے نہیں پڑھ سکا اور مزدوری کرنے لگا، میرے پتا جی (والد صاحب) ایک مسلم زمین دار خاندان میں نوکری کرتے تھے، ان کے جاننے والے رام پور کے مشرف صاحب، لوگوں کو عرب بھیجنے کا کاروبار کرتے ہیں، میرے پتا جی نے ان سے مجھے سعودی عرب نوکری لگوانے

کی درخواست کی، انھوں نے میرا پاسپورٹ بنوایا، اور میں ۲۰۰۷ء میں جدہ میں ایک کمپنی کے منیجر کے یہاں ذاتی ڈرائیور کے ویزہ پر گیا، مگر وہاں کام بہت سخت تھا، جو مجھ سے نہیں ہو سکا، میں نے مشرف صاحب سے بار بار شکایت کی، تو انھوں نے جدہ ایر پورٹ پر صفائی کرم چاریوں میں نوکری لگوادی، ایک سال پہلے میرا ٹرانسفر کمپنی نے ریاض ائیر پورٹ پر کردیا ہے، اور ایک سال سے ریاض ائیر پورٹ پر کام کر رہا ہوں۔

س: آپ نے اسلام جدہ میں قبول کیا یا ریاض میں، اور آپ کے اسلام کا کیا ذریعہ ہوا، ذرا بتائیے؟

ج: سچی بات یہ ہے کہ چلت سے بلکہ چلت سے کیا مدینہ سے، جو ہدایت کے جھونکے چلت ہو کر دنیا میں چل رہے ہیں، ایک جھونکا مجھے بھی اڑا کر لے گیا، اور کریم مولی کی طرف سے ایک رحمت و ہدایت کی بارش کی پھوہار میرے سوکھے دل پر پڑ گئی، میرا مردہ دل ہرا بھرا ہو گیا، ہوا یہ کہ میں جدہ ایر پورٹ پر صفائی کرمچاریوں کے ساتھ کام کر رہا تھا، جدہ میں حج وعمرہ کرنے والے مسافروں کی بھیڑ رہتی ہے، ان کے سامان ایکسرے مشین میں دنیا کے ہر ایر پورٹ کی طرح رکھ کر نکالے جاتے ہیں، تاکہ ان میں کوئی قابل اعتراض چیزیں داخل نہ ہوں، سعودی عرب میں نشہ کی کوئی چیز لانے والے کو قتل کی سزا ہے وہاں پر دوسری چیزوں کے ساتھ کتابوں پر بھی بہت نظر رکھی جاتی ہے، کہ کسی طرح کا غلط لٹریچر جو حکومت کی پالیسی کے خلاف ہو ہرگز داخل نہ ہو، بہت سی کتابیں ایر پورٹ پر روک لی جاتی ہیں اور ان کا قاعدہ یہ ہے کہ ایر پورٹ والے ان کو روک کر ایک رسید مسافر کو دیتے ہیں کہ واپسی میں وہ ان کتابوں کو لے جانا چاہے تو لے جا سکتا ہے، یا سعودی حکومت کتابوں کے نگراں ادارہ سے رابطہ کر کے ان سے داخلہ منظور کرا لیتی ہے، یہ کتابیں وزن کی گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے واپس کم ہی لے جائی جاتی

ہیں، اور سعودی نگراں اتھاریٹی، جب ایک بار روک لے تو اجازت کم ہی دیتی ہے، اکثر وہ کتابیں زیادہ ہو جاتی ہیں تو ایک جگہ کچرے میں ڈال دی جاتی ہیں، دو سال پہلے میں اور میرے ساتھیوں کو ہمارے سپروائزر نے کتابوں کو کچرے میں ڈالنے کو کہا، میں وہ کتابیں اٹھا رہا تھا تو میری نگاہ ہندی کی ایک چھوٹی سی کتاب پر پڑی اس کا نام تھا، ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' تقریباً پچاس کتابیں تھیں، ساتھ میں ان کا انگریزی ترجمہ (Returning your trust) بھی ان کے ساتھ تھا، کتاب کے نام نے میرے دل کو اپنی طرف کھینچا، میں نے پورا کارٹون کھولا تو اردو کی بہت سی کتابیں تھیں، اور دو ہندی میں 'نسیم ہدایت کے جھونکے' بھی تھے، میں نے کسی طرح وہ ہندی اور انگریزی کی کتابیں بچا کر رکھ لیں اور اپنے سپروائزر سے اجازت لی کہ میں اسلام کے بارے میں پڑھنا چاہتا ہوں، یہ کتابیں مجھے پڑھنی ہیں، اس نے اجازت دے دی، آپ کی امانت میں نے گھر جا کر پڑھی، تو میری آنکھیں کھل گئیں، میں نے اس کتاب کو تین بار پڑھا، اس کے بعد نسیم ہدایت کے جھونکے پڑھی، اس کا پہلا قصہ پڑھ کر مجھے بہت رونا آیا پھر ایک کے بعد ایک دونوں حصے پڑھ ڈالے، میں نے انگریزی ترجمہ اپنے ایک قریبی دوست کو دیا اور اس کو کہا کہ یہ کتابیں بہت ہی قیمتی تحفہ ہیں میں نے خود بھی پڑھیں اور دوسرے ساتھیوں کو بھی پڑھائیں، میں نے جمنا پار رہنے والے ایک دوست سے اسلام پر اور کتابیں کہیں سے ہندی میں دینے کو کہا، اس کے پاس ہندی میں میری نماز ایک کتاب تھی، اس نے وہ لا کر دی، اس میں نماز کا پورا طریقہ فوٹو اسکیچ کے ساتھ تھا، میں نے اس کتاب سے نماز یاد کرنا شروع کی، دل نے چاہا کہ نماز پڑھوں، میں نے اپنے کمرہ میں نماز کی مشق کرنا شروع کی، ایک روز وضو کر کے نماز کے لئے کھڑا ہوا تو میرا دوست سعید آ گیا، اس نے مجھے دیکھا کہ میں قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے نماز پڑھ

رہا ہوں، میں قبلہ کی طرف رخ کا مطلب نہیں سمجھ سکا تھا، اس نے نماز پڑھتے پڑھتے میرا رخ قبلہ کی طرف پھیر دیا، قبلہ کی طرف رخ ہوتے ہی میرے دل کی کیفیت عجیب ہوگئی، مجھے ایسا لگا کہ میں اپنے مالک کے سامنے کھڑا ہوں، میں نے سعید سے اپنی کیفیت بتائی اور اس کی وجہ معلوم کی، اس نے کہا کہ پیدا کرنے والے مالک نے قبلہ کو اسی لئے بنایا کہ جب اس کا حکم سمجھ کر اس کی طرف رخ کرتے ہیں تو یہ اثر ہوتا ہے، مجھے کعبہ دیکھنے کا شوق ہوا، اور میں نے سعید سے مکہ لے چلنے کا اصرار کیا، اس نے کہا کہ وہاں صرف مسلمان جا سکتے ہیں، مجھے کعبہ دیکھنے کا اس قدر شوق ہو گیا تھا، میں نے کہا میں مسلمان ہونے کو تیار ہوں، جب اتنی دور سے اس کی طرف رخ کرنے سے یہ حال ہوتا ہے تو جب کعبہ سامنے ہوگا تو پھر کیا مزا ہوگا، ایک روز موقع لگا کر سعید مجھے جدہ میں جالیات کے دفتر لے گیا، انھوں نے مجھے کلمہ شہادت پڑھوا کر اسلام قبول کرنے کی شہادت دے دی، اور میں بہت خوش خوش عمرہ کے لئے احرام پہن کر سعید کے ساتھ مکہ گیا، مکہ میں داخل ہوتے وقت میرے دل و دماغ کا جو حال ہوا میں بیان نہیں کر سکتا، حرم پاک میں پہنچ کر جیسے ہی کعبہ پر میری پہلی نگاہ پڑی، میرا دل رعب اور عجیب سی کیفیت سے پھٹا جا رہا تھا ایک دن ہم حرم میں رہے، واپس آئے تو سعید نے مجھے مولانا الیاس صاحب سے ملوایا، جو حضرت سے تعلق رکھتے ہیں، اور جدہ میں ہمارے قریب ایک مسجد میں امام ہیں، ان سے میں نے قرآن پڑھنا شروع کیا، انھوں نے مجھے نیٹ پر حضرت کی تقریریں سننے کا مشورہ دیا، اللہ کا شکر ہے کہ اسلام اب میری پہلی پسند بن گیا۔

س: آپ نے پھر، اپنے دوسرے ساتھیوں سے جن کو وہ کتابیں دے تھیں، بات نہیں کی؟

ج: میں نے ہندی کی وہ کتابیں اپنے ایک ساتھی جو میرے ساتھ شروع میں جدہ میں آئے تھے، اور وہ دمام میں کام کرنے لگے تھے، کو دیں، الحمدللہ وہاں پر چار لوگوں نے ان کتابوں کو پڑھ کر اسلام قبول کیا، اور انگریزی کی کتابوں کو فلپینی ساتھیوں نے پڑھا، انھوں نے بھی اسلام قبول کرلیا۔

س: شاید اللہ تعالی نے ہدایت بنا کر وہ کتابیں رکوائی تھیں وہ کتابیں جب ایر پورٹ پر روکی گئی تھیں تو ہم سبھی گھر والے ابی کے ساتھ تھے، ابی نے بہت سمجھانے کی کوشش کی، مگر وہ نہ مانے، بعد میں وہ رسید جو ایر پورٹ پر ملی تھی ابی مدینہ میں مولانا جاوید اشرف صاحب کو دے کر آگئے تھے، کہ جدہ مولانا اسامہ کو بھجوا کر وہ کتابیں منگوالینا، مگر وہ رسید کہیں گم ہوگئی۔

ج: جی ہاں، بالکل ہمارے مالک کو ہم پر رحم آرہا تھا اس لئے وہ کتابیں وہاں روکی گئی تھیں۔

س: اس کے بعد پہلی مرتبہ آپ ہندوستان آئے؟

ج: ایر پورٹ پر جب سے میری نوکری لگی ہے، میں ہر سال آتا ہوں، اسلام قبول کرنے کے بعد ایک مہینے کے بعد میں ہندوستان آیا، پچھلے سال تو میں اپنے خرچ پر آیا تھا، اور اب کی سال کمپنی کے ٹکٹ پر آیا ہوں۔

س: گھر والوں کی طرف سے اسلام کی مخالفت نہیں ہوئی؟

ج: جب پہلی بار میں گھر آیا تھا تو میں نے چپکے چپکے اپنی بیوی پر کام کیا، پہلے اس کو محبت سے آپ کی امانت اور نسیم ہدایت کے جھونکے کا قصہ سنایا، پھر اپنے اسلام قبول کرنے کی داستان سنائی، وہ بہت ہی نیک اور بھلی عورت ہے، وہ ایسے گاؤں کی رہنے والی ہے، جہاں مسلمان زیادہ رہتے ہیں، وہ خود ہی اسلام سے متاثر تھی، اس لئے اس نے

بخوشی اسلام قبول کیا، میرے دونوں بچے تو چھوٹے ہیں، ایک آٹھ سال کا ہے، دوسری پانچ سال کی بچی ہے، وہ تو ماں باپ کے ساتھ ہی رہیں گے، پچھلے سال میرا چھوٹا بھائی، اور میرے والد نے کلمہ پڑھا، دو مہینے پہلے میں نے ماں کو بھی فون پر کلمہ پڑھوادیا۔ اب الحمد للہ میرے لئے کام آسان ہو گیا۔

س: بھائی آپ بہت خوش قسمت ہیں کہ آپ کو زیادہ قربانی اور مخالفت کا سامنا نہیں کرنا پڑا، ورنہ بعض لوگوں کو تو بہت مشکلوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

ج: نسیم ہدایت کے جھونکے میرے اللہ کا کرم ہے کہ ایک ایک کر کے میرے پورے گھرانہ کو سرسبز وشاداب کرتے جارہے ہیں، وہ آپ کی امانت ہندی اور انگلش نہ جانے کہاں کہاں تک پہنچی، میرے نیپالی دوست نے، دو آپ کی امانت، ہندی اور دو انگریزی دوحہ اپنے عزیزوں کو بھجوائیں، خود اس نے کلمہ پڑھا، ایک کتاب ایک بنگالی ساتھی نے امریکہ بھی بھیجی، میرے چھوٹے بھائی جن کا نام اب میں نے مولانا سے مشورہ کر کے اسماعیل رکھا ہے، اس نے اپنے کئی دوستوں کو وہ کتاب پڑھوائی، ہمارے گھر والوں نے صرف وہ ایک کتاب ہی پڑھی، اس نے اپنے ایک ساتھی کو دی، اس نے کتاب پڑھنے سے منع کر دیا اس نے کہا اس کتاب کے بارے میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس کا لیکھک (مصنف) تو بڑا تانترک ہے، اس نے اس کے شبدوں میں جادو کر رکھا ہے، اور وہ دلوں کو باندھ دیتا ہے، ہمارے یہاں لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو بھی یہ کتاب پڑھتا ہے مسلمان ہو جاتا ہے، اس لئے میں یہ کتاب نہیں پڑھ سکتا، میرے بھائی نے اسے سمجھایا کہ اصل میں انسان کا دل سچ کے سامنے جھک جاتا ہے، اور محبت اور خیر خواہی کا جادو اس کتاب میں ہے، جس سے انسان کا دل سب سے زیادہ پربھاوت (متأثر) ہوتا ہے، سچی ہمدردی اور سچ سے کسی کو بھی غلام بنایا جاسکتا ہے، تو

شوق سے بننا چاہئے، بات ان کی سمجھ میں آ گئی، اور الحمدللہ بعد میں انھوں نے کلمہ پڑھا۔

س: آپ کو ابی نے بتایا ہوگا کہ آپ کا یہ انٹرویو اردو میگزین ارمغان میں نسیم ہدایت کا ایک حصہ بنا کر چھاپا جائے گا، ارمغان کے دسیوں ہزار پڑھنے والے ہیں، ان کو آپ کیا پیغام (میسیج) دیں گے؟

ج: اسلام سچا دین اور دین فطرت ہے، یہ ہر انسان کے اندر کی بھوک اور پیاس ہے، ہم یہاں سعودی عرب میں دیکھتے ہیں کہ بچا ہوا کھانا بعض مرتبہ پورا کا پورا پیک کچرے میں پھینک دیا جاتا ہے کچھ بھوکے مزدور جو کچرہ صاف کرتے ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ کھانا خراب نہیں ہے تو بیچارے کچرے میں سے اٹھا کر شوق سے اپنی بھوک مٹاتے ہیں، توحید اور سچائی کے بھوکے ہم کتنے لوگوں نے کچرے سے اسلام کو لے کر اپنی آتما (روح) کی بھوک اور پیاس مٹائی، آپ کی امانت اور نسیم ہدایت کے جھونکے مجھے کچرہ میں ملی، جو دین انسان کی ایسی ضرورت ہو کہ آدمی کچرہ سے اٹھا کر اپنے دل میں رکھ لے، اسے ہمیں انسانیت تک پہنچانا چاہئے، اور کفر و شرک اور ظلمت کے اندھیروں میں بلکتی ہوئی بھوکی پیاسی انسانیت پر ترس کھانا چاہئے، میرا خیال ہے کہ کچرہ سے اٹھائی گئی کتابوں سے ایک کے بعد ایک کر کے سو تک لوگ اسلام میں آئے ہوں گے، اور نیپال، قطر، فلپین، اور امریکہ تک وہ کچرہ میں پایا گیا اسلام اور نسیم ہدایت کے جھونکے پہنچے۔

س: جزاکم اللہ، بہت بہت شکریہ السلام علیکم

ج: وعلیکم السلام آپ کا بہت بہت شکریہ۔

مستفاد از ماہنامہ ''ارمغان'' ماہ اگست ۲۰۱۴ء

۱۳۸

اسلام ایک صاف ستھرا دین ہے۔
جناب پرویز مسیح سے ایک ملاقات

اقتباس

میری عمر اب تقریباً پچاس سال ہے، یہ میرا اپنا تجربہ ہے، میرے اندر کا انسان، یعنی میرا ضمیر مجھے ملامت کرتا ہے اور جو انسان بھی صحیح ہوگا اس کا ضمیر اسے جھنجھوڑے گا کہ اپنے دائرہ سے نکل کر سچائی کی تلاش کرے، میرے ساتھ بھی بالکل ایسا ہی ہوا، آج سے تقریباً ۲۱ سال پہلے میں روزی روٹی کمانے کے سلسلہ میں پہلی بار سعودی عرب کے پایہ تخت ریاض پہنچا۔

میرا نام پرویز مسیح بابو مسیح ہے، بابو مسیح میرے والد صاحب کا نام ہے، میری پیدائش ۱۹۶۳ء میں سیالکوٹ میں ہوئی، سیالکوٹ پاکستانی پنجاب میں واقع ہے، ہمارا پورا خاندان اسی خطہ میں آباد ہے، ہم کل نو بھائی بہن ہیں، جن میں میرا نمبر تیسرا ہے، مجھ سے بڑے میرے ایک بھائی اور ایک بہن تھی، اب وہ دونوں اس دنیا میں نہیں رہے، میرا بچپن، لڑکپن اور جوانی کا پہلا دور سیالکوٹ ہی میں گذرا ہے، میری ابتدائی تعلیم ایبٹ آباد کے ایک مشنری اسکول میں ہوئی، ایبٹ آباد اسلام آباد کے قریب قدرتی مناظر سے پر ایک خوب صورت علاقہ ہے، مجھے اس بات کا شدید افسوس رہا کہ پرائمری سے آگے میں اپنی تعلیم جاری نہیں رکھ سکا، میں نے اوپر ذکر کیا ہے کہ ہم نو بہن بھائی

تھے اور مجھ پر ان کے نان ونفقہ کی ذمہ داری تھی، لہٰذا میں نے تعلیم منقطع کرنے کا فیصلہ کیا، پرائمری تعلیم کے دوران میں درزی کا کام سیکھنے جایا کرتا تھا، پھر جب پڑھائی چھوٹ گئی تو میں نے تین چار سال تک محنت ولگن سے اس کام کو سیکھا، ۱۹۸۳ء میں میری شادی ہوئی۔

میں ایک پروٹسٹنٹ عیسائی تھا، اور پاکستان میں عیسائی پوری آزادی کے ساتھ اپنے مذہب پر عمل پیرا ہونے کا حق رکھتے ہیں، وہاں کافی تعداد میں چرچ بنے ہوئے ہیں اور عیسائیوں کو وہاں مسلمانوں سے کسی قسم کا پرابلم نہیں ہے، میرے آس پاس والے عیسائی بہت کم پڑھے لکھے ہیں، پاکستانی پروٹسٹنٹ چرچوں میں نہیں جاتے، بلکہ وہ اپنے گھروں میں ہی سارے رسوم ادا کرتے ہیں، یا پھر چند مخصوص حالات میں کھلے میدانوں میں عبادت کا پروگرام کرتے ہیں، اس کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ پاکستان میں جو چرچ ہیں وہ کیتھولک طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں، کیتھولک چرچوں میں دو مورتیاں بنی ہوتی ہیں، ان میں سے ایک ماں مریم کی ہے، دوسری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی، ان دونوں کے آگے دعا کی جاتی ہے، ان دونوں مورتیوں پر دوپٹے لگے ہوتے ہیں اور جب کوئی خاص دن آتا ہے تو وہ ان پر دو دوپٹے اور ڈال دیتے ہیں، کیتھولک مریم علیہا السلام کو ترجیح دیتے ہیں اور پہلے ان کی عبادت کرتے ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ مریم علیہا السلام مسیح سے ان کی سفارش کریں گی، جب کہ پروٹسٹنٹ مریم علیہا السلام کو مانتے ہی نہیں ان کے نزدیک مریم کا صرف اتنا کام تھا کہ وہ مسیح کو جنم دیں، پھر وہ دنیاداری میں لگ گئیں ان کے مطابق ان کی اور بھی اولاد تھی، جن کی پرورش میں وہ مشغول ہو گئیں۔

پروٹسٹنٹ عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص خلوص دل سے خود کو جیسس کے سپرد کردے تو اس کو اپنے گناہوں سے توبہ کر لینا چاہئے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ چرچ

کا پاسٹر اور اس کے ذمہ داروں میں سے دو، ایک کا ایک اجتماع رکھا جاتا ہے، جس میں تمام تائبین کو اکھٹا کیا جاتا ہے اور انھیں بہتے پانی میں لے جایا جاتا ہے، جس میں انھیں سر تک یا کم از کم ناک تک تین بار ڈبویا جاتا ہے (اگر بہتا پانی میسر نہ ہو تو صاف شفاف تالاب میں بھی یہ عمل ممکن ہے) اس طرح کرنے سے ان کے عقیدہ کے مطابق ان کے پرانے گناہ دھل جاتے ہیں اور وہ باپ، بیٹے اور روح القدس کے نام پر ایک نئی زندگی کا عہد کرتے ہیں، اس زندگی کو بپتسمہ کہا جاتا ہے، جوانی میں بپتسمہ لینے کو اچھا سمجھا جاتا ہے، ورنہ پوری زندگی میں کم از کم ایک بار ہی سہی، ان کے عقیدہ کے مطابق آدمی کو پانی سے بپتسمہ لینا چاہئے، ۱۹۸۲ء میں نے بھی بپتسمہ لیا تھا، کیتھولک عیسائیوں کے پاس پانی میں بپتسمہ نہیں لیا جاتا، بلکہ ان کا طریقہ یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے اور اسے گود میں لیا جاتا ہے تب اسے چھو کر اس کا بپتسمہ لیا جاتا ہے۔

پروٹسٹنٹ کے پاس جو بائبل ہے، وہ نسبتاً بہت چھوٹی اور مختصر ہے اس بائبل سے جو کیتھولک فرقہ کے پاس ہے۔ اس میں (جو کیتھولک کے پاس ہے) اکبر بادشاہ اور سکندر اعظم کی بھی داستانیں درج ہیں، پروٹسنٹ کے بائبل میں ۶۶/صحیفۃ الانبیاء اور باقی مشہور اناجیل ہیں۔

جہاں تک میں جانتا ہوں، پروٹسٹنٹ فرقہ میں گروپ بندی اور پارٹی بازی زیادہ ہے، ادھر کویت میں بھی بہت ساری پروٹسٹنٹ فیملی رہتی ہیں، ان کے متعدد چرچ بھی یہاں موجود ہیں، وہ بھی کئی ایک گروپ میں بٹے ہوئے ہیں۔

عیسائیوں میں عبادات کا وہ باقاعدہ نظام نہیں ہے جس کا تصور اسلام میں پنج وقتہ باجماعت نماز، رمضان کے روزے، زکوٰۃ و حج کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے، کتنا اچھا لگتا ہے جب آدمی عبادت کی تیاری کرتا ہے، پہلے دل میں نیت کرتا ہے پھر پاک وصاف

ہو کر باوضو ایک امام کے پیچھے صف باندھ کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے، ہر باضمیر انسان جو دنیا کے مذاہب پر غور کرتا ہے، یا ملے جلے معاشرہ میں مختلف مذاہب کے لوگوں کیساتھ اٹھتے بیٹھتے ان کے طور طریقوں کا جب اس کو علم ہوتا ہے تو اس کے اندر کا انسان ٹھوکا دیتا ہے اور اسے اس بات پر ابھارتا ہے کہ وہ اپنے خول سے باہر نکلے، اور دل کے بند دروازے کھول کر باہر کی دنیا کا نظارہ کرے، اور جان لے کہ اچھا کیا ہے اور برا کیا ہے، سچ کیا ہے جھوٹ کیا ہے، حق کیا ہے باطل کیا ہے، اس طرح سے غور وفکر کی دعوت ہر انسان کا ضمیر دیتا ہے۔

میری عمر اب تقریباً پچاس سال ہے، یہ میرا اپنا تجربہ ہے، میرے اندر کا انسان ،یعنی میرا ضمیر مجھے ملامت کرتا ہے اور جو انسان بھی صحیح ہوگا اس کا ضمیر اسے جھنجھوڑے گا کہ اپنے دائرہ سے نکل کر سچائی کی تلاش کرے، میرے ساتھ بھی بالکل ایسا ہی ہوا، آج سے تقریباً ۲۱ سال پہلے میں روزی روٹی کمانے کے سلسلہ میں پہلی بار سعودی عرب کے پایہ تخت ریاض پہنچا، دو سال تک میں نے وہاں کام کیا جب تک میں سعودیہ میں تھا ،میرے سارے ساتھی مسلمان تھے انھیں کے ساتھ میرا صبح وشام اٹھنا بیٹھنا تھا اور کئی بار ایسا بھی ہوا کہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ جمعہ کے دن مسجد میں حاضری دیتا، مجھے اس وقت بسم اللہ کے سوا کچھ نہیں آتا تھا لیکن میں نے اس سال اپنی پوری زندگی میں پہلی بار رمضان کے پورے تیس روزے بھی رکھے تھے، جب تک سعودی عرب میں قیام رہا، میری کبھی کسی عیسائی سے ملاقات نہیں ہوسکی اور نہ وہاں کوئی ایسا مقام مجھے نظر آیا جہاں عیسائی اپنی عبادت کے لئے جمع ہوتے ہوں۔ یہ ۱۹۸۹ء کی بات ہے، میں اسلام سے قریب تھا لیکن میں نے اس وقت اسلام قبول نہیں کیا تھا، وہاں میرے کفیل مساعد محمد المدلج تھے، جو مجھ سے بہت پیار کرتے تھے، غیر مسلم ہونے کے باوجود میرا بہت احترام

کرتے تھے، جب بھی ملتے بڑی چاہت سے ملتے اور بڑی اپنائیت سے بات کرتے تھے وہ مجھے اسلام کی تعلیم دینے کی کوشش کرتے، کبھی ایسا ہوتا وہ مجھے اپنی گاڑی میں بٹھا کر لے جاتے مجھے اسلام کی دعوت دیتے اور مجھ سے کہا کرتے پرویز تم اسلام قبول کرو، وہ کہا کرتے تھے اس سلسلہ میں تمھیں جو بھی مشکل درپیش ہوگی میں دور کرنے میں تمھاری مدد کرنے کو تیار رہوں، مگر میں ان کی دعوت کو ٹالتا رہا، میرے دل میں آتا تھا کہ مسلمان ایسے ہی ہوتے ہیں، پیسوں کا لالچ دے کر لوگوں کو مسلمان بنا لیتے ہیں، مگر یہ بات بھی نہیں تھی کہ میں اس پہلو سے سوچا نہیں کرتا تھا، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ میں اسلام کی حقانیت کے بارے میں بہت سوچا کرتا تھا، گھنٹوں غور وفکر کرتا، پھر جب میں کویت پہنچا تو یہاں بھی میرا اٹھنا بیٹھنا مسلمانوں ہی کے پاس رہا، وہ بھی مجھے اسلام کی دعوت دیتے۔

میں نہیں جانتا کہ قبول اسلام سے پہلے میرے اندر جو تبدیلی رونما ہوئی اور میرے دل میں اپنے مذہب کے عقائد اور عبادات کے سلسلہ میں جو منفی تاثر پیدا ہوا ہے، وہ نفرت ہے یا کراہت ہے، لیکن میں یہ کہہ سکتا ہوں انسان جب تک کسی چیز کی حقیقت کو جان نہیں لیتا وہ جانے انجانے اس میں ملوث رہتا ہے، اور انسان سچائی کو اسی وقت پا سکتا ہے جب اس کی آنکھ کھل جائے، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ سچائی اگر سمجھ میں آ بھی جائے تو انسان ہزار کوشش کرے لیکن جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہوتا اس وقت تک وہ اس کو قبول نہیں کرتا، باوجود اس کے کہ میں اسلام اور مسلمانوں سے بہت قریب تھا، مگر سچے دل سے میں نے یہ جاننے کی کوشش نہیں کی تھی کہ اسلام اللہ کا دین ہے جسے اس نے اپنے رسولوں کے ذریعہ اپنے بندوں تک پہنچانے کا انتظام کیا تھا۔

اسلام ایک صاف ستھرا دین ہے، اس کی تعلیمات نہایت واضح ہیں، اگر کوئی اسلام کو مسلمانوں کے اخلاق اور ان کے سلوک سے جاننے کی کوشش کرے گا تو اسے مایوسی

ہوگی، کیونکہ یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ میرا اٹھنا بیٹھنا زیادہ تر مسلمانوں کے ساتھ ہوتا تھا لیکن میں ان کے کردار سے مطمئن نہیں تھا، اس لئے اگر کوئی اسلام کو جاننا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ اس کی تعلیمات کی طرف توجہ کرے، اسے اسلام کا حسن نمایاں طور پر نظر آئے گا، وہ اسلام کو اس کے اصل مرکز سے حاصل کرنے کی کوشش کرے تاکہ حقیقی اسلام سے روشناس ہوسکے۔

جہاں تک اسلام قبول کرنے کا تعلق ہے میں اپنے دوستوں سے اس کے بارے میں سنا کرتا تھا، کتابوں کا مطالعہ بھی کیا کرتا تھا میرے دل میں تو اسلام گھر کر گیا تھا مگر مجھ میں ہمت نہیں ہو پارہی تھی کہ آگے بڑھ کر اس کو قبول بھی کرلوں، میں ڈرتا تھا کہ میرے ماں باپ، بھائی بہن اور بیوی بچے ہیں، اس لئے اپنے مذہب کو چھوڑ کر اسلام قبول کرنے کا تصور کرنا بھی میرے لئے ممکن نہیں تھا، آخر یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ اتنے سارے بندھنوں کو توڑ کر میں ایک نیا رشتہ گلے سے لگا لیتا، لیکن اب میں سوچتا ہوں تو تعجب ہوتا ہے کہ یہ میرے لئے کیسے ممکن ہوگیا، یہ بھی اللہ تعالیٰ کا معجزہ ہے۔

بات یہ ہے کہ میں گردہ کی شدید تکلیف میں مبتلا تھا، ڈاکٹر نے کہہ دیا کہ حالت بہت نازک ہے لہٰذا آپریشن ضروری ہے، پھر انھوں نے سیریس کنڈیشن کا حوالہ دے کر ۶/ جون ۲۰۱۳ء جمعرات کے دن مجھے ایڈمٹ کیا اور ۱۲/ جون کو میرا ایک میجر آپریشن عمل میں آیا، ایڈمٹ کئے جانے کے بعد آٹھ سے دس دن تک مسلسل میں یہی سوچتا رہا کہ میری عمر اب کافی ہوچکی ہے اگر میں پہلے ہی اسلام قبول کرلیتا تو کتنا اچھا ہوتا، کیونکہ پاکستان میں میرے بچے (دو بیٹے، دو بیٹیاں) مجھے پیچھے چھوڑتے ہوئے پہلے ہی اسلام کی آغوش میں آچکے تھے، بڑی بیٹی کی مسلمان گھرانہ میں شادی ہوچکی ہے، چھوٹی بیٹی جامعہ میں تعلیم پارہی ہے، اور مزید دو سال اسلام کی تعلیم لینے کا ارادہ رکھتی ہے، اور ایک

بیٹا بھی اسلامی کورس کر رہا ہے، ان کا کہنا ہے کہ پہلے اسلام کی تعلیم تو حاصل ہو، دنیاداری بعد میں دیکھی جائے گی، اسکول میں دی جانے والی اسلامی تعلیم سے متاثر ہو کر انھوں نے اسلام قبول کر لینے کا فیصلہ کیا تھا، اس کے علاوہ ہم پاکستان میں جہاں رہتے ہیں یہ پورا محلہ مسلمانوں کا ہے، گھر کے پیچھے ہی مسجد ہے، میرے پڑوس میں رہنے والوں نے ہمیں کبھی تنگ نہیں کیا بلکہ خوشی اور غم میں وہ برابر شریک رہتے تھے جس کی وجہ سے اسلام کی جانب پہلے سے ان کا رجحان رہا ہے۔

بہت سال پہلے ہی میری بیوی دنیا کو چھوڑ کر جا چکی ہے، اس وقت میرے بچے بہت چھوٹے تھے، گھر کی خوشیاں کم ہی نصیب ہوئیں اور پھر میں بھی روزی روٹی کے بہانے کئی سال گھر سے دور رہا ہوں، یہ اچھا ہوا کہ انھیں ایک معلم ملے جن کا نام قاری ریاض احمد ہے، انھوں نے میرے بچوں کی کافی حمایت کی، اور یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اگر تم گھر بار چھوڑ کر میرے پاس آنا چاہو، تو آسکتے ہو، میں انشاء اللہ تمھاری ساری ضروریات پوری کروں گا۔

بچوں کے قبول اسلام کی خبر مجھے ملی، تو میں کشمکش میں مبتلا ہو گیا، مجھے یہ بات نہ جانے کیوں نہیں پسند آئی، اس سے میری طبیعت میں کڑواہٹ سی بھر گئی، کئی بار ایسا ہوا کہ میں فون پر ہی انھیں کوستا اور برا بھلا کہتا، میں ان کے اس عمل سے اتنا ناراض تھا کہ دو دو مہینے بات نہیں ہوتی تھی، بات یہاں تک پہنچ گئی کہ میں نے اپنے بڑے بیٹے کو جان سے مارنے کی دھمکی بھی دی۔

ایک طرف یہ حالات تھے دوسری جانب میں اپنے بارے میں سوچتا تھا کہ میں ایسا کیوں کر رہا ہوں اور کبھی کبھی مجھے رونا بھی آتا تھا کہ آخر وہ میرے بچے ہیں، اگر انھوں نے اسلام قبول کر ہی لیا ہے تو کیا ہوا، میں بھی تو اسلام سے متاثر ہوں، اور میں نے

بھی تو اسلام کو اپنے دل میں جگہ دی ہے، اور اسلام لانے کا ارادہ کیا تھا، جب یہ خیال آیا تو میں چپ ہو گیا اور اسے تقدیر کا فیصلہ جان کر میں خاموش ہو رہا۔

درحقیقت بچوں کے اسلام لانے کے بعد میرے اسلام کا راستہ اور آسان ہوا تھا ، ویسے تو میں مسجد یا اسلامی لیکچرس میں جاتا ہی تھا، آپریشن کے بعد میرا اسلام لانے کا ارادہ پکا ہو گیا، اسپتال میں رہ کر دس دن تک یہ سوچ رہا تھا کہ اگر میں مر گیا تو کہیں میرا حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کا سا نہ ہو جائے۔ اسلام کے بارے میں پہلے سے جانتا تھا اور سیرت نبوی کے بارے میں بھی مجھے بہت کچھ پتہ تھا لیکن مسلمان ہونے کا دل نہیں ہو رہا تھا، شاید یہ بھی شیطان کا شکنجہ تھا یا دنیا کی مجبوری تھی، لوگوں کی طعنہ بازی کے ڈر سے مجھے آگے بڑھنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی، مگر اب حالات بدل چکے تھے، میں نے اپنے ذہن سے سارے منفی اندیشے جھٹک دیئے، اور اپنے بیٹے سے کہا، جو ہر روز مجھے فون کر کے میری خیر خیریت دریافت کیا کرتا تھا، کہ بیٹے تمھیں اسلام لائے ہوئے دو سال کا عرصہ بیت چکا ہے، اور تم نے مجھے کبھی اسلام کی دعوت نہیں دی، لوگ تمھیں کیا کہیں گے، کہ تمھارا باپ عیسائی ہے، بیٹے اب میں نے بھی مسلمان ہونے کا ارادہ کر لیا ہے اب تم مجھے بتاؤ کہ مسلمان ہونے کے لئے کیا کروں؟ میری یہ باتیں سن کر پہلے تو وہ بہت رویا پھر اس نے مجھے کلمہ پڑھایا اور کہا کہ آپ کسی اسلامی مرکز سے رابطہ کریں، وہ آپ کو اسلامی طور طریقے بتا دیں گے، لہٰذا میں نے آئی پی سی میں فون کیا، جہاں سے مجھے بتایا گیا کہ میں جمعہ سے دو گھنٹے پہلے وہاں حاضری دوں، لہٰذا ۵ر جولائی بروز جمعہ میں کویت سٹی میں موجود آئی پی سی کے مرکزی دفتر پہنچا، وہاں پہنچ کر مجھے بہت خوشی ہوئی وہاں میری بات سمجھنے والے بہت لوگ تھے، اسلام لانے سے پہلے مجھے میرے والدین کی بہت یاد آ رہی تھی اور میں سوچ رہا تھا کہ ان کو کیا جواب دوں

گا، اس کے باوجود میں نے اسلام کی طرف پیش رفت کی اور اسے قبول کرلیا، کیونکہ اس بار اللہ کی مشیت کو یہی منظور تھا، اور میں نے بھی دل میں ٹھان رکھی تھی۔

میں نے اپنے قبول اسلام کی بات ایک بہن کے سوا کسی کو نہیں سنائی، اب تک دیگر خاندان والوں کو بھی اس کی اطلاع مل چکی ہوگی، یہ سن کران کا تاثر کیا ہوگا، جہاں تک میرا خیال ہے وہ اس بات سے ناراض ہوں گے، جہاں تک مشکلات کی بات ہے یہ تو لازمی بات ہے مشکلات تو درپیش ہوں گی ہی، اور امکان یہی ہے کہ جب میں رشتہ داروں سے ملوں گا تو وہ میرے اور بچوں کے ساتھ بدکلامی اور بداخلاقی سے پیش آئیں گے، ایک طرح سے یہ ایک دراڑ ہے جو ہمارے رشتوں کے بیچ واقع ہوا ہے، رشتے بہت نازک ہوا کرتے ہیں۔

میں مسلمان ہو چکا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو بھی اسلام کی دعوت دوں لیکن میں ابھی خود کو اس قابل نہیں سمجھتا میری کوشش اب یہ ہے کہ سال دو سال اسلام کی بنیادی تعلیم حاصل کروں، اور کچھ پختہ تر ہونے کے بعد انھیں اسلام کی دعوت دوں، کیونکہ جب میرے پاس کچھ دلائل ہوں گے تو ہمت اور یقین کے ساتھ یہ کام کرسکتا ہوں، پاکستان میں میرا خاندان عیسائیوں کی جس جماعت سے وابستہ ہے ان پر تو میرا یہ فیصلہ گراں ہی گذرے گا، وہ میرے اور میرے بچوں کے اس فیصلے پر لعن و طعن ضرور کریں گے، مجھے شاید جان سے بھی مار ڈالیں، اور میرا گھر جلائیں (لیکن انھیں اس کی ہمت نہیں ہوگی، کیونکہ میرے پڑوسی مسلمان ہیں)

غیر مسلموں میں یہ بات عام ہے کہ مسلمان سخت مزاج ہوتے ہیں، لیکن یہ غلط دعویٰ ہے جو غلط فہمی کی بنیاد پر قائم ہے، بلکہ حقیقت سے کنی کاٹنے کے لیے صرف ایک بہانہ ہے، میں نے اپنی زندگی کا ایک طویل عرصہ مسلمانوں کے درمیان ہی بسر کیا ہے، اور میں نے بہت

قریب سے انھیں دیکھا ہے، وہ ایسے نہیں ہیں جیسا انھیں سمجھا جاتا ہے، البتہ سب لوگوں کی طرح ان میں بھی اچھے اور برے دونوں طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ قبول اسلام کے بعد میں اپنے دل میں بڑی راحت محسوس کر رہا ہوں، ایک انجانی خوشی میرے اندر سمو دی گئی ہے، اس نعمت پر میں اللہ کا بہت شکر گذار ہوں میں زیادہ تندرست نہیں ہوں لیکن اذان ہوتے ہی مسجد جاتا ہوں، ٹھیک سے نماز نہیں آتی لیکن نماز کو جاتے جاتے توبہ استغفار کرتا رہتا ہوں، اسلام میں آنے کے بعد سے الحمد للہ میری زندگی میں بڑی برکت آئی ہے۔ میرے لئے دعا کرنا۔

بشکریہ منصف حیدرآباد ۲۵/ جولائی ۲۰۱۴ء

مستفاد از ماہنامہ "ارمغان" ماہ ستمبر ۲۰۱۴ء

۱۳۹

بھگوان شنکر کی تلاش میں نکلے ہوئے کو اذان سنکر ہدایت ملی۔

جناب عبدالرحمن (ارون) سے ایک ملاقات

اقتباس

پہلے رمضان کے روزہ رکھ کر عید کی نماز پڑھ کے سوئیاں لے کر میں اپنے گھر دہلی اپنی ماں کو دعوت دینے کے ارادہ سے آیا لیکن انھیں یہ بات ناگوار گذری، اور انھوں نے مجھے گھر سے بیدخل کر دیا، اور صحیح معلومات نہ ہونے کی وجہ سے اسلام کو آتنک وادے جوڑ دیا، اسی وقت میں نے ارادہ کرلیا جتنا میری ذات سے ہوسکے زیادہ سے زیادہ ایمان والوں کو اسلام کی معلومات پہنچاؤں گا۔

احمد اوّاہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عبد الرحمن: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

س: عبدالرحمن بھائی آپ اپنا تعارف کرائیں؟

ج: میرا پہلا نام ارون تھا، اب میں عبدالرحمن ہوں، میری پیدائش دہلی میں ہوئی، میری شروعاتی بچپن کی پرورش دلی کے **VVIP** ایریا میں ہوئی، میرے علاوہ میری ایک بہن بھی تھی، میری ماں شروع سے ہی بہت دھارمک تھی، وہ ہندوریت رواجوں کو بہت مانتی تھی، ہمارا خاندان بنیادی طور پر کیرالہ کا ہے لیکن روزگار کے سلسلہ میں ہم لوگ دہلی

میں بسے ہوئے تھے۔

س: ابی بتا رہے تھے پہلے آپ مذہبی ذہنیت کے نہیں تھے، پھر کچھ حالات نے آپ کی مذہب میں دل چسپی پیدا کردی، وہ کس طرح ہوا ذرا بتائیں؟

ج: چھٹیاں ہم اپنے بوا پھوپھا کے گھر مناتے تھے وہ لوگ دہلی کے ایک بہت بڑے کرشچین Anissianary میں کام کرتے تھے اس وجہ سے عیسائی لوگوں سے ہمارے کافی تعلقات تھے، اور شروعات سے ہی میں عیسائی طور طریقوں اور بائبل کی تھوڑی معلومات بھی رکھتا تھا، میں نے MBA کی پڑھائی کے بعد دہلی میں ہی ملٹی نیشنل کمپنی میں کام کیا، ماں کی پرورش کی وجہ سے میرے اوپر بھی ہندو ریت رواجوں کا اثر تھا، میں اکثر مندر جایا کرتا تھا لیکن میری زندگی کا مقصد صرف دنیاوی کامیابی تھا ۲۰۰۵ء میں میرا ایک بہت بڑا ایکسیڈنٹ ہوا اس نے میری زندگی کا پورا رخ اور میری سوچ پوری طرح بدل ڈالی، اس ایکسیڈنٹ میں میرے دونوں پاؤں میں راڈ ڈالی گئی، میرا ایک پاؤں تو ایک دم الگ ہو گیا تھا اور ڈاکٹروں کو امید کم تھی کہ میں کبھی پھر سے چل پاؤں گا، لیکن نہ جانے کیوں میں اس زندگی سے بے فکر تھا اور میں ہاسپٹل میں سب سے مسکرا کر ملتا تھا اور مجھے یقین تھا کہ میں پھر سے چلوں گا، میری یہ حالت ایک ڈاکٹر کو اتنی پسند آئی جنھوں نے میری پلاسٹک سرجری کی تھی، انھوں نے اپنی ایک لاکھ روپے کی فیس معاف کردی، اور میری ویڈیو بنا کر یورپ لے گئے میڈیکل اسٹوڈنٹ کے لئے، میرے اس ایکسیڈنٹ نے میرے والد پر بہت گہرا اثر کیا، میرے ایکسیڈنٹ کے کچھ ہی دنوں بعد ان کا انتقال ہو گیا اور بیڈ پر ہونے کی وجہ سے ہندو دھرم کے مطابق میں ٹھیک سے ان کے کریا کرم میں شامل نہیں ہو پایا، اس واقعہ کا میرے اوپر گہرا اثر ہوا، اور میرے اندر زندگی اور دنیا سے جڑے ہوئے کئی سوال اٹھنے لگے، جن کا جواب میں

نے ہندو دھرم کی کتابوں میں تلاش کیا اور اس سلسلہ میں ہندو دھرم کی مذہبی کتاب گیتا کا مطالعہ کیا، جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ سنسار جھوٹ ہے، سارے رشتے ناتے جھوٹے ہیں، اور ہمیں یہ جنم ملا ہے پر بھو تک پہنچنے اور موکش پانے کے لئے ہم کو سب کچھ تیاگ کر گرو کے پاس جانا چاہئے اور سیوا کر کے موکش کو پانا چاہئے، یہی صرف ایک زندگی کا مقصد ہے اور یہی زندگی کی سچائی ہے، پھر جب میں پوری طرح ٹھیک ہو گیا، میں نے دوبارہ آفس جوائن کیا، اور پہلے کی طرح نوکری کرنے لگا لیکن میں پہلے جیسا نہیں رہا، مجھے کچھ اچھا نہیں لگتا تھا، مجھے سب رشتے جھوٹے لگنے لگے، اور میں زیادہ وقت اکیلے گذارنے لگا۔

س: اس کے بعد سنا ہے آپ نے سنیاس بھی لے لیا تھا، وہ کس زمانہ کی بات ہے؟

ج: ۲۰۰۸ء کو میں نے گھر کو تیاگ کر دیا اور ہریدوار جا کر سنیاسی اکھاڑہ میں شامل ہو کر سنیاس لے لیا، وہاں میں نے گرو کی سیوا بڑی لگن اور پورے یقین سے کی، اور زیادہ وقت یوگ سیکھنے اور کتابوں کا مطالعہ کرنے اور زیادہ سے زیادہ بھگوان کو پانے میں لگایا، اور اس وقت میں اپنے خیال میں سب سے بڑے بھگوان شنکر کا پرم بھگت بن گیا اور میں ہر وقت شنکر کے دھیان میں اور اس کا نام جپنے میں لگا رہتا لیکن اس دوران جو کچھ میں سنیاسیوں میں دیکھ رہا تھا وہ مجھے اچھا نہیں لگ رہا تھا، سنیاس لینا گرو بنانا اور اچھی باتیں دوسروں کو بتا کر خود برا کرنا مجھے بے چین کرنے لگا اور میں نے اکھاڑہ چھوڑ دیا، اور پورے دیش کی یاترا پر نکل پڑا، میں نے ہندوؤں کے زیادہ تر بھی صوبوں میں گھوما، اور وہاں کے سب سے بڑے شنکر کے مندر اور بڑے سنیاسیوں سے ملا، اور ان سے کچھ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن مجھے کوئی بھی سنیاسی گرو چاہے وہ کتنی بڑی عمر کا ہو ایسا نہیں ملا جو دھرم کے سلسلہ میں مطمئن ہو، اور یہ سب ایک **Baniaers**

یا Projorian لگا اور میرے اندر سوال اٹھنے لگا کہ اگر سب چھوڑ کر سنیاس لے کر لوگوں کو بہکا کر خود کو بھگوان بتا کر پیسہ ہی کمانا تھا تو میں نوکری ہی کر لیتا، کم سے کم یہ حلال روزی تو ہوتی، اور مجھے سب گروڈھونگی لگنے لگے، لیکن مجھے شنکر میں وشواش تھا اور میں شنکر کی عبادت میں اور آگے بڑھ گیا اور ان کے درشن کا جنون میرے سر چڑھ کر بولنے لگا، میں شنکر کا سب سے بڑا بھکت بننا چاہتا تھا اور ہندو کتابوں کے مطابق شنکر کا آج تک کا سب سے بڑا بھکت راون ہے، اس نے شنکر کو اپنا سر کاٹ کر چڑھایا تھا تب شنکر اس سے خوش ہوئے تھے اور درشن دیئے اور اسے امر کر دیا، میں نے بھی یہی کرنے کا ارادہ اور نیت کی، اور میں شنکر کی عبادت میں پاگل پن تک پہنچ گیا اور ایک سال تک ہمالیہ میں منالی سے اوپر تبت کے راستہ Rohtang میں غار میں رہا، اور جو جو چیزیں کتابوں میں لکھی تھیں وہ سب پورے یقین اور لگن سے کرنے لگا، میں رات کو جاگ کر عبادت کرتا، شمشان میں جا کر پوری رات جلتے مردے کے پاس بیٹھ کر اس کی راکھ اپنے سر پر لگا کر عبادت کرتا اور اپنا جسم کاٹ کر شنکر کے لنگ پر اپنا خون چڑھاتا، لیکن شنکر کا کہیں پتہ نہیں چلا، نہ وہ کبھی خواب میں آئے نہ سامنے آئے اور دیوانگی اور بے چینی بڑھتی رہی، اور جب میرا صبر ٹوٹا اور مجھے لگا کہ اس دنیا کا کوئی مالک نہیں اور کوئی بھگوان نہیں اور جیسا سائنس کہتی ہے سب کچھ انرجی اور Chemical reaction ہے اس لئے دنیا میں پاپ پنیہ کا کوئی مطلب نہیں، جب دنیا کا کوئی بھگوان ہی نہیں تو یہ دنیا میں اچھے برے کا کیا مطلب رہ گیا؟ اور میں ڈپریشن میں چلا گیا اور Mentally تھوڑا Abnormal ہو گیا، آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ اس آدمی کو کتنا بڑا جھٹکا لگا ہوگا جو بچپن سے بھگوان کا نام سن رہا تھا اور پریوار میں بھگوان سے ڈرنے کو کہا جاتا تھا، برائی سے بھگوان کی وجہ سے دور رہنے کو کہا جاتا اور بھگوان کو پانے کے لئے سب کچھ چھوڑ کر خالی اس کے نام پر اسے

پانے نکلا اور آخر میں پتہ چلا کہ بھگوان ہوتا ہی نہیں، میں اپنا دماغی توازن کھو بیٹھا، میں موت کی تمنا کرنے لگا، اور اپنے اسی پاگل پن میں راجستھان سے بنارس کے لئے ٹرین کی پٹری کے راستہ پیدل چل پڑا، میں راستہ میں کچھ دن تک بھوکا رہا، لوگ مجھے پاگل سمجھ کر مارنے دوڑتے، اور میرا جسم بھی بھوک کی وجہ سے اتنا کمزور ہو گیا تھا کہ میں جہاں بھی بیٹھ جاتا وہیں سو جاتا یا بے ہوش ہو جاتا۔

س: ابی بتا رہے تھے کہ آپ ایک مندر میں تھے وہ بھی بنارس کے، کہ آپ کو اذان کی آواز سن کر اللہ سے تعلق پیدا ہوا، وہ کس طرح ہوا تھا؟

ج: اسی دیوانگی کے حال میں ایک شام کو عصر یا مغرب کے بعد بنارس کے ایک اسٹیشن کے پاس مندر میں بیٹھا ہوا تھا، وہاں مندر سے دور کوئی مسجد تھی، اچانک میں نے اذان کی آواز سنی اور مندر میں ہی نماز پڑھنے لگا، اور یہی لمحہ تھا جس وقت رب العالمین نے میری پکار سنی ہو گی کیونکہ یہی وقت تھا جس کی تلاش میں میں نے گھر چھوڑا تھا، پتہ نہیں اس وقت ایسا کیا یقین مجھے مل گیا کہ جس رب کو میں پاگلوں کی طرح شنکر کے روپ میں ڈھونڈ رہا تھا اس نے اپنا صحیح راستہ اور خود تک پہنچنے کا ذریعہ اپنے محبوب کی سنت (یعنی اذان) میں مجھے باندھ لیا، مجھے اس وقت کا آج تک احساس ہے جیسے اذان کے ایک ایک لفظ کو اس کی زبان اور معنی جانے بغیر میں سمجھ رہا تھا، مجھے ایسا لگا جیسے میرے مالک اپنے منادی سے مجھے بلا رہے ہیں، اور میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ مجھے مسلمان ہونا ہے، میں سڑکوں پر جو بھی ملتا اس سے اسلام قبول کرنے کو کہتا، قیامت کا بیان کرتا لیکن لوگ پاگل سمجھ کر نفرت سے مجھے مارتے یا بھگا دیتے اور میں مسلمان بننے کے لئے مسجد میں گیا لیکن میرے حلیہ کو دیکھ کر وہاں کے لوگوں نے بھی مجھے باہر کا راستہ دکھا دیا، ہندو لوگ مجھ سے کافی نفرت کرنے لگے، کیونکہ وہ مجھے سنیاسی کے کپڑوں میں

دیکھتے اور اسلام کی بات کرتے سنتے تھے۔

میں دماغی طور پر جہاں تک مجھے یاد ہے ایک دم پاگل پن کی شروعاتی حد تک پہنچ گیا تھا، بنارس کینٹ اسٹیشن کے پاس ایک مشہور درگاہ ہے وہاں غیر مسلم بھی کافی تعداد میں آتے ہیں میں ادھر گیا، میں لوگوں سے کہتا مجھے مسلمان بننا ہے لیکن میری مدد کوئی نہیں کرتا تھا، میں بھوک اور ٹھنڈ سے پریشان تھا، رات کو لوگ سڑکوں پر جو لکڑی جلاتے تھے، میں ان کے جانے کے بعد اسی کے پاس بیٹھا رہتا وہ بجھ جاتی تو اس کی راکھ پر بیٹھ جاتا ٹھنڈ سے بچنے کے لئے، کبھی میں بھوک کی حالت میں دن میں یا رات میں کسی کے گھر گھس جاتا تو لوگ مجھے پاگل یا چور سمجھ کر مارتے، ایک بار میرا سر بھی پھاڑ دیا جس کے نشان آج بھی ہیں، رات کو اکثر پولیس مجھے اٹھالے جاتی اور صبح پاگل سمجھ کر چھوڑ دیتی، اس دوران جب بھی اذان کی آواز سنتا وہیں نماز پڑھنے لگتا، اور رٹتا رہتا ''اللہ تیرا بندہ'' کچھ دنوں بعد مجھے بنارس کے مدن پورہ علاقہ میں ایک شخص ملے اور مجھے شہر قاضی کے پاس لے جاکر کلمہ پڑھوایا، اور انھوں نے میرا نام عبدالرحمن رکھا، یعنی اللہ کا بندہ۔ دیکھئے وہ مالک اپنے بندوں سے کتنی محبت کرتا ہے، ایمان لانے کے بعد ایک شخص نے مجھے کارخانہ میں رہنے کھانے کا انتظام کر دیا اور کام دیا، اور میں ان کے بچوں کو پڑھانے بھی لگا اور خود اس سے عربی اور اسلام کے طور طریقے سیکھنے لگا، پھر جب انھوں نے مہینہ بھر بعد بھی کچھ پیسے نہیں دیئے تو میں کسی اور بھائی کی مدد سے مسجد میں رہنے لگا، اور اذان دینے لگا، اور دھیرے دھیرے لوگ مجھے جاننے لگے، اور میں انگلش کا ٹیچر بن گیا۔

پہلے رمضان کے روزہ رکھ کر عید کی نماز پڑھ کے سوئیاں لے کر میں اپنے گھر دہلی اپنی ماں کو دعوت دینے کے ارادہ سے آیا، لیکن انھیں یہ بات ناگوار گذری، اور انھوں نے مجھے گھر سے بیدخل کر دیا، اور صحیح معلومات نہ ہونے کی وجہ سے اسلام کو آتنک واد

سے جوڑ دیا، اسی وقت میں نے ارادہ کرلیا جتنا میری ذات سے ہو سکے زیادہ سے زیادہ ایمان والوں کو اسلام کی معلومات پہنچاؤں گا، میں خود اسلام کی باریکیاں نہیں جانتا تھا لیکن میں ٹیچر تھا اس لئے میں نے ان لوگوں کو انگریزی سکھائی شروع کی جو عالم ہیں یا عالم کی پڑھائی کر رہے ہیں، کیونکہ انگریزی گلوبل لینگویج ہے، اور جو بات لوگوں کو انگریزی میں سمجھائی جاتی ہے وہ مان بھی لیتے ہیں اور سمجھ بھی لیتے ہیں، اسی دوران میں نے جماعت کے ساتھیوں سے حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب کا نام اور ان کی کار گذاری سنی، اور میں ان سے ملنے کی تمنا کرنے لگا لیکن مجھے سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ میں ان سے کیسے ملوں؟

س: سنا ہے آپ کی شادی ہوگئی ہے؟

ج: مجھے خود دین سیکھنے اور راہ میں ساتھ دینے کے لئے ایک جیون ساتھی، اور دونوں جہاں کے لئے ایک لائف پارٹنر کی ضرورت تھی، میں نے دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے اللہ سے سوال کیا میرے اللہ جب آپ نے اسلام کے دستر خوان پر مجھ جیسے دیوانے اور پاگل کو محبت کے ساتھ اپنے منادی سے بلوایا ہے، تو مجھے کوئی ساتھ دینے والا جیون ساتھی بھی دیدے، الحمد للہ تیسرے روز میری شادی کا انتظام ہو گیا۔

اللہ کے فضل سے میرا نکاح ایک عالمہ سے ہوا جو خود دین کی عالم اور کافی پرہیز گار بھی ہے انھوں نے سنتوں پر چلنے اور اللہ کی راہ کو اپنانے کے لئے مجھے اور بھی آمادہ کیا، حضرت سے ملاقات اور روزگار کی تلاش میں میں دہلی آیا اور جہاں بھی جاتا، مجھے مسلمان جب یہ جانتے کہ میں نے ہندو دھرم چھوڑ کر اسلام قبول کیا ہے تو انٹرویو ہی نہیں ہوتا تھا، وہ داڑھی منڈوا کر آنے کو کہتے، مجبوری میں شروعات میں ڈاڑھی منڈوانی پڑی، پھر مزدوری کا کام کیا، جس کے بدلہ مجھے دہاڑی ملی، ایک دن میری حضرت مولانا

صاحب سے بات ہوئی اور انھوں نے مجھے اپنے پاس بلالیا، میں ان کے سنٹر پر پہنچ کر ایسے کئی لوگوں سے ملا جو ایمان لائے ہیں، مجھے ہمت ملی۔

میری خواہش ہے کہ آنے والی زندگی میں حضرت کے ساتھ جڑ کر دین سیکھوں اور دعوت کا بھی کچھ کام کروں، اللہ قبول کرے، میں اپنے مسلمان بھائیوں سے دو گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے بچوں کو اور خود بھی اسلام کی اچھی معلومات فراہم کرائیں، بچوں کو اسلامی معلومات ضرور مہیا کریں اسلام سے ہی وہ اپنی دنیا وآخرت کی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں، مدرسوں میں بچوں کو علم کے ساتھ، رہنے کھانے اور ان کی بنیادی ضرورتیں پوری کرنے کی بھی سہولت ہے، لیکن پھر بھی بہت کم لوگ اپنے بچوں کو ان مدرسوں میں پڑھاتے ہیں، غیر مسلم مسلمانوں کو ان پڑھ گنوار مان کر دھتکارتے ہیں جس سے ہم ان تک اسلام کی بات نہیں پہنچا سکتے، اس لئے ہم اپنے بچوں کو زیادہ سے زیادہ پڑھائیں اور اپنے خاندان کے ساتھ قوم کے دوسرے بچوں کو بھی تعلیم سے آراستہ کریں۔

س: ارمغان پڑھنے والوں کے لئے کوئی پیغام دیجئے؟

ج: میں سالوں تک اپنے اللہ کا بننے اور اس کو پانے کے لئے ہاں کہاں کہاں دھکے کھاتا رہا، ملک کا کوئی بڑا دھارمک استھل ایسا نہیں جہاں میں اپنے رب کو تلاش کرنے اور پانے کے لئے نہ گیا ہوں، اس طرح نہ جانے کتنے دیوانے اور پیاسے تلاش میں ہیں، نبیوں اور رسولوں کے بعد ہم مسلمانوں کی ذمہ داری ہے ان بے چاروں کو راہ دکھانا اور حق اور اپنے رب کی راہ کی طرف رہنمائی کرنا، ہمیں دوسرے لوگوں اور دوسرے دھرم کے ماننے والوں کی طرح جن کے یہاں کوئی راستہ نہیں ہے، ان سے دوبدو ہو کر، ان کو دشمن سمجھ کر، نفرت کرنے کے بجائے، ان کی سادگی اور ناسمجھی پر ترس کھا کر ان کو دعوت

دینی چاہئے، اور میں نے ارادہ کیا ہے کہ باقی زندگی میں اسی کام کے لئے وقف کروں گا۔ میرے لئے دعا بھی کریں۔

س: شکریہ جزاکم اللہ

ج: آپ کا بھی شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

مستفاد از ماہنامہ ''ارمغان'' ماہ اکتوبر ۲۰۱۴ء

۱۴۰

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ جاؤ ہندوستان ہو گیا تمہارے گھر کی ہدایت کا سامان

جناب محمد عمر سے ایک ملاقات

اقتباس

ہم سبھی سے سوال ہونا ہے کہ ہم نے تمہیں یہ اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے بھیجا تھا، پہنچایا یا نہیں؟ اور جن کو پہنچانا تھا، ان سے بھی معلوم کیا جائیگا کہ مسلمانوں نے پہنچایا یا نہیں، تو ہم کیا جواب دیں گے؟ کیا ہم میدان محشر کے ہولناک منظر میں دعوت سے اس غفلت کے باوجود، کہ مرکز اسلام مدینہ منورہ میں ایک آدمی کو ۲۵ رسال رہنے کے باوجود، کسی نے ایک بار دعوت نہیں دی جواب دینے کے حال میں ہوں گے؟ ان کا تو جو ہوگا ہوگا جو کفر و شرک پر مرے۔

احمد اواہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

محمد عمر: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ

س: عمر صاحب آپ مدینہ منورہ سے کب آئے، اور کب تک ہندوستان میں رہیں گے؟

ج: میں ابھی ۱۰ راکتوبر کو ہندوستان آیا ہوں اب میرا پرانا گریمنٹ کام کا ختم ہو گیا ہے، ابھی مجھے گھر والوں کی فکر کرنی ہے اس کے بعد نئے سرے سے ویزہ اور کام کی

سوچوں گا۔

س: آپ مدینہ منورہ میں کتنے روز سے کام کر رہے ہیں؟

ج: میں سعودی عرب میں ۲۹ رسال سے ہوں، ایک سال ریاض میں رہنے کے بعد میں مستقل مدینہ منورہ میں ہوں۔

س: اسلام قبول کئے آپ کو کتنے سال ہوئے؟

ج: میں نے تین سال پہلے رمضان کی ۲ ر تاریخ کی رات میں نے اسلام قبول کیا۔

س: اسلام قبول کئے بغیر آپ مدینہ منورہ میں کیسے رہ رہے تھے، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں شہروں میں غیر مسلموں کے داخلے پر پابندی ہے؟

ج: مکہ مکرمہ میں اور مدینہ منورہ کی حرم کے حدود سے باہر وہاں بہت سے غیر مسلم رہتے ہیں، مکہ مکرمہ میں کیمپوں میں اسپتالوں میں ہزاروں غیر مسلم لوگ رہتے ہیں، اسی طرح مدینہ منورہ میں ہندوستان، نیپال اور فلپائن اور دوسرے ملکوں کے لوگ بڑی تعداد میں رہتے ہیں۔

س: آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

ج: میرا تعلق ہندوستان میں یوپی کی راجدھانی لکھنؤ سے ہے، لکھنؤ کے ایک برہمن خاندان میں ۵۹ رسال پہلے میری پیدائش ہوئی، بارہویں کلاس تک پڑھ کر میں نے ایک پرائیویٹ کمپنی میں لکھنؤ میں نوکری کرلی، بعد میں گھریلو حالات کو سنوارنے کے لئے بیس سال کی عمر میں سعودی عرب چلا گیا، شروع میں ایک سال ریاض میں رہا، بعد میں ہماری کمپنی نے مجھے مدینہ منورہ بھیج دیا، بن لادن گروپ وہاں کا مشہور تاجروں کا گروپ ہے، اسی میں میری ملازمت تھی، بعد میں مدینہ ائیر پورٹ پر میری ڈیوٹی لگی

اور ابھی تک وہیں تھا، میرے والد صاحب پان کی دوکان کرتے تھے، میرا ایک چھوٹا بھائی ہے جو میرے پتاجی کے بعد ان کی دوکان پر بیٹھتا ہے، ایک بہن ہے اس کی شادی سلطان پور میں ہوئی ہے، ۲۵ رسال پہلے میری شادی اناؤ میں ہوئی، میرے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں دونوں بیٹیوں کی شادی ہوگئی ہے، ایک بیٹا جو سب سے بڑا ہے اس کی بھی شادی ہوگئی ہے اس کے تین بچے ہیں، دو بیٹے اب جوان ہیں ایک کا رشتہ لکھنؤ میں ہوگیا ہے، دوسرے کے رشتہ کی تلاش ہے، دونوں کی شادی ساتھ کرنے کا ارادہ ہے۔

س: آپ کے بچوں اور گھر والوں میں سے کسی نے اسلام قبول کیا؟

ج: اسلام قبول کرنے کے بعد مجھے بہت ڈر لگ رہا تھا کہ دھارمک پریوار (مذہبی خاندان) میں اگر اپنے اسلام کی بات بتاؤں گا تو میرے لئے بہت مشکل ہوگی اور ہرگز گھر والے مجھے گھر میں داخل نہ ہونے دیں گے، مگر اللہ کا شکر ہے ایسا نہیں ہوا اصل میں میں نے جس رات اسلام قبول کیا اس کے تین روز بعد میری مدینہ منورہ میں حضرت سے ایک پروگرام میں ملاقات ہوگئی

س: حضرت کا مطلب کون حضرت ہیں؟

ج: آپ کے والد حضرت کلیم صاحب۔

س: اچھا، تو بتائیے آگے کیا بتا رہے تھے؟

ج: حضرت نے مجھے بڑی محبت سے گلے لگایا، اور بہت تاکید کی کہ آپ اس بار کاغذات بنوا کر حج کی کوشش کیجئے اور بار بار عمرہ کو بھی جائیے، اور وہاں خاص طور پر ملتزم پر جا کر اپنے گھر والوں کی ہدایت کی دعا کیجئے، اور ان کے لئے ہدایت منظور کروائیے، ہیڈ آفس سے اپروول ہو جائے گا تو پھر آپ کو کچھ زیادہ کام نہیں کرنا پڑے گا، حضرت نے میری درخواست پر مجھے دوبارہ کلمہ پڑھوایا اور مجھ سے کہا ایک تو یہ بات

ہے کہ دو بڑے گناہ کفر و شرک اس پیدا کرنے والے مالک کی زمین پر اس سے بغاوت ہیں، اللہ تعالیٰ ان دونوں گناہوں کو کبھی معاف نہیں کریں گے اور اسی لئے کسی کافر و مشرک کے حدود حرم میں داخلہ پر پابندی ہے، کسی باغی یا غدار کو تو ملک کی حدود میں داخلہ کی اجازت نہیں ہوتی، چہ جائیکہ احکم الحاکمین کی سلطنت کے مرکز حرم پاک میں، دوسری بات یہ ہے کہ وہ آدمی جو در در سر جھکائے، وہ کتے سے گیا گذرا ہے، کتا بھی بھوکا پیاسا ایک مالک کے در پر پڑا رہتا ہے، وہ انسان کیا جو ہر در پر سر جھکائے، اس دنیا میں بھی شرک بری بات ہے، مگر اصل ایمان کی ضرورت موت اور موت کے بعد پڑے گی اس لئے اس ایمان کو موت تک اس پر جم کر ساتھ لے جانا ہے۔

حضرت نے یہ بھی کہا ان دونوں سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ ایمان دلوں کے بھید جاننے والے اللہ کے یہاں صرف اس وقت قابل قبول ہے جب آپ اس وشواس و یقین کے ساتھ کلمہ پڑھیں کہ ایمان کے بغیر نجات (مکتی اور موکش) نہیں، ایمان کے بغیر اگر موت آ گئی تو ہمیشہ ہمیشہ کے نرک اور جہنم میں جلنا پڑے گا، اور جب یہ بات بالکل برحق اور آنکھوں دیکھی بات سے زیادہ سچی بات ہے کہ ایمان کے بغیر ہمیشہ کی نرک اور دوزخ ہے تو آپ کیسے مسلمان اور ایمان والے ہیں اگر آپ ہر وقت اس فکر میں نہ لگیں کہ میری ماں جس نے مجھے دو سال پیٹ میں رکھا کس طرح پالا پوسا، دودھ پلایا، وہ دوزخ میں جائے، میری بیوی جو سب کچھ میرے لئے چھوڑ کر آ گئی وہ دوزخ میں جائے، میرے وہ بچے بچیاں جن سے مجھے سب سے زیادہ محبت ہے اور ان کا ذرا سا دکھ درد ہم سے دیکھا نہیں جاتا ایمان کے بنا مر جائیں اور ہمیشہ کی دوزخ کی آگ اور نرک میں رہیں اور جلیں، اس لئے ایمان اگر سچا اور پکا ہے تو پھر آپ کو گھر والوں کے ایمان کی فکر کرنی ہے، اور مستقل دعا کر کے اپنے اللہ سے گھر والوں کی ہدایت مانگنی ہے، میں نے

حضرت سے کہا کہ میرے گھر والے تو یہ سننا بھی گوارہ نہیں کریں گے کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں، حضرت نے مجھے بہت پیار سے سمجھایا کہ جب آپ ہندوستان میں تھے یہ خیال کر سکتے تھے کہ آپ مسلمان ہو جائیں گے؟ جو اللہ اپنے کرم سے آپ کا دل بدل سکتے ہیں وہ اللہ گھر والوں کو ہدایت دینے پر بھی قادر ہیں، بس یہ ضروری ہے کہ آپ اللہ سے چمٹ کر خوب دل سے دعا کریں اور آپ اپنے دل پر یہ لے لیں، کہ مجھے اپنے اللہ سے گھر والوں کی ہدایت منظور کروانی ہے، حضرت نے اتنا زور دیا کہ میرے دل میں بھی یہ بات بیٹھ گئی اور میں نے اپنے دل پر یہ بات لے لی کہ اللہ سے ہدایت منظور کرانی ہے، اس فکر میں میں نے جالیات سے کاغذات بنوا کر بار بار عمرے کئے، اسی سال حج کیا، عرفات میں، ملتزم پر بہت دعا کی اور بار بار اللہ کے راستہ میں جماعت میں جا کر دعائیں کیں، میرے اللہ کا کرم ہے کہ میرے اللہ نے بہت دعا کی توفیق دی، اس کا ایک فائدہ تو یہ ہوا کہ مجھے دعا میں اللہ کے سامنے رونے میں بہت مزا آنے لگا، ایک دو روز دعا کا موقع نہ ملا تو مجھے بے چینی سی ہو گئی، بالکل دعا کا ایڈکشن سا ہو گیا، دوسرے یہ کہ اللہ کی ذات پر میرا یقین میرے اللہ کے کرم سے بہت پکا ہو گیا اور مجھے اس بات کا بھی یقین ہو گیا کہ صحابہ دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے اللہ سے کس طرح بڑے بڑے فیصلے کروا لیتے تھے، ان دعاؤں کے دوران میرے اللہ نے مجھ گندے فقیر کی جھولی میں میرے گھر والوں کی ہدایت ڈال دی۔

دو سال پہلے ربیع الاول کی ۱۲ رتاریخ تھی، میں تین روز کی جماعت میں بدر گیا، یعنی پہلے حج کے بعد والے ربیع الاول میں، رات کو تہجد میں جلدی اٹھ کر بہت دعائیں کیں، فجر میں وقت تھا، نبی ﷺ کی سنت کی اتباع میں تہجد کی ہی جگہ دائیں کروٹ میں لیٹ گیا، میری آنکھ لگ گئی، اللہ کے رسول ﷺ خواب میں زیارت

ہوئی، آپ نے فرمایا محمد عمر جاؤ، ہندوستان جاؤ تمھارے گھر والوں کی ہدایت منظور ہو چکی ہے، آنکھ کھل گئی، مجھ پر عجیب کیفیت تھی میں بیان نہیں کر سکتا، دل خوشی سے اچھل اچھل جا رہا تھا، ایک تو مجھ گندے کو پہلی بار میرے پیارے نبی ﷺ خواب میں زیارت ہوئی تھی، پھر اتنی بڑی خوش خبری بھی سنا دی، یہ خواب دیکھ کر مجھے اپنے دل میں گھر والوں سے جو ڈر خوف تھا، بالکل ختم ہو گیا اور اطمینان ہو گیا کہ اب کام آسان ہو گیا، جماعت سے واپس آیا تو میں نے اپنے مدیر سے چھٹی کی بات کی، انھوں نے اس سال چھٹی کے لئے مجھے منع کر دیا، کہا تمہاری چھٹی دو سال میں منظور ہوتی ہے، اگلے سال تم جا سکتے ہو، مجھے گھر جانے کی بے چینی تھی، میں نے دو رکعت پڑھ کر چھٹی کے لئے دعا کی، رات کو سویا تو خواب میں اللہ کے پیارے رسول ﷺ زیارت ہوئی، مجھ سے زور دے کر فرمایا دیر کیوں کر رہے ہو، جلدی ہندوستان کا سفر کرو، اب تمھاری ماں کے پاس وقت نہیں بچا ہے، میں نے کہا پیارے نبی ﷺ مدیر چھٹی نہیں دے رہا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ہم کسی سے سفارش کرا دیں گے، آنکھ کھل گئی، اگلے روز جمعہ تھا، حرم میں جمعہ کی نماز پڑھی اور نماز کے بعد حرم مدنی میں خوب دعا کی، میرے قریب ایک عرب نماز پڑھ رہے تھے، انھوں نے مجھے آہ وزاری سے دعا کرتے شاید دیکھ لیا تھا، وہ انتظار کر رہے تھے، جب میں دعا سے فارغ ہوا تو وہ مجھ سے پریشانی معلوم کرنے لگے۔ میں نے کہا: میں نے اپنے اللہ سے کہہ دیا ہے، وہ بہت زور دیتے رہے، بہت زیادہ ضد پر میں نے اپنا تعارف کرایا اور انھیں بتایا کہ ۲۵ سال مدینہ میں رہنے کے باوجود مجھے کسی ایک آدمی نے مسلمان ہونے کو نہیں کہا، میرے باپ مکہ مدینہ سے حد درجہ محبت اور عقیدت رکھنے کے باوجود کفر پر مر گئے۔ پچھلے رمضان میں ہندوستان سے آئے ایک حاجی شکیل جو پہلے بھگت سنگھ تھے، نے مجھے کلمہ پڑھوایا، اب میں اپنے

گھر والوں کے لئے ہدایت کی دعا کر رہا ہوں، کہیں میری بوڑھی ماں اور میرے بیوی بچے بھی کفر وشرک پر نہ مرجائیں، میں نے اپنا بدر کا خواب بھی سنایا کہ میں اپنے مدیر سے چھٹی کو کہہ رہا ہوں مگر انھوں نے منع کر دیا کہ اگلے سال چھٹی ملے گی اور معاہدہ کے مطابق میری چھٹی اگلے سال ہی ہے،اب میں پریشان ہوں، انھوں نے مدیر کا نام اور فون نمبر معلوم کیا،تو معلوم ہوا کہ وہ ان کے بیٹے ہیں، یہ میرے مدیر کے والد تھے،انھوں نے مجھے رات کو عشا کے بعد اپنے گھر کا پتہ دے کر وہاں بلایا،اور اپنے بیٹے شیخ حماد بکری سے مجھے ملوایا اور مجھے دس ہزار ریال بھی دیئے کہ سفر کے ٹکٹ اور گھر والوں کا سامان لینے کے لئے ہیں، میں نے بہت منع کیا مگر وہ ناراض ہونے لگے کہا یہ اللہ کے لئے ہدیہ ہے، مجھے مجبوراً لینے پڑے، میری چھٹی بھی تنخواہ کے ساتھ تین مہینے کی منظور ہو گئی۔

س: آپ نے پھر ہندوستان کا سفر کیا؟

ج: ایک ہفتہ میں میں نے مدینہ سے ہندوستان سفر کیا، میں جدہ سے ائیر انڈیا کی فلائٹ سے لکھنؤ پہنچا ایر پورٹ پر میری ماں، ماما میرے دونوں داماد اور دونوں بیٹے بیٹیاں موجود تھے، مجھے داڑھی ٹوپی میں دیکھ کر فوراً پہچان نہ سکے،سب کی سانسیں رکی ہوئی لگ رہی تھیں،مگر ماں بہت خوشی سے ملیں، وہ پہلے سے بھی زیادہ محبت سے ملیں،گھر جا کر سب لوگوں نے میرے اس حلیہ پر سوال اٹھایا،میرے ماما نے مجھے سخت وسست کہنا شروع کیا،میری ماں نے انھیں روکا کہا اس کو کیوں برا بھلا کہتے ہو،آج رات اس کے پتا جی میرے سپنے میں آئے تھے انھوں نے مجھے کہا الکارانی (میری ماں کا نام) مبارک ہو،تیرے بیٹے پردیپ کو مکتی کا راستہ مل گیا،دیکھ سب گھر والوں سے کہنا اگر مکتی چاہئے تو اس کے پیچھے پیچھے چلتے رہنا،ورنہ سورگ (جنت) ہرگز نہیں ملے گی،ماں کی بات سن کر سب خاموش ہو گئے مگر رات تک بار بار کچھ نہ کچھ باتیں ہوتی رہیں،اور سب کو خیال تھا

کہ چلو ہم گھر والے تو ماں کے سپنے کی وجہ سے برداشت کرلیں گے، مگر دوسرے رشتہ دار اور آس پڑوس کے لوگ تو ہنگامہ کردیں گے، میری بہن اور بھائیوں نے میری بار بار خوشامد کی کہ تم یہ جبہ اتار کر پینٹ شرٹ پہن لو اور داڑھی یہاں پر کاٹ لو، وہاں جا کر پھر رکھ لینا، یہ تو گھر کی کھیتی ہے، مگر میں کیسے اپنے نبی ﷺ کی سنت کو کاٹ سکتا تھا، وہ مجھے سمجھاتے اور میں نماز پڑھ کر اپنے اللہ سے فریاد کرتا، عشا پڑھ کر میں نے سب کے ساتھ کھانا کھایا اور اب گھر والوں کو بٹھا کر جس طرح حاجی شکیل نے مجھے توحید، رسالت اور آخرت سمجھائی تھی انھیں مثالوں سے سب گھر والوں کو سمجھایا اور اپنا بدر کا خواب بتا کر زور دے کر کہا یہ تو میرا وشواش ہے کہ آپ سب لوگ مسلمان ہوں گے مگر جتنی دیر کریں گے اتنا ہی جنت میں پیچھے رہ جائیں گے، بار بار مجھے روتا دیکھ کر میری ماں نے مجھے گلے لگایا اور اپنے پلو سے میرے آنسو پونچھے اور بولی بیٹا تو غم نہ کر تیرے پتا جی نے بھی ہمیں کہا ہے، ہم سب تیرے پیچھے ہی چلیں گے، رات کے بارہ بجنے میں دس منٹ تھے جب میں نے کلمہ پڑھنے کی منت اور خوشامد کی تو میرے ماما اور ماں دونوں بولے، بیٹے رونا بند کرو تم جو کہو ہم کرنے کو تیار ہیں، میں نے کلمہ پڑھنے کو کہا اور انھوں نے کلمہ پڑھا، پانچ منٹ کے بعد میری بیوی، بچے، دونوں بہنیں، دونوں کے چاروں بچے بہنوئی، دونوں بھائی سب نے کلمہ پڑھ لیا، ۱۳ رلوگوں نے میرے خاندان کے کلمہ پڑھا۔ الحمد للہ الذی انقذہم من النار۔

سوال: ان کے اس طرح قبول اسلام سے آپ کو کس قدر خوشی ہوئی ہوگی؟

جواب: جی مولانا احمد صاحب، مجھے ان کی ہدایت کی تو پوری امید تھی مگر اس کا تصور بھی نہیں تھا کہ گھر جا کر پہلی رات میں سب لوگ اسلام میں آجائیں گے، ان کا ایک جگہ جمع ہونا خود اللہ کا خاص الخاص کرم تھا، میری بہن اپنی سالوں کی بیماری کی وجہ سے میرے

بیٹے کی شادی پر بھی نہ آسکی تھی، شاید دس سال بعد یہ سب لوگ ہمارے گھر ایک ساتھ اکٹھا ہوئے تھے، اصل میں ہدایت کی منظوری نے ان کو ایک جگہ جمع کر دیا تھا، میں دیر تک اللہ کی شان و رحمت کے بارے میں سوچتا رہا، خوشی سے میرے دل میں گدگدی سی اٹھ رہی تھی، ایک سال دو مہینے کے بعد بیوی بچوں کے پاس پہنچنے کے بعد مجھے گھر والوں کے ساتھ بات کرنے کو دل نہیں چاہتا تھا، میں نے اپنی بیوی کی خوشامد کی اور پھر اپنے اللہ کے سامنے صلوٰۃ الشکر پڑھنے کھڑا ہو گیا، دس دس بار ایک رکعت میں جو سورتیں الم ترکیف تک یاد تھیں دہراتا رہا، سلام پھیر کر دوبارہ نیت باندھی، اور صبح تک بار بار نماز اور دعا میں اللہ کا شکر ادا کرتا رہا، صبح ہوئی تو ماما نے مشورہ دیا کہ ابھی فی الحال اس گھر میں رہنا ٹھیک نہیں، فضول ہی لوگوں میں واویلا ہوگا، میرا گھر مسلم محلہ عالم نگر میں ہے، سب لوگ وہیں چلتے ہیں، ماں نے تائید کی، اور ہم عالم نگر چلے گئے، میں نے ماما اور بہنوئی کی جماعت کے لئے تشکیل کی، اور چار روز کے بعد مرکز جا کر مشورہ کیا، الحمدللہ دو جماعتوں میں ایک میں ماما اور ایک جماعت میں بہنوئی چالیس دن کے لئے چلے گئے، بعد میں بھائیوں اور بیٹوں نے بھی چار مہینے اور چالیس دن لگائے، میں اپنے خون کا قطرہ قطرہ اور رواں رواں اللہ کے لئے قربان کر دوں تو مجھ سے شکر ادا نہیں ہوسکتا، کہ میرے اللہ نے کس طرح میرے گھر والوں کے لئے ہدایت کو آسان کر کے مجھ پر احسان اور کرم فرمایا۔

س: واقعی ماشاء اللہ بہت ہی خصوصی عنایت رہی آپ کے ساتھ، ورنہ ہم روز دیکھتے اور سنتے ہیں کہ خود اسلام قبول کرنیوالوں کو کس طرح مرتد کرنے اور واپس لانے کے لئے کس قدر ستایا جاتا ہے اور کیسی کیسی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے آپ کو تو پکا پکایا حلوہ پیش کر دیا گیا، اصل میں آپ نے خوب گر سیکھا کہ آپ نے ہیڈ آفس سے منظور کرالیا تھا۔

: سچی بات یہ ہے کہ میں نے کیا منظور کروایا تھا میرے اللہ نے خود مجھے مانگنے اور دعا سکھانے کے لئے دعا کی توفیق دی تھی، ورنہ کہاں ۳۳ رکروڑ دیوتاؤں سے مانگ کر مایوس اور ذلیل ہونے والا اور کہاں باب کعبہ (ملتزم) در حرم پاک پر جا کر اس خالق حقیقی سے فریاد کی لذت، بس میرے اللہ کا کرم ہی کرم تھا، جو اپنے در پر لگا دیا۔

: آپ نے اپنے اسلام قبول کرنے کا حال تو بتایا ہی نہیں، اب ذرا وہ بھی بتا دیجئے؟

: ۲۶ رسال سے سعودی عرب میں ملازمت کرتا تھا، جس میں ۲۵ رسال سے کچھ کم مدینہ منورہ میں رہتے ہو گئے، مجھے کسی مسلمان نے اسلام قبول کرنے کو نہیں کہا بلکہ میں جب بھی، گھر سے واپس جاتا تو کسی طرح چھپا کر سامان میں چھوٹی چھوٹی شیو جی، ہنومان، اور دیوی دیوتاؤں کی مورتی لے کر جاتا، اور اپنے کیمپ میں جب کبھی موقع لگتا اور ذرا وقت خالی ملتا تو ان مورتیوں کو رکھ کر آرتی اتارتا اور دھونی وغیرہ دیتا، ایک بار کچھ مسلمانوں نے مجھے اپنے ایک ساتھی کے ساتھ پوجا کرتے دیکھ لیا انھوں نے مدیر سے شکایت کر دی، مدیر نے مجھے کچھ سمجھایا اور دعوت دینے کے بجائے خروج اور جیل میں ڈلوانے کی دھمکی دی، تیسرے سال رمضان میں ایرپورٹ سے ڈیوٹی کر کے رات کو جا رہا تھا مولوی شہزاد ایک نوجوان مجھے ملے، میرا نام معلوم کیا، میں نے کہا پردیپ کمار، پتہ معلوم کیا: میں نے کہا لکھنؤ کا رہنے والا ہوں، انھوں نے کہا کہ پانچ منٹ آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں میں نے معلوم کیا آپ کو کیا بات کرنی ہے؟ چلتے چلتے کریں، انھوں نے کہا موت کے بعد کی زندگی اور پیدا کرنے والے مالک کے بارے میں کچھ باتیں ہیں جن کا جاننا اور ماننا ضروری ہے، وہ کرنے کے لئے ذرا وقت چاہئے، میں نے کہا، آج میری طبیعت خراب ہے کل فون کر لیں، پھر ہم کسی وقت فرصت میں بیٹھیں

گئے، اگلے روز ان کا فون آیا میں نے رات میں دس بجے کیمپ میں آکر بات کرنے کا وقت دیا، میں نے کیمپ میں جا کر ان کے لئے ناشتہ کا انتظام کیا، دس بجے سے پہلے وہ اپنے ساتھ حاجی شکیل کو لے کر آئے، انھوں نے بتایا کہ دہلی کے رہنے والے ہیں، اور دیریندر رسہواگ جو کرکٹر ہیں ان کے نانیہالی رشتہ دار ہیں، ان کا پہلا نام بھگت سنگھ تھا مولوی شہزاد نے کہا آپ کے ساتھ مالک کی خاص مہربانی ہے کہ آج یہ آگئے فوراً میری ملاقات ہوگئی، حاجی شکیل نے مجھے بالکل سادی مثالوں سے دین اس طرح سمجھایا اور ایسی محبت سے مجھ سے بات کی کہ مجھے اسلام قبول کرنے کے علاوہ کوئی راستہ سمجھ میں نہیں آیا، اور ان کے کہنے سے میں نے کلمہ پڑھ لیا، چالیس منٹ تک انھوں نے بات کی، کلمہ پڑھوانے کے بعد انھوں نے حضرت سے ملوانے کو کہا، کلمہ پڑھ کر میرا حال عجیب ہوگیا بہت دیر تک مجھے رونا آیا اور میں نے حاجی صاحب سے کہا ۲۶ رسال سعودی عرب میں اور ۲۵ رسال مدینہ منورہ میں رہتے ہوگئے، مجھے کسی آدمی نے آج تک ایک بار جھوٹ بھی مسلمان ہونے کو نہیں کہا، میرے پتاجی مکہ مدینہ سے اتنی محبت کرتے تھے، جیسے چھٹی پر جاتا تو وہ لاکھ چیزیں لے کر جاؤ بولتے، وہ پوتر جل (پاک پانی) یعنی زمزم اور مدینہ کی کھجوریں کہاں ہیں؟ مجھے تو بس وہ چاہئیں، وہ کلمہ کے بغیر اس دنیا سے چلے گئے، مجھے کسی نے نہیں بتایا کہ مدینہ سے ریال لے جانے کی چیز نہیں بلکہ یہاں کی سب سے قیمتی چیز ایمان ہے، جو ساری دنیا کو یہاں سے ملتی ہے، میرے پتاجی مکہ مدینہ سے ایسی عقیدت کے باوجود دوزخ میں چلے گئے، کسی نے ان کو خواب میں بھی اسلام کی دعوت نہیں دی، احمد بھائی مجھ سے ہزار گنا وہ اسلام کے قریب تھے، وہ برہمن تھے اور ہمارے خاندان میں پنڈت کا پیشہ ہوتا تھا انھوں نے چھوڑ کر گھی پکوان کی جگہ پان کی دوکان کر کے زندگی گذاری، اور کہتے یہ سب ڈھونگ ہے، تہواروں پر پوجا کرتے ہوئے

لوگوں کو دیکھتے تو کہتے جو اپنے اوپر سے مکھی نہ مار سکے وہ پوجا کے لائق کیسے ہو سکتا ہے، ان آذ مبروں کو چھوڑ کر اس مالک کو مانو جو دل میں بسا ہے، لیکن کوئی ان کو بتانے والا نہ ملا، نہ جانے ان کا کیا ہوگا، ہائے افسوس

س: جب آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ توحید کے قائل تھے اور بت پرستی نہیں کرتے تھے تو امید ہے کہ ان تک دین نہ پہنچنے کی وجہ سے وہ عذاب سے ضرور بچیں گے، آپ اللہ کی ذات اور رحمت سے امید رکھئے؟

ج: میں نے اپنی زندگی میں انھیں کسی مورتی یا کسی کے آگے سر جھکاتے نہیں دیکھا۔

س: تو پھر انشاء اللہ ان کی نجات کی امید ہے، آپ اس بات کے لئے رحمت سے امید رکھیں؟

ج: اللہ کرے اللہ ان کی معذوری پر رحم فرمائے، کیونکہ ان کو کسی نے چھوٹے منھ اسلام کی دعوت نہیں دی، اس کے باوجود وہ اس مالک پر پکا وشواش رکھتے تھے، کاش کوئی پرانا مسلمان نہ سہی، کوئی بھگت سنگھ سے حاجی شکیل بنا ہوا ہی ان کو مل گیا ہوتا تو وہ ایمان پا کر اس دنیا میں کتنا خوش ہوتے، کیسی دولت ہے اسلام اور ایمان، اور کتنا افسوس ہے میرے ایسے والد کے اس نعمت سے محروم دنیا سے جانے پر۔

س: آپ اپنی کمپنی میں بھی اسی طرح صافہ وغیرہ باندھ رہے ہیں؟

ج: ہاں ایک جاکٹ اس پر ضرور پہننی پڑتی ہے جو اب ایرپورٹ پر کام کرنے والے ہر ملازم کے لئے ضروری ہے، اب تو میں آ گیا ہوں، ذرا بچوں اور رشتہ داروں کی تربیت اور دعوت کا ارادہ ہے، اگر جنۃ البقیع کی خاک مقدر ہوئی تو پھر جاؤں گا، معلوم نہیں ایرپورٹ پر ملازمت ملے گی یا نہیں، میرے مدیر نے کہا ہے جب تمھارا کام گھر پر پورا ہو جائے تو مجھے فون کرنا میں تمہارا ویزہ بھیج دوں گا۔

س: آپ کے علم میں ہے، آپ کی باتیں نسیم ہدایت کے جھونکے نام سے اردو میگزین میں شائع ہوں گی، آپ ارمغان پڑھنے والوں کو کوئی پیغام دیں گے؟

ج: میں نے ہندی میں نسیم ہدایت کے جھونکے تین حصے پڑھے ہیں، حضرت نے جب کہا تو مجھے خوشی ہوئی کہ میرا نام بھی اس مبارک سلسلہ میں شامل ہو جائے گا، میں تو بہت چھوٹا آدمی ہوں تین سال میری زندگی ہے، تین سال کا بچہ کیا کچھ کہہ سکتا ہے، بس یہ درخواست ارمغان پڑھنے والوں سے ہے کہ اسلام کے مرکز مدینہ میں ۲۵ رسال گذارنے والے کو کسی نے ایک بار اسلام کی دعوت نہیں دی اور حرم میں جانے پر پابندی پر میں مسلمانوں سے ناراض سا رہتا تھا، اور وہاں ہندوستان سے لے جا کر بت پوجتا تھا، حالانکہ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم ختم نبوت کے بعد ہمارا کام صرف یہی ہے کہ بھولے بسرے بندوں کو اسلام پہنچائیں، اور ہمیں اللہ کے یہاں حساب دینا ہے، قرآن پاک کی ایک آیت یاد کی تھی: فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ أُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ، فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ

ہم بھی سے سوال ہونا ہے کہ ہم نے تمہیں یہ اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے بھیجا تھا، پہنچایا یا نہیں، اور جن کو پہنچانا تھا، ان سے بھی معلوم کیا جائے کہ مسلمانوں نے پہنچایا یا نہیں، تو ہم کیا جواب دیں گے؟ کیا ہم میدان محشر کے ہولناک منظر میں دعوت سے اس غفلت کے باوجود کہ مرکز اسلام مدینہ منورہ میں ایک آدمی کو ۲۵ رسال رہنے کے باوجود کسی نے ایک بار دعوت نہیں دی جواب دینے کے حال میں ہوں گے؟ ان کا تو جو ہوگا ہوگا جو کفر و شرک پر مرے، ہم ایمان والے بھی جان بچا نہیں سکیں گے، اس لئے اس کی فکر کریں اور میرے لئے اور میرے خاندان والوں کے لئے دعا کریں، اللہ تعالیٰ ہم سے فرض ادا کرالیں اور ہم اس روز جواب دینے کے لائق ہو جائیں۔

س: بہت خوب واقعی آپ نے بڑی سوچنے کی بات بتائی، جزاکم اللہ بہت بہت شکریہ السلام علیکم۔

ج: آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے اس مبارک کام میں مجھے بھی شریک کیا، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

مستفاد از ماہنامہ ''ارمغان'' ماہ نومبر ۲۰۱۴ء

۱۴۱

ہمارے ملک کا قانون اسلام قبول کرنے والوں اور دعوت دینے والوں کے لئے بڑی رحمت ہے
محترمہ خدیجہ بہن سے ایک ملاقات

اقتباس

بس میں تو یہ کہوں گی، زندگی کوئی اللہ کے لئے جینے کی ٹھان لے تو پھر بس اللہ کی مدد دیکھے۔ خود ہمارے ملک کا قانون دعوت کا کام کرنے والوں اور اسلام قبول کرنے والوں کیلئے اللہ کی طرف سے بڑی رحمت ہے۔ اس قانون سے فائدہ اٹھائیں، اور ہمت نہ ہاریں، نہ داعی کو کوئی مسئلہ ہے اور نہ اسلام قبول کرنے والوں کے لئے کوئی مشکل ہے، اور جب اللہ کی طرف سے حفاظت کا وعدہ ہے تو کوئی کیا بال بیکا کرسکتا ہے۔

طوبیٰ احمد: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدیجہ: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

س: آپ آج کل کہاں رہ رہی ہیں اور پھلت کس کے ساتھ آئی ہیں؟

ج: میں آج کل راجستھان جے پور میں رہ رہی ہوں اور پھلت اپنے شوہر کے ساتھ آئی ہوں، کافی روز سے ہم لوگ آنے کو سوچ رہے تھے، مگر حضرت صاحب کا پروگرام معلوم نہ ہونے کی وجہ سے پروگرام ٹلتا رہا، اب معلوم ہوا کہ ہر مہینہ کے پہلے جمعہ سنیچر اور اتوار کی دوپہر تک پھلت میں رہا کریں گے، سب لوگوں کو بہت آسانی ہوجائے

گی، ہم سمجھ رہے تھے کہ انگریزی مہینہ کے اعتبار سے یہ پروگرام ہوگا، مگر معلوم ہوا اور حضرت نے بتایا کہ قمری مہینہ کے لحاظ سے یہ پروگرام رہے گا قمری مہینہ کا پہلا جمعہ ہفتہ اتوار تو نکل گیا، مگر حضرت کو اس ہفتہ بھی پھلت کے قریب کچھ پروگرام تھے، پھلت میں بھی کچھ ضروری مشورہ کے لئے آنا تھا، اللہ کا شکر ہے کہ ملاقات ہوگئی، ورنہ اتنے دنوں کے بعد سفر بھی بے کار ہو جاتا۔

س: آپ ماشاء اللہ خوش وخرم رہ رہی ہیں؟ آپ کے شوہر کو تو زبردستی تیار کر کے شادی کرائی تھی، وہ اچھی طرح رکھ رہے ہیں آپ کو؟

ج: جی بھابھی میرے شوہر واقعی سچے مسلمان ہیں، وہ جو کرتے ہیں بس اللہ کے لئے کرتے ہیں اور جب وہ کوئی کام اللہ کے لئے کرتے ہیں تو پھر اس کا حق ادا کرتے ہیں، انھوں نے مخالف حالات میں حضرت کے حکم سے ایک فیصلہ لیا، وہ اس فیصلہ میں اپنی بدنامی سمجھ رہے تھے، کہ لوگ کیا کہیں گے، یہ لڑکی سے شادی کے لئے مسلمان ہوا، اور ناجائز تعلقات کی وجہ سے شادی کی، مگر جب حضرت نے ان سے کہا کہ اتنے سارے الزامات اور بدنامیوں کو چھوڑ کر آپ اس اللہ کی بندی کو ایمان پر باقی رکھنے کے لئے شادی کریں گے تو وہ اللہ جو دلوں کے بھید جانتا ہے، آپ کے فیصلہ میں بڑی مدد کرے گا، اور آپ نے لا الہ الا اللہ پڑھ کر ایک اللہ کے لئے سب کچھ چھوڑا ہے تو پھر کسی ملامت کرنے والے کی پروا نہیں کرنی چاہئے، حضرت نے ایک آیت بھی پڑھی تھی، جس میں اللہ تعالیٰ نے آنیوالے مسلمانوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ اللہ سے محبت کریں گے اور اللہ ان سے محبت کریں گے، وہ اللہ کے لئے سب کچھ قربان کریں گے اور ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پروا نہیں کریں گے۔

س: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ (مائدہ:۵۴)

ج: جی جی، طوبیٰ بھابھی، یہی آیت اوراس کا ترجمہ حضرت نے ان کوسنایا تو انھوں نے اللہ کے فرمان کے سامنے سر جھکالیا اور جب وہ سر جھکاتے ہیں تو پھر دل ودماغ اور عقل سب کچھ جھکا دیتے ہیں، پھر ماننے کا مزہ لیتے ہیں، بلکہ اگر میں کہوں کہ مزہ لے لے کر اللہ کی مانتے ہیں تو بالکل سچ ہے، میرے ساتھ بھی ان کا بس یہی معاملہ ہے، حضرت کی دو تقریروں میں اللہ کے پیارے رسول ﷺ اپنی بیویوں کے ساتھ جو پیارا سلوک تھا وہ سنا تو بس وہ میرے ساتھ اچھے سے اچھا معاملہ کرتے ہیں، ۸ رسال سے زیادہ میری شادی کو ہوگئے، آج تک کبھی زور سے نہیں بولے، اگر گھر بار چھوڑ کر مجھے صرف سعد جیسا شوہر ملتا تو میں سوچتی کہ مجھے سب کچھ مل گیا، مگر یہ دنیا تو گوبر ہے، دودھ تو میرے اللہ کی رضا اور مرنے کے بعد نجات اور جنت ہے، طوبیٰ بھابھی میرے گھر والے جو اس شادی اور میرے اسلام کی وجہ سے ہم دونوں کو مارنا چاہتے تھے وہ سب یہ کہتے ہیں کہ اسعد تو انسان نہیں دیوتا ہے۔

س: میں نے تو سنا ہے کہ آپ کے ماں باپ اور سارے بہن بھائی مسلمان ہوگئے ہیں، پھر بھی وہ دیوتا کہتے ہیں؟

ج: جی اللہ کا شکر ہے کہ وہ مسلمان تو ہوگئے ہیں، ابھی دو سال ہوئے ہیں، مگر ان کے یہاں کسی کی زیادہ تعریف کرنا ہوتی ہے تو دیوتا ہی کا لفظ بولا جاتا ہے۔

س: آپ بڑی خوش قسمت ہیں کہ ایسا اچھا شوہر ملا، اور آپ کے شوہر آپ سے زیادہ خوش قسمت ہیں کہ ان کی بیوی ان کی اتنی معتقد ہے، ورنہ بیوی تو بڑے بڑے ولیوں کی بھی معتقد نہیں ہوتی؟

س: طوبیٰ بھابھی میں ڈینگ نہیں مار رہی ہوں بلکہ سچی بات یہ ہے کہ دو سو مسلمان ہمارے شوہر سعد جیسے ہمارے دیش میں اور ہوجائیں تو مجھے امید ہے کہ پورا دیش اسلام میں آجائے گا۔

س: اوہو آپ تو اپنے شوہر کی واقعی بڑی معتقد ہیں، آپ کو یہ محبت بہت مبارک ہو، اور آپ سے زیادہ اپنے شوہر کو میری طرف سے مبارک باد دینا کہ نیک اور محبت کرنے والی بیوی خیر المتاع یعنی دنیا کی سب سے بڑی نعمت انھیں ملی۔

ج: شکریہ

س: اچھا ذرا اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

ج: میں یوپی مراد آباد ضلع کے ایک سینی پریوار میں ۱رجنوری ۱۹۸۷ء میں پیدا ہوئی، میرے پتاجی پہلے تحصیل میں بابو تھے، ان کے اندر غصہ بہت تھا، وہ ایک بار ایس ڈی ایم سے لڑ گئے تھے اس کی وجہ سے پہلے سسپنڈ ہوئے اور بعد میں نوکری ختم ہوگئی، پھر انھوں نے پراپرٹی کا کام شروع کیا، میرے دو بھائی بڑے تھے، ان میں ایک کی کتابوں کی دوکان ہے، اور دوسرے ایک پٹرول پمپ پر منشی ہیں میں جس اسکول میں پڑھتی تھی، اس میں ایک لڑکی ساجدہ امام صاحب کی بیٹی پڑھتی تھی، اس کے والد حضرت صاحب سے تعلق رکھتے تھے، ہم دونوں دسویں کلاس میں پڑھتے تھے تو ساجدہ نے مجھے حضرت کی کتاب ''آپ کی امانت'' لاکر دی اور کہا بہن اس کتاب کو ضرور پڑھنا، ساجدہ خود بہت دین دار لڑکی ہے، وہ ہر کام سنت طریقہ پر کرتی تھی، پانی پیتی تو تین سانس میں بیٹھ کر پیتی اور سب سے کہتی کہ یہ میرے نبی کا طریقہ ہے، تم لوگ بھی اسی طرح پانی پیا کرو، اس میں بہت فائدے ہیں، جوتا داہنے پیر میں پہنتی اور بائیں سے اتارتی، اس کے والد صاحب نے اس کو ہر کام سنت کے طریقہ پر بتایا تھا، اور اس کو اسی

طرح کرنے کی عادت ڈالی تھی، اس طرح اس کی سنت کی پابندی سے ہم ہندو لڑکیاں سب متاثر ہوئیں کہ یہ ہر حال میں اپنے دھرم کو فالو کرتی ہے، ایک دو لڑکیاں اس کو کٹر پنتھی بھی سمجھتی تھیں، مگر مجھے ہر کام کو اپنے دھرم کے مطابق کرنا بہت اچھا لگتا تھا، آپ کی امانت آپ کی سیوا میں میں نے پڑھی تو وہ کتاب میرے دل کو لگ گئی، میں اس کتاب کو گھر لے گئی، اور ممی کو پڑھ کر سنایا، میری ممی کو بھی اس کا پریم بھرا انداز بہت اچھا لگا، میں نے ساجدہ سے دوسری کتاب مانگی، تو اس نے مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ لا کر دی، میں اس کتاب کو گھر لے گئی، میرے بڑے بھائی، اروندان کا نام تھا، انھوں نے وہ کتاب دیکھ لی، اور مجھے خوب ڈانٹا، کہا یہ لٹریچر میرے گھر میں نہیں چلے گا، تو یہ سب لٹریچر پڑھ کر آتنک وادی بنے گی، اور انھوں نے پتاجی سے شکایت کی، میرے پتاجی بھی بہت غصہ ہوئے مگر اس لٹریچر کا چسکہ سا لگ گیا تھا، میں نے اور کتاب مانگی تو جنت کی کنجی اور دوزخ کا کھٹکا دو کتابیں ساجدہ نے لا کر دیں، گیارہویں کلاس میں پہنچی تو میں نے ساجدہ سے مسلمان ہونے کی خواہش کا ذکر کیا، ان کے والد حضرت صاحب سے ابھی نئے نئے جڑے تھے، ان کو دعوت کا جذبہ تو تھا مگر وہ ابھی ڈرتے تھے، ساجدہ نے اپنے پتاجی (امام صاحب) سے میرے اسلام قبول کرنے کی تمنا کا ذکر کیا، انھوں نے کہا ابھی کچھ دن ٹھہرو اور اسلام کو سیکھ لو، مگر مجھے ڈر لگتا تھا کہ اگر میری موت آگئی تو میرا کیا ہوگا، میں جلدی سے جلدی مسلمان بننا چاہتی تھی، ساجدہ نے اپنے والد صاحب سے میری جلدی کے بارے میں بتایا تو انھوں نے ساجدہ کو ڈرا دیا، کہ شالنی (میرا گھر کا نام شالنی تھا) کا پریوار بڑا پریوار ہے، پورے قصبہ میں فساد ہو جائے گا، کچھ روز تو وہ بھی مجھے ٹلاتی رہی، مگر جب میں نے اپنی بے چینی کا زیادہ دباؤ ڈالا تو اس نے مجھے بتایا کہ ہمارے محلہ میں ایک سر سعد نام کے ہیں جو چار سال پہلے مسلمان ہوئے ہیں، اور کوچنگ سنٹر چلاتے

ہیں، تم ان سے جا کر ملو، ساجدہ نے کہا اس کا اچھا طریقہ یہ ہے کہ آپ انٹر کی سائنس انگلش اور بایولوجی کے لئے ان کے کوچنگ سنٹر میں داخلہ لے لو، اس میں آپ کو وہاں جانے کے لئے اچھا بہانہ مل جائے گا، ان کا ٹیوشن سنٹر پڑھائی کے لئے بہت مشہور تھا، میں نے ممی کے ذریعہ پتا جی سے کہلوایا اور وہاں داخلہ لے لیا، دو روز کے بعد میں نے سعد سے جن کا پرانا نام سربیندر ملک تھا وہ ملک سرؔ کے نام سے مشہور تھے، ٹیوشن سنٹر میں داخلہ کا مقصد بتایا۔

س: سربیندر ملک کیسے مسلمان ہوئے تھے؟

ج: رام پور کے پاس ایک گاؤں کے تین کارسیوک جو بابری مسجد کو گرانے میں آگے آگے تھے، کچھ سال پہلے مسلمان ہوئے تھے، ان میں سے ایک جن کا نام اشوک تھا، اور بعد میں محمد عاشق ہوا، وہ سربیندر ملک سر سے (جواب میرے شوہر ہیں) مراد آباد اسٹیشن پر ملے تھے، دونوں کو بریلی جانا تھا، عاشق صاحب نے بریلی تک ملک صاحب کو اسلام کا پیالہ ایسا پلا دیا تھا کہ بس ان پر گہرا رنگ چڑھ گیا، اس کے بعد انھوں نے اسلامی لٹریچر کا گہرا مطالعہ کیا، ایک کتاب جو اسلام پر ان کے وشواس اور یقین کو جمانے والی تھی وہ ایک سائنس داں کی کتاب This is the truth تھی، جو کسی عربی کتاب کا انگریزی ترجمہ ہے، وہ مسلمان ہوئے تو ایک ایک دن میں اسلام ان کے اندر گھستا گیا، اور پھر ان کا یہ حال ہو گیا کہ بس وہ صرف اور صرف مسلمان تھے، دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا، یہاں کو بالکل پسند نہیں تھا، نہ ہے۔

س: آپ نے داخلہ لے کر ان کو مقصد بتا دیا، آگے کیا ہوا؟

ج: سر نے مجھے تھوڑی دیر میں دفتر میں بلایا اور کہا جب آپ نے ارادہ کر لیا ہے تو پھر ایک لمحہ کی دیر نہ کرو، نہ جانے کب موت آجائے اس لئے کلمہ پڑھ لو، اور انھوں نے

مجھے اسی وقت کلمہ پڑھوایا اور میرا نام انھوں نے خدیجہ رکھا۔

س: آپ کے گھر والوں کو کس طرح پتہ لگا؟

ج: ملک سر نے مجھ سے کہا، میں ابھی اپنے اسلام کا اعلان نہ کروں کہ میری عمر ابھی ۱۸ رسال سے تین مہینے کم تھی، اور انھوں نے کہا کہ آپ کے گھر میں کوئی چھوٹا بھائی بہن ہو تو تم پہلے اس کو اسلام سمجھانے کی کوشش کرو، اگر کوئی چھوٹا بھائی بہن مسلمان ہو گیا تو ایک اور ایک گیارہ ہوتے ہیں، گھر والوں پر دعوت کا کام کرنے میں بہت مدد ملے گی، میں نے کہا میرا کوئی چھوٹا بھائی بہن نہیں ہے، ہاں چاچا کا ایک بیٹا مجھ سے چھوٹا ہے، انھوں نے کہا ٹھیک ہے اسی سے مل کر کوشش کرو، میں نے اس سے مل کر کوشش کی، اور اس کو ٹیوشن سنٹر میں داخلہ دلایا، اور ملک سر سے ملایا، میرے اللہ کا کرم، ۱۵ ر دن میں وہ مسلمان ہو گیا، میں اسلام کو پڑھتی رہی، مجھے نماز کی فکر ہوئی، کہ اسلام قبول کرنے کے بعد میرے لئے نماز ضروری ہے، فضائل اعمال میں حدیث پڑھی کہ اسلام میں کوئی حصہ نہیں اس شخص کا جس نے نماز چھوڑ دی، تو مجھے بہت پریشانی ہوئی، کسی طرح کبھی ساجدہ کے گھر جا کر، کبھی ٹیوشن سنٹر میں، کبھی گھر کے اسٹور میں چھپ کر نماز پڑھنے لگی، کبھی کبھی ممی یا بھائی دیکھ لیتے، مجھے بہت ڈانٹتے، دو تین بار مجھے مار بھی کھانی پڑی، ۶ ر مہینہ بعد رمضان آیا، تو مجھے روزوں کی فکر ہوئی، دو تین روزے میں نے رکھے تو مجھے ایسا لگا کہ روزہ رکھ کر میرا تعلق میرے مالک سے بہت بڑھا، میں نے اپنی ماں سے صاف صاف بتا دیا، ماں نے پتاجی کو بتادیا، پتاجی نے پہلے تو مجھے سمجھایا، اور جب سمجھانے سے بھی میں باز نہ آئی تو کبھی بھائی نے، کبھی ماں نے اور کبھی پتاجی نے مجھے ایسی مار لگائی کہ کئی بار میرے جسم سے خون تک رسنے لگا، مگر میں نے اسلام چھوڑنے سے صاف صاف منع کر دیا، روزہ کی حالت میں زبردستی میرے منھ میں پانی یا کوئی چیز ڈال کر روزہ تڑوایا گیا، کبھی مارے، کبھی ڈانٹ سے

جب میں باز آنے والی نہ لگی تو میرے پتاجی نے خاندان والوں کو جمع کیا اور مشورہ کیا، پریوار والوں نے جلدی سے میری شادی کا مشورہ دیا، مجھے معلوم ہوا تو میں نے ملک سر سے بتایا اور ان سے کہا کہ کسی طرح مجھے یہاں سے نکالیں، ورنہ شادی کے بعد میرا اسلام پر رہنا بالکل مشکل ہوجائے گا، سر نے پہلے تو مجھے روکا مگر جب میں نے اپنے پکے ارادہ کا ذکر کیا تو انھوں نے میرٹھ کے ایک وکیل سے مشورہ کیا، وکیل صاحب نے میرٹھ آنے کا مشورہ دیا، وکیل صاحب کے پاس جا کر میں نے اپنے اسلام قبول کرنے کا سرٹیفکٹ بنوایا، اور وکیل صاحب کے مشورہ سے ایک لیٹر اپنے ہاتھ سے لکھا، اور ڈی آئی جی، ایس ایس پی، ڈی ایم، تھانہ انچارج، اور اپنے پتاجی کے نام رجسٹرڈ ڈاک سے ڈالا کہ میں اپنی مرضی سے اپنا گھر چھوڑ کر اپنا اصلی فیوچر بنانے کے لئے گھر چھوڑ رہی ہوں۔

س: پھر آپ کہاں رہیں؟

ج: شروع میں دوروز کسی کے یہاں، چارروز کسی کے یہاں دہلی میں ایک صاحب کے یہاں پندرہ روز رہی، مگر لوگ ڈر کی وجہ سے زیادہ نہیں روکتے تھے، ہمارے قصبہ میں معاملہ بہت گرم ہوگیا پولیس پر پریوار اور پوری برادری کا دباؤ تھا، ساجدہ کے گھر والوں پر پولیس دباؤ دے رہی تھی، ملک سر کو میرے حالات اور قصبہ کے حالات کی وجہ سے بڑی پریشانی تھی، وہ پھلت حضرت سے مشورہ کے لئے آئے، تو حضرت نے ان سے کہا، اس بچی پر واقعی آپ کو ترس آرہا ہے اور آپ چاہتے ہیں کہ اس کا ایمان بچ جائے تو سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ اس سے شادی کرلیں، شادی کے بعد کورٹ آپ دونوں کو پروٹیکشن دے دے گی، ملک سر نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے، سارا قصبہ یہ سوچے گا کہ میں نے اس لڑکی سے انٹر کاسٹ شادی کے لئے اسلام کا ڈھونگ رچا ہے، اور اس لڑکی کی بھی بدنامی کہ اس لڑکے سے شادی کے لئے اسلام کا ناٹک بنایا

حضرت نے کہا یہ باتیں ٹھیک ہیں مگر جس اللہ کے لئے آپ نے اسلام قبول کیا ہے، اور اس بے چاری نے گھر بار پریوار چھوڑا ہے وہ دلوں کے بھید جانتا ہے، جب آپ صرف اللہ کے لئے ایمان بچانے کے لئے اس کی محبت میں یہ فیصلہ کریں گے تو وہ اس قربانی اور بدنامی سے خوش ہوں گے، اور قرآن مجید کی آیت حضرت نے ملک سر کو پڑھ کر سنائی، جو آپ نے ابھی پڑھی تھی، سر نے سر جھکالیا شروع میں سر نے ٹیوشن سنٹر کا بھی عذر کیا حضرت نے کہا آپ اللہ کے لئے ایک ٹیوشن سنٹر چھوڑیں گے تو اللہ تعالی کئی ٹیوشن سنٹر آپ کو دے دیں گے اور نہ بھی ملیں تو اللہ تو راضی ہو جائیں گے، وہ تیار ہو گئے، مگر مجھے بہت شرم آتی تھی کہ گھر والے اور پورے قصبے والوں میں بڑی بدنامی سی ہوگی، کہ کیسی آوارہ لڑکی ہے، ایک لڑکے کی وجہ سے خاندان کی ناک کٹوادی، مگر کچھ تو اتنے دن در بدر پھر کر مجھے سہارے کی ضرورت تھی، پھر اپنے ایمان کو بچانے کے لئے مجھے یہ راستہ ہی اچھا لگا، حضرت نے دہلی بھیج کر قاضی صاحب سے نکاح پڑھوایا، اور ایک وکیل صاحب سے عدالت میں قانونی کاروائی پوری کرا کے گھر والوں اور افسروں کو کاغذات بھیجنے کو کہا، ہم لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

شادی کے کاغذات کیا گھر پہنچے، گھر، خاندان میں آگ لگ گئی، سر کے گھر والے بھی غصہ میں آگئے، دونوں پریوار والوں کی پنچایت ہوئی، اور ایک کاغذ پر سروسمتی سے لکھا گیا کہ جہاں ملیں دونوں کو گولی ماردو، آپ کو ملیں آپ ماردو، ہم اپنی لڑکی کا شکوہ نہیں کریں گے، ہم کو ملیں تو ہم ماردیں گے آپ اپنے لڑکے کی شکایت نہ کریں گے۔ دونوں پریوار کے لوگوں اور پنچایت میں شریک لوگوں نے دستخط کر دیئے، میں نے اپنے چاچا کے بیٹے محمد انس کو جس کا پہلا نام رشی تھا فون کر کے حالات معلوم کئے، اس نے پنچایت کی کاروائی بتائی، میں نے اپنے وکیل صاحب کو بتایا، جو خود نومسلم تھے، انھوں نے کہا

کہ ہمارا دیش بنانے والوں نے بہت اچھا قانون بنایا ہے، یہ پنچایت اچھا ہوا ہو گئی ہے، اگر اس کی ایک فوٹو کاپی مل جائے تو آپ کے لئے کام بالکل آسان ہو جائے گا، میں نے چاچا کے بیٹے کو فون کر کے اس کی ایک کاپی ڈاک سے وکیل صاحب کو بھیجنے کے لئے خوشامد کی، اس نے تلاش کیا تو چاچا کی الماری میں دو فوٹو کاپیاں اس پنچایت نامہ کی مل گئیں، وکیل صاحب نے اس کاپی سے سب دستخط کرنے والوں کے نام میری اور میرے شوہر سعد ملک کی طرف سے ارادہ قتل کا مقدمہ 307 دہلی میں درج کرایا، پولیس سمن لے کر ہمارے قصبہ میں پہنچی، کسی طرح چیرمین صاحب نے وقتی طور پر گرفتاری رکوائی، سب نے کئی وکیلوں سے مشورہ کیا، سب وکیلوں نے کہا کہ اس کیس میں، سب کے سب کو جیل جانا پڑے گا، اور یہ کاپی جو مقدمہ میں لگی ہوئی ہے، یہ جرم کا بہت مضبوط ثبوت ہے، اور 307 میں کم سے کم چھ مہینہ ضمانت نہیں ہوگی، وکیلوں نے مشورہ دیا کہ آپ لوگ دہلی ان کے وکیل سے جا کر شادی پر رضامندی کے دستخط کر کے فیصلہ کر لو، ورنہ ۴۵ کے ۴۵ لوگوں کو جن کے پنچایت نامہ پر دستخط ہیں جیل جانا پڑے گا اور سب کو سزا ہوگی، میرے اور ملک صاحب کے پتاجی دہلی میں وکیل صاحب سے ملے، اور فیصلہ کرانے کے لئے منھ مانگی فیس دینے کو کہا، ملک صاحب نے مجھے بتایا کہ میں نے دو رکعت پڑھ کر اپنے اللہ سے دعا کی، میرے اللہ آپ دلوں کے بھید اور کھوٹ کو جانتے ہیں، اگر میرا یہ فیصلہ آپ کی رضا کے لئے ہے، تو مجھے پریشانی اور ذلت سے بچا لیجئے، میرے اللہ نے غیب سے مدد کر کے یہ پنچایت کروائی۔

س: جے پور آپ کس طرح گئے؟

ج: حضرت کے ایک جاننے والے ماسٹر صاحب جو کچھ سال پہلے مسلمان ہوئے ہیں، ایک مسئلہ میں وکیل صاحب کے پاس آئے ہوئے تھے، اسی روز میرا فیصلہ ہوا، ان

کو معلوم ہوا تو انھوں نے ہمیں وہاں سے ہٹ کر رہنے کا مشورہ دیا، اور جے پور میں اپنے مکان کی چھت پر ٹیوشن سنٹر پارٹنر شپ میں کھولنے کی رائے دی ملک صاحب کو اچھا لگا، اور وہ چلے گئے، اللہ کا شکر ہے کہ وہاں پر بہت اچھا سنٹر چلا، اور جب سنٹر کی شہرت ہوئی تو چار بڑے سنٹر اور دوسرے محلوں میں کھول لئے، چھ سال میں اللہ کا شکر ہے اس سنٹر کی کمائی سے میرا اپنا گھر ہے، گاڑی ہے، اور دعوت پر اور نو مسلموں پر میرے شوہر بہت خرچ کرتے ہیں، اللہ نے کوئی کمی نہیں چھوڑی، خوب گھر بھر دیا۔

س: آپ کے دونوں بچے پڑھ رہے ہیں؟

ج: الحمد للہ انگلش میڈیم اسکول میں پڑھ رہے ہیں اور گھر پر مولانا صاحب آتے ہیں، اور ہم دونوں بھی پڑھاتے ہیں، میری بچی کا قرآن شریف ختم ہو گیا ہے، بیٹا بھی پندرہ پارے پڑھ چکا ہے، ساری دعائیں یاد ہیں، سو حدیثیں دونوں کو انگلش ٹرانسلیشن کے ساتھ یاد ہیں، ملک صاحب کہتے ہیں ہمارے جتنے بچے بھی ہوں گے ان کو داعی بنائیں گے، بیٹے کا نام معین الدین اسی لئے رکھا کہ کسی ملک کی ہدایت کا ذریعہ بنے گا۔ بیٹی کا نام آمنہ رکھا کہ یہ خود نہ بنی تو کوئی آمنہ کا لال اس کی گود میں دنیا کے اندھیروں کو دور کرے گا

س: آپ دونوں کا گھر والوں سے رابطہ کیسے ہوا؟

ج: کچھ روز تک تو رابطہ نہیں ہوا مگر ڈر کی وجہ سے ان لوگوں نے ہمیں کچھ کہا بھی نہیں، بعد میں میں نے ممی سے بات کی، وہ میرے بھائی کے ساتھ جے پور آئیں، میرے شوہر ملک صاحب نے بہت خدمت کی، اور جب میرے ساتھ ان کے حد درجہ نرم رویہ اور نہ چاہتے ہوئے صرف میرا ایمان بچانے کے لئے شادی کا پتہ چلا تو پھر وہ میرے شوہر سے بہت متاثر ہوئیں، پانچ روز وہ رہیں، یہ بھائی صاحب اور ممی کی خوشامد کرتے رہے، اللہ کا شکر ہے دونوں مسلمان ہو گئے، دو سال بعد میرے پتا جی نے

بھی اسلام قبول کیا، دوسرے بھائی تو چار مہینے پہلے اسلام میں آئے ہیں، ہاں ملک صاحب کے پریوار کے صرف دو لوگ ابھی اسلام میں آئے ہیں، ایک ان کی بہن اور ان کے بہنوئی، ایک بہن اب جے پور آنے لگی ہیں، ان کے ماتا پتا سے اب تو میری بات ہونے لگی ہے، پہلے سے بہت نرم ہوگئے ہیں، یہ دعا کر رہے ہیں، مجھے امید ہے کہ وہ اپنے اللہ سے ضرور ان کی ہدایت منوائیں گے۔

س: ماشاء اللہ، آپ کے شوہر کا ذکر کرنے میں بس آپ کے منھ میں شہد سا گھل جاتا ہے؟

ج: طوبی بھابھی وہ واقعی سچے مسلمان ہیں، جب وہ نماز پڑھتے ہیں تو آپ دیکھیں ان کا چہرہ، ان کا کھڑا ہونا دیکھ کر آپ خود کہہ دیں گی کہ یہ اپنے مالک سے ملاقات کر رہے ہیں، مرنے کے بعد کی زندگی قبر حشر جنت دوزخ پر ان کو اپنی آنکھوں دیکھی چیزوں سے زیادہ یقین ہے، آپ سنیں گی تو آپ خود محسوس کریں گی کہ ان کا بدن تو اس دنیا میں ہے مگر ان کا دل آخرت میں رہتا ہے۔

س: واقعی بہت قابل رشک ہے یہ حال، اس کا کوئی حصہ ہمیں بھی نصیب ہو جائے

۔

ج: واقعی طوبیٰ بھابھی یہ خوب سمجھتے ہیں کہ جب تک آخرت آنکھوں دیکھی چیز کی طرح سامنے نہ ہو، ایمان ایمان نہیں۔

س: ماشاء اللہ بہت خوب، ارمغان پڑھنے والوں کے لئے آپ کوئی پیغام دیں گی؟

ج: بس میں تو یہ کہوں گی، زندگی کوئی اللہ کے لئے جینے کی ٹھان لے تو پھر بس اللہ کی مدد دیکھے۔ خود ہمارے ملک کا قانون دعوت کا کام کرنے والوں اور اسلام قبول کرنے

والوں کیلئے اللہ کی طرف سے بڑی رحمت ہے۔ اس قانون سے فائدہ اٹھائیں، اور ہمت نہ ہاریں، نہ دائی کو کوئی مسئلہ ہے اور نہ اسلام قبول کرنے والوں کے لئے کوئی مشکل ہے، اور جب اللہ کی طرف سے حفاظت کا وعدہ ہے تو کوئی کیا بال بیکا کر سکتا ہے۔

س: بہت بہت شکریہ السلام علیکم۔

ج: شکریہ تو آپ کا کہ آپ نے مجھے موقع دیا، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

مستفاد از ماہنامہ ''ارمغان'' ماہ دسمبر ۲۰۱۴ء

ماہنامہ ارمغان کا مختصر تعارف

ماہنامہ ''ارمغان'' جمعیت شاہ ولی اللہ پھلت ضلع مظفر نگر یوپی کا ترجمان ہے جو داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہم (جن کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے) کی زیر سرپرستی اور مولانا وصی سلیمان صاحب ندوی کی ادارت میں نکلتا ہے ماہنامہ ارمغان گزشتہ (۲۴) سالوں سے پابندی وقت کے ساتھ مسلسل شائع ہو رہا ہے اور اس کی تعداد اشاعت میں برابر اضافہ ہوتا جا رہا ہے، ماہنامہ ارمغان اپنے مضامین کی افادیت اور دعوتی فکر کی وجہ سے واقعی ساری انسانیت کے لئے ایک ارمغان (تحفہ) ہی ہے اس میں ہر ماہ ایک خوش قسمت مہاجر بھائی یا بہن کی سرگزشت انٹرویو کی شکل میں شائع ہوتی ہے جو بڑی چشم کشا، دلچسپ اور دعوت کے کام پر ابھارنے والی ہوتی ہے انٹرویوز ملک و بیرون ملک بہت پسند کئے جاتے ہے ان کے مختلف زبانوں میں ترجمے بھی ہو رہے ہیں، رسالہ میں داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہم کے ارشادات، افادات، خطبات شامل اشاعت ہوتے ہیں خصوصاً رسالہ کا ''آخری صفحہ'' تو رسالہ کی جان ہوتا ہے، ماہنامہ ارمغان کا سالانہ زر تعاون ۲۰۰ روپئے ہے جو رسالہ کی اہمیت کے مقابلے میں بہت ہی کم ہے اس کی توسیع اشاعت میں کوشش کرنا اس عظیم دعوتی مشن میں اپنا حصہ لگانا ہے اس لئے پرخلوص گزارش ہے کہ خود بھی اس کے ممبر بنئے اور دوسروں کو بھی بنائیے۔

الداعی الی الخیر

بندہ محمد روشن شاہ قاسمی

مہتمم دارالعلوم سونوری

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ

۱۲ جولائی ۲۰۱۵ء بروز اتوار

ارمغان حاصل کرنے کے لئے پتہ

دفتر ارمغان پھلت ضلع مظفر نگر

Phulat, Dist Muzaffar Nagar

251201 (U.P.) INDIA

Mob: +91-9359350312

9368512753 , 9412411876

e-mail: arm313@gmail.com

armughanphulat@yahoo.com

website: www.armughan.in

زر سالانہ: -/200 روپئے

دعوت وتبلیغ سے متعلق

مفتی محمد روشن شاہ قاسمی کی مرتب کردہ کتابیں

نام کتاب	شمار نمبر
دعوتی بیانات (تیرہ جلدیں) تخریج شدہ ایڈیشن رئیس التبلیغ حضرت جی مولانا یوسف صاحبؒ	۱
مجموعۂ بیانات (بیس جلدیں) تخریج شدہ ایڈیشن لسان الدعوۃ والتبلیغ حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالنپوریؒ،	۲
خطبات داعیٔ اسلام (دس جلدیں) تخریج شدہ ایڈیشن داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہم (زیرطبع)	۳
مجموعۂ بیانات (دس جلدیں) تخریج شدہ ایڈیشن حضرت مولانا ابراہیم صاحب دیولہ مدظلہم (زیرطبع)	۴
ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ (حصہ اول)	۵
مکاتیب حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ (حصہ اول)	۶
ملفوظات واقتباسات حضرت جی مولانا یوسف صاحبؒ (حصہ اول)	۷
مکاتیب حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحبؒ (حصہ اول تا دوم)	۸
ملفوظات واقتباسات حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ (حصہ اول)	۹

۱۰	**مجموعہ بیانات** حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ (حصہ اول تا دوم)
۱۱	**ملفوظات واقتباسات** حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالنپوریؒ (حصہ اول)
۱۲	**بیانات** حضرت مولانا سعید احمد خان صاحبؒ (حصہ اول تا چہارم)
۱۳	**مکاتیب** حضرت مولانا سعید احمد خان صاحبؒ (حصہ اول تا پنجم)
۱۴	تذکرہ حضرت مولانا محمد سعید احمد خان صاحب مہاجر مدنیؒ
۱۵	شیخ الحدیث کی سرپرستی میں مجالس دعوت وتبلیغ
۱۶	**مکتوبات** حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ
۱۷	**تبلیغی بیانات** حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ
۱۸	**تبلیغی بیانات** حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحبؒ
۱۹	**تبلیغی تقاریر** حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحبؒ
۲۰	**تبلیغی بیانات** حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ
۲۱	**تبلیغی مواعظ** حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ
۲۲	**تبلیغی تقریریں** حضرت مولانا ابرار احمد صاحبؒ
۲۳	”تقاریر اکابرین تبلیغ“
۲۴	**بے مثال تبلیغی تقریریں** فضل کریم صاحبؒ
۲۵	**مجموعہ بیانات** حضرت الحاج عابد خان صاحب حیدر آبادی (جلد اول چہارم)

۲۶	داعیٔ اسلام مولانا کلیم صدیقی صاحب سے ایک گفتگو
۲۷	نسیم ہدایت کے جھونکے (جلد اول تا ہفتم) اردو اور ہندی
۲۸	نسیم ہدایت کے جھونکے **(برائے خواتین)** اردو اور ہندی
۲۹	خیر امت کا منصب اور ہمارا حال
۳۰	''مقامات حرمین'' افادات داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہم
۳۱	''حج کا پیغام'' افادات داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہم
۳۲	حج کی رہنمائی قدم بہ قدم
۳۳	عمرہ کی رہنمائی قدم بہ قدم
۳۴	''وفیات'' افادات داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہم (زیر طبع)
۳۵	''معرفۃ العلوم'' (اردو ہندی)
۳۶	''معرفۃ النکاح والجنائز'' (اردو، ہندی)